قَالَ جَاهِدُ وَالْمُشْرِكِينَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ
حدیث شریف
مرأت مسعودی
تاریخ صالحین بہرائچ شریف
الفقیر ابوالحسن محمد صدیق حسن قادری
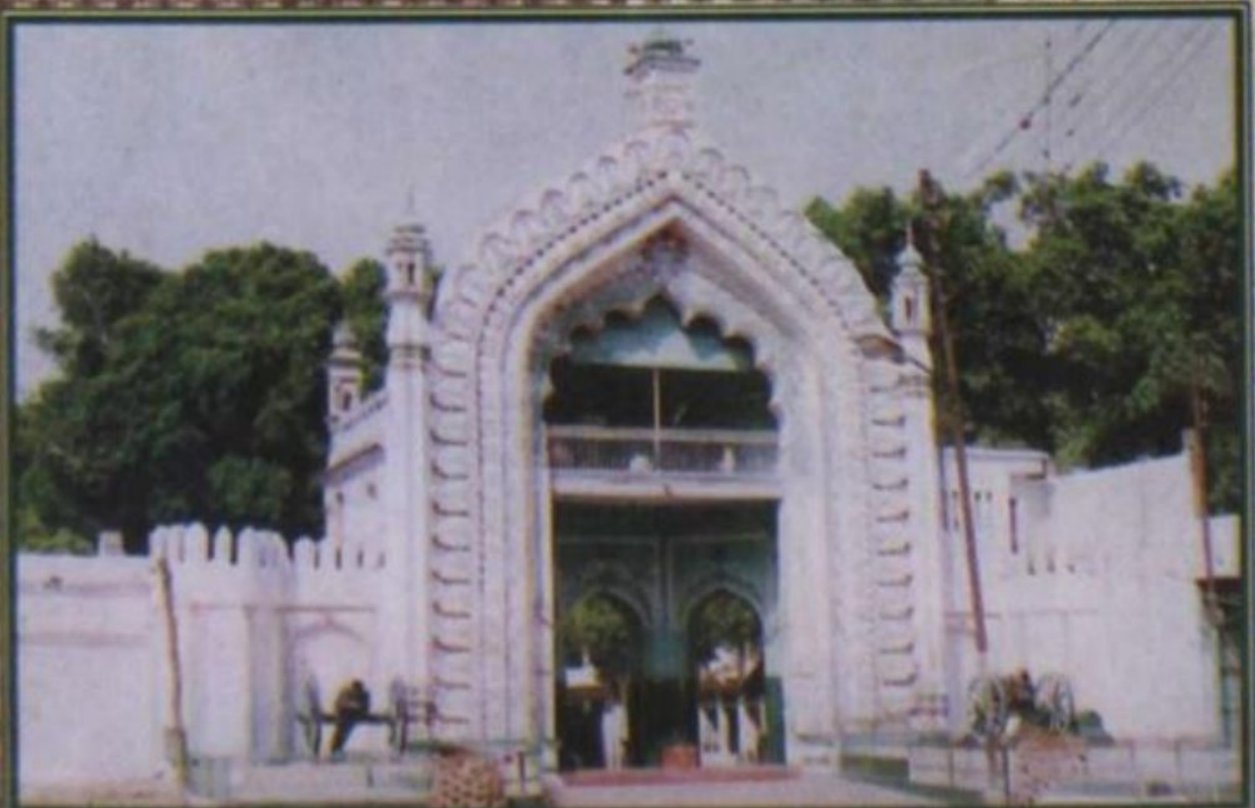
یہ وہ قرآن عظیم ہے جس کو سلطان الشہداءؒ تلاوت فرماتے تھے۔

سلطان الشہداؒ کا لباس پاک جو بوقت شہادت زیب تن تھا جو دس صدی گذرنے کے بعد بھی محفوظ ہے۔

وقت آگیا کہ ساقی میخانہ حجاز   بھر بھر کے پھر ایاغ مئے مشکبار دے سبار دو

الحمد للہ

کتاب لاجواب تاریخ بہرائچ شریف متضمن احوال از ولادت تا شہادت سلطان الشہداء

مع تذکار صالحین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین

مرآت مسعودی

مؤلفہ

حضرت عبد الرحمٰن چشتی علوی قدس سرہٗ

ضمیمہ

تاریخ صالحین بہرائچ

مؤلفہ

حضرت مولانا الحاج محمد صدیق حسن صاحب قادری بہرائچی

ایڈیٹر المسعود بانی و سربراہ المرکز الاسلامی دار الفکر بہرائچ شریف

شعبۂ اشاعت

المرکز الاسلامی دار الفکر قادری مسجد درگاہ روڈ بہرائچ شریف یو۔پی

نام کتاب — مرأۃ مسعودی وتاریخ صالحین بہرائچ شریف

مولفہ — حضرت عبدالرحمٰن چشتی

حضرت مولانا الحاج محمد صدیق حسن قادری

پہلا ایڈیشن ایک ہزار ۱۰۰۰ — فروری ۱۹۹۰ء

دوسرا ایڈیشن ۱۰۰۰ — نومبر ۱۹۹۲ء

تیسرا ایڈیشن ۱۰۰۰ — اپریل ۲۰۰۲ء

چوتھا ایڈیشن ۱۰۰۰ — مئی ۲۰۰۶ء

ناشر (شعبۂ اشاعت) — المرکز الاسلامی دارالفکر غازی نگر درگاہ روڈ بہرائچ شریف

طباعت — تاج پریس بہرائچ

کمپیوٹر کمپوزنگ — محمد ارشادالحق (تاج کمپیوٹر تاج پریس بہرائچ)

قیمت — ۵۰ روپیہ

ملنے کا پتہ

۱۔ المرکز الاسلامی دارالفکر غازی نگر درگاہ شریف بہرائچ

۲۔ حسن بک ڈپو غازی نگر درگاہ روڈ بہرائچ شریف

۳۔ جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف

شرف انتساب

چودہویں صدی ہجری کے محقق اعظم حضرت سیّدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام جن کے علم وفضل کا چراغ تاقیامت روشن رہے گا۔ خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے اور اپنے والدین واساتذہ وتلامذہ واقرباء کے لئے دارین میں بھلائی کا بارگاہ ربّ ذوالجلال سے طالب ہوں۔ آمین

ملنے کے پتے

حسن بک ڈپو غازی نگر درگاہ روڈ بہرائچ شریف

المرکز الاسلامی دارالفکر درگاہ روڈ بہرائچ شریف

نذر عقیدت

بحرالکاملین سند العارفین حضرت سیّدنا شیخ **فیروز شہید**

ترک بخاری ثم بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سراج السالکین تاج العارفین سیّدنا **افضل الدین ابو جعفر**

امیر ماہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام العارفین حضور سیّدنا شیخ مخدوم **محمد اجمل** بہرائچی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطب العابدین. بحرالعلوم حضرت علامہ مولانا شاہ **محمد نعیم اللہ** بہرائچی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عارف آگاہ حضرت سیّدنا **بسم اللہ شاہ** چشتی پنڈوی بہرائچی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاجی الحرمین حضرت الحاج **غنیمت حسین** علیہ الرحمۃ مہراج گنج بہرائچ شریف

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

الفقیر ابو الحسن محمد صدیق حسن قادری بھرائچی

...ہرست کتاب لاجواب مرأۃ مسعودی وضمیمہ تاریخ بہرائچ شریف

فہرست کتاب لاجواب مرأۃ مسعودی وضمیمہ تاریخ بہرائچ شریف

قطعۂ تاریخ ولادت

سیّدنا سلطان الشہداء
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مہر مسعود جب ہوا تاباں
ہو گیا عرش و فرش نورانی
لکھی تاریخ یہ عنایت نے
قطب عالم حبیب سبحانی

سنہ ۴۰۵ھ

از غزا نامہ مسعود

تعارف

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا (اعلیحضرت)

سلطان الشہداء سالار اعظم ہند سیّدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کی درگا
فلک بارگاہ شہر بہرائچ شریف جواتری ہند کوہ ہمالہ کی گود میں آباد ہے واقع ہے جو صدہا سال سے
۴۲۴ھ سے مرجع خلائق ہے نیز اس شہر مبارک میں نہ جانے کتنے جام شہادت کے مست مح
خواب ہیں جن کا صحیح شمار سوائے خدائے تعالیٰ اور اس کے محبوب کے کسی کو نہیں ہے اس کے علاو
یہ شہر مبارک بہت سے عارفان روز گار و کاملان طریقت کی آرام گاہ ہے جو بڑی بڑی خانقاہوں
میں آرام فرما ہیں۔ حضور سلطان الشہداء کے دربار عالی وقار میں ہندوستان کے مختلف صوبوں او
گوشوں سے بلاتفریق مذہب وملت خلق خدا حاضر ہو کر خراج عقیدت پیش کرتے ہیں یہ درگا
مختلف مذاہب کا بے مثال سنگم ہے۔ حضرت سالار اعظم ہندوستان کی اس سرزمین بہرائچ میں
ایسے وقت تشریف لائے جس وقت اس مقام پر بھڑ قوم کے ظالم و جابر اُجڈ لوگ آباد تھے لودھی و
برہمنی مشن جاری تھا لیکن ہر ایک دوسرے کے جان و مال کا دشمن تھا۔ تاریخی شواہد سے یہ بات
ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں ۲۱ راجہ اپنی چھوٹی چھوٹی ریاست کے حکمراں بنے ہوئے غریبوں کا خون
پی رہے تھے۔ گویا کہ یہ زمین پورے بھارت میں ایک المیہ بنی ہوئی تھی۔

دریں حال ظلم وعدوان نے خدا کے فضل کو آواز دی تو ربّ کائنات نے انسانیت کی
حفاظت نیز طغیان وسرکشی کا قلع قمع کرنے کے لئے سیّدنا سالار ساہو کے فرزند بی بی ستر معلیٰ کے
دلبند حضرت محمود غزنوی کے ہونہار بھانجے کو منتخب فرمایا۔ پھر کیا تھا علی کے اس نور نظر کی نگاہ کیمیا
نے بے شمار افراد انسانی کو تاریک وادیوں سے نکال کر ان کے لئے امن و آشتی و صلح وشانتی کا
پیغام نشر فرمایا اور لامتناہی خداؤں سے پھیر کر وحدت کی طرف متوجہ فرما دیا جن کے نقوش قدم کی
برکتیں آج بھی گم گشتہ راہ کیلئے مینار ہدایت ہیں۔

آرام گاہ۔ حضرت فیروز شہید ترک بخاری پردادا حضرت شیخ محقق عبدالحق دہلوی رضی اللہ عنہ
پرانی عیدگاہ بہرائچ شریف

کامل روزگار حضرت سیدنا افضل الدین امیر ماہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
محلہ امیر ماہ بہرائچ شریف

مزار پاک حضرت سیدنا امیر نصر اللہ غازی بڑے والد حضور غازی میاں رضی اللہ عنہ
دکولی بہرائچ شریف

مزار اقدس حضرت سید مخدوم اجمل بہرائچی قادری چشتی نقشبندی علیہ الرحمۃ
نزدیک مولوی باغ گونڈہ روڈ بہرائچ

مزار مبارک حضرت سید مخدوم بڈھن شاہ بہرائچی علیہ الرحمۃ
ریلوے اسٹیشن روڈ بہرائچ شریف

دار الفکر کے محمدی ہاسٹل کا خوشنما منظر

قدم رسول کی عمارت کا روح پرور منظر درگاہ شریف بہرائچ
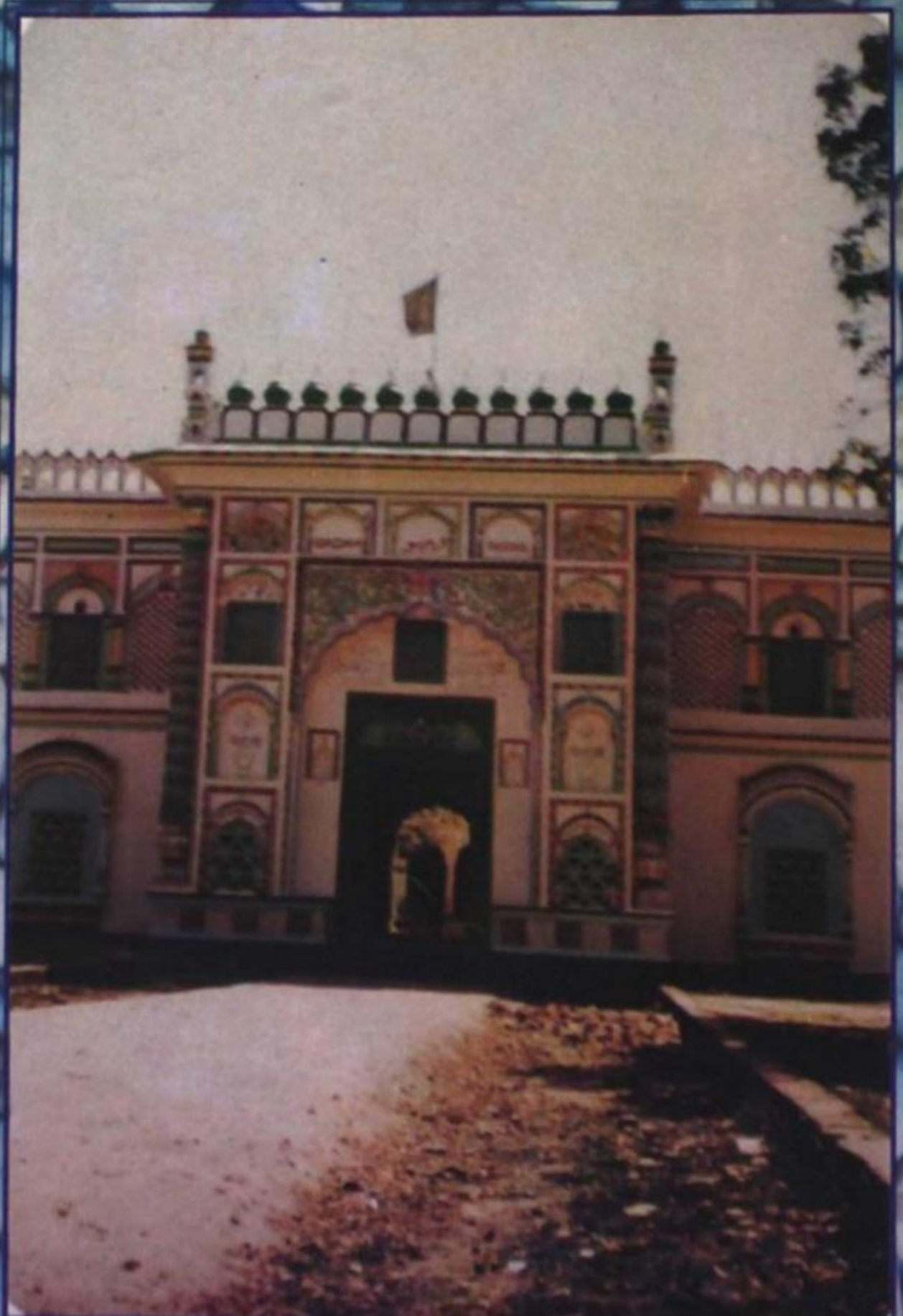
خانقاہ بڑی تکیہ کا بیرونی دروازہ جسکے اندر حضرت میاں عنایت علی شاہ و حضرت غلام علی شاہ
و حضرت منصور شاہ و حضرت حمزہ شاہ آرام فرما ہیں۔
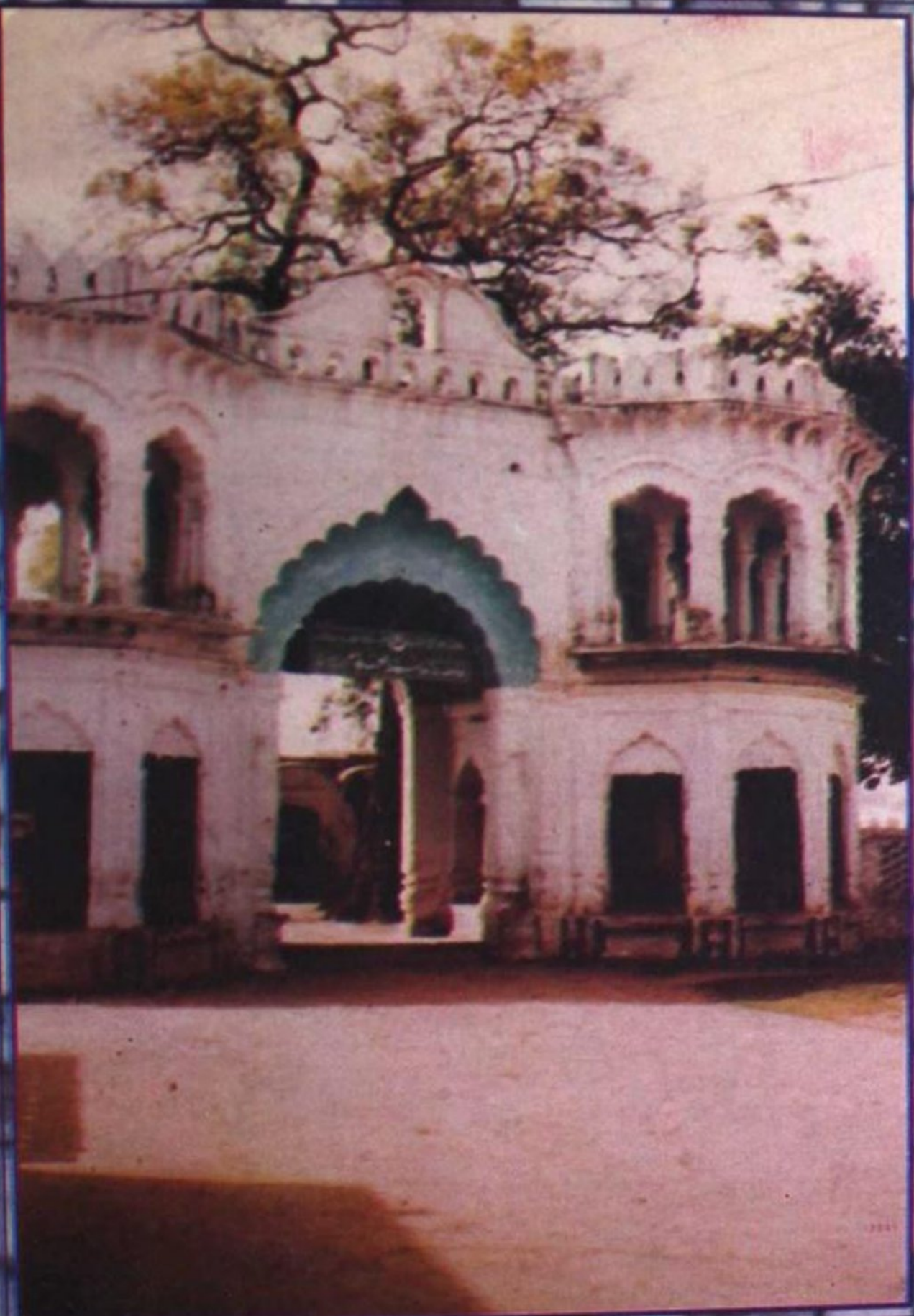
مزار مقدس عارف باللہ حضرت بسم اللہ شاہ چشتی پنڈوی علیہ الرحمۃ
خانقاہ چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف
مزار مبارک
حضرت مرحبا شاہ مجذوب علیہ الرحمۃ خانقاہ چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف

درگاہ شریف کا تاریخی نعل دروازہ

سالار اعظم ھند کا سلسلۂ نسب خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے گیارہویں پشت سے جاملتا ہے خدا کے اس شیر نے عین ابتدائی شباب میں نفس کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور لاکھوں افراد انسانی کو مے توحید سے مست فرمادیا۔ تاریخ کا ہر ورق گواہ ہے کہ سالار اعظم کے خون نے اسلام کی ایسی آبیاری فرمائی جس کی تروتازگی وشادابی قیامت تک باقی رہے گی۔ اور توحید ورسالت کے مستوں کو یہ درس دیتی رہے گی۔ ع

آئین جواں مرداں حق گوئی وبیباکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ کی بہار زندگی کے اوراق اس کتاب میں ملاحظہ فرما کر درس عبرت حاصل فرمائیں آپ نے رشد وہدایت کے لئے اُتری ہندوستان کو پسند فرمایا اور بہرائچ میں جام شہادت نوش فرما کر ہمیشہ کے لئے اس سرزمین کو دار الامن بنادیا۔ اور اہل حق کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک پیغام حیات عطا فرمادیا کہ جب بھی سر پھرے اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت ورفعت کے مٹانے کے درپے ہوں تو تم اپنی جان کو راہ خدا میں لٹانے کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔ مولیٰ تعالیٰ شہدائے اسلام کے نقوش قدم پر ہم کو اور تمام مسلمانوں کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را (علامہ اقبال)

گدائے بارگاہ مسعودی

الفقیر ابوالحسن محمد صدیق حسن قادری

بہرائچی

بانی وسربراہ اعلیٰ المرکز الاسلامی دار الفکر بہرائچ شریف

پیش لفظ

تالیف مرآۃ مسعودی و تاریخ بہرائچ شریف

حضرت عبد الرحمٰن چشتی علوی متوفی ۱۰۹۴؁ھ ماہ شعبان المعظم بروز شنبہ شہنشاہ نور الدین محمد جہاں گیر ابن جلال الدین اکبر بادشاہ کے حکم سے حضور سلطان الشہداء سیّدنا سالار مسعود غازی رضی اللہ عنہ کے صحیح حالات وشہادت کی جستجو میں اُتری ہند میں تشریف لائے اور اس زمانے کے مورخین رشیوں، مینوں، راہبوں سے ملاقات کی کوہ شمالی علاقہ نیپال کے ایک بہت ہی عمر رسیدہ تاریخ داں اچارج[1] بھدر نامی برہمن سے ملاقات ہوئی۔ ذکر سیّد سالار پر گفتگو شروع ہوئی تو اس شخص نے ایک بہت ہی پرانی کتاب ہندی تاریخ پڑھ کر سنایا جس میں پورا واقعہ آمد وشہادت سیّدنا سالار مسعود غازی کا موجود تھا۔ نیز راجاؤں سے ملاقات ہوئی جو رائے شہر دیو کی اولاد میں سے تھے۔ اور پہاڑ پر آباد حکومت کر رہے تھے جب مصنف مرآۃ مسعودی نے ان حضرات سے گفتگو کی تو ان لوگوں کے ذریعہ بھی صحیح حالات کا علم ہوا پھر اس راہب کی تاریخ نیز ان راجاؤں کی گفتگو کو دور غزنویہ کے اہم ترین مورخ ملاّ محمود غزنوی کی مرتبہ تاریخ سے مطابقت کی تو فرق معلوم ہوا۔ پھر ماہ رمضان المبارک ۱۰۹۴؁ھ میں بارگاہ مسعودی میں مکاشفہ کر کے صحیح حالات کو قلمبند کرنے کا اذن طلب فرمایا۔ عالم رؤیا میں سالار مسعود نے اذن مبارک عطا فرماتے ہوئے مزید حالات وواقعات کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اور یہ رہنمائی بھی مذکورہ افراد کے اقوال اور ملاّ محمود غزنوی کی تاریخ کے عین مطابق تھی۔ (ملخص)

سیّدنا سالار کا اذن پا کر حضرت عبدالرحمٰن نے فارسی زبان میں تاریخی واقعات جمع فرما کر اس کا نام مراٰۃ الاسرار رکھا پھر اس کا ترجمہ ملخص ہو کر مراٰۃ مسعودی نام پڑا۔ مجھ حقیر فقیر سراپا تقصیر کی مدّتوں سے خواہش تھی کہ کوئی جامع تاریخ کہنہ ہاتھ آجائے جس میں بہرائچ شریف کے حالات کا ذکر ہوتا کہ اس کی مدد سے اور دیگر کتب کی مدد سے جدید اضافہ کے ساتھ

---

[1] جو راہبانہ طریقہ پر کوہ ہمالہ کی گود میں رہتا تھا۔

بہرائچ شریف میں آسودۂ خواب بزرگوں اور شہیدوں کے حالات پیش کردیئے جائیں۔ جب
یہ خیال تام دل میں بیدار ہوا تو سیّدنا سالار مسعود غازی کا فیض باطنی روحانی کارفرما ہو کر منزلیں
عطا کرتا گیا۔ اور تاریخ کی متعدد کتب دستیاب ہو گئیں جس میں شہدائے بہرائچ وصوفیائے
بہرائچ کا ذکر اور ان کے مقامات رفیعہ کے تذکرے موجود تھے۔ مطالعہ کے بعد دل کو نور وسرور
حاصل ہوا اور بے فکر ہو کر اس پرخار وادی میں کود پڑا اور اپنی مشکل کشائی کے لئے لخت جگر ہی کا
سہارا لیا۔ سالار مسعود کے فیضان شہادت وکرامت نے ان تمام منازل کو اس قدر آسان فرمادیا
اس کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔ تھوڑی سی جستجو کے بعد ایک صاحب کے گھر کے کاغذات پارینہ
میں مرأۃ مسعودی خستہ حالت میں مل گئی جو مکمل کتاب اس تاریخ میں موجود ہے۔

نیز جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ کے کتب خانہ سے غزانامہ مسعود مؤلفہ عالی
جناب عنایت حسین بلگرامی مطبوعہ ۱۲۸۴ھ حاصل ہوگئی۔ ضیاء القلوب مؤلفہ حاجی امداللہ مہاجر
مکی علیہ الرحمۃ کی ایک کتب خانہ سے حاصل کی۔ اس کے علاوہ آئینۂ مسعودی۔ آئینۂ اودھ۔
تذکرۂ سیّد سالار و تذکرۂ صوفیائے بہرائچ۔ خم خانہ تصوّف وسالک السالکین واخبار الاخیار وسفر
نامہ ابن بطوطہ کے اقتباسات نے خادم کی دستگیری اور رہنمائی کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ
المکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام کتب تواریخ کی مدد سے ایک مختصر اور جامع تاریخ بہرائچ پیش کر
نے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ ارباب علم وفضل سے عرض ہے کہ اگر کوئی غلطی تاریخی طور پر نظر
آجائے تو زبان طعن کے بجائے اصلاح کی کوشش فرماکر خادم کو اطلاع فرمادیں تاکہ آئندہ طباعت
کے وقت اس کی درستگی کردی جائے۔ وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم و سیّدنا و
مولانا محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و
سلم

محتاج دعا :- محمد صدیق حسن قادری بہرائچی

وخادم الطلبہ جامعہ اشرفیہ مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف
یکم رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ بروز شنبہ مبارکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فلسفۂ جہاد و شہادت

رضائے الٰہی کے لئے عملی طور پر کلمہ توحید و رسالت کی ترویج و اشاعت کے لئے بوقت ضرورت جسم و جان و مال اور اولاد ان تمام کی قربانی پیش کر دینے کا نام جہاد ہے اور راہ حق میں جام شہادت کو برضا و رغبت قبول کر لینے کا نام شہادت ہے۔

جہاد کا مقام عبادت

مَثَلُ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَثَلُ الصَّائِمِ القَائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْطُرُ مِنْ صَلوٰةٍ وَّلَا قِيَامٍ حَتّٰى يَرجِعُ المُجَاهِدُ فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ

(ترمذی شریف باب فضائل الجہاد)

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا جب تک جہاد سے لوٹ نہ آئے اس روزہ دار اور نمازی کی طرح ہے جو متواتر روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔

(ترمذی شریف باب فضائل الجہاد)

مجاہد کا ہر عمل عبادت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے بعد فرمایا۔

اَلجِهَادُ سَنَامُ العَمَلِ

جہاد عمل کا کوہان ہے مطلب یہ ہے کہ مجاہد اسلام جب راہ خدا میں نکلتا ہے تو اس کا سونا جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا سب عبادت میں شمار ہے۔ یہاں تک کہ اگر مجاہد کا گھوڑا اسی میں بندھا بندھا گھاس چرنے کیلئے نکلتا ہے تو اس پر مجاہد کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

مرتبہ شہادت

خدا کے راستے کا غازی اللہ کی رضا کے لئے جب اپنا سر کٹا دیتا ہے تو وہ کتنا ہی بڑا پاپی ہو ابر کرم کے چھینٹے اس کے تمام گناہوں کو دھو ڈالتے ہیں۔ اور اعمال بد کی گندگیاں اس کے لہو کی گرمی سے مٹ جاتی ہیں۔

القتل في سبيل الله يكفر كل خطيئة فقال جبرئيل الا الدين (ترمذی ابن ...) خدا کی راہ میں قتل ہونا تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا قرض کے علاوہ اور ... میں شہید کی یہ شان ہوگی کہ ان کے تروتازہ زخم سے مشک وعنبر کی خوشبو پھوٹ رہی ہوگی۔ ... لئے پیغمبر اسلام نے راہ حق میں جام شہادت کے نوش فرمانے کی تمنا ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

...لذی نفسی بیدی لودت ان اقتل فی ...بیل اللّٰہ ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم ...قتل ثم احییٰ ثم اقتل

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ راہ خدا میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

شہادت پر انعام خداوندی

اور جب بندہ جان عزیز کو دنیا کے عیش و عشرت کو چھوڑ کر مالک الملک کے حوالے کر دیتا ہے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو رب کائنات اس کو حیات دائمی غیر شعوری عطا فرما دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا تحسبنّ الذين قتلوا فی سبيل الله امواتاً بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما آتهم الله من فضله (آل عمران ۴ پارہ رکوع ۸)

اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ خیال نہ کرنا۔ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے۔

ایمان والے شہادت کی تمنا کرتے ہیں اور دین کو زندگی عطا فرماتے ہیں

جہاد فی سبیل اللہ

جہاد کا مفہوم جہاد کے معنٰی انتھک کوشش کے ہیں قرآن وسنّت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے لئے اور دین کے فروغ کے لئے کمال درجہ کی جدّ وجہد کرنا یہ سعی اور کوشش زبان سے مال سے وقت اور عمر سے مشاکل میں تکالیف اٹھا کر جان کو مصیبتوں میں ڈال کر اور وقت ضرورت اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر کی جاتی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ

فساد، بدامنی طمع وہوس بغض وعداوت اور تعصب وتنگ نظری کی آگ کو فرو کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو تلوار اٹھانے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہ (الحج پ۱۷-۳۹) جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے انھیں لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیوں کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بے قصور نکالے جاتے ہیں ان کا قصور صرف یہ تھا کہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتے تھے۔ اس آیت پاک میں جن لوگوں کے خلاف جنگ کا حکم دیا گیا ہے ان کا جرم صاف طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ظلم کرتے ہیں لوگوں کو بے قصور ان کے گھروں سے نکالتے ہیں اور اس قدر متعصب ہیں کہ محض اللہ کو پروردگار کہنے پر تکلیفیں پہونچاتے ہیں ایسے لوگوں کے خلاف صرف اپنی مدافعت ہی میں جنگ کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ دوسرے مظلوموں کی اعانت وحمایت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور تاکیذ کی گئ ہے کہ کمزور وبے بس لوگوں کو ظالموں کے پنجہ سے چھڑاوٗ۔ آپسی جنگ کو ظالموں اور مفسدوں کے مقابلہ میں اپنی مدافعت اور کمزوروں ومظلوموں کی اعانت کی جائے اللہ نے خاص راہ خدا کی جنگ قرار دیا ہے ارشاد ہے۔ وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ جنگ بندوں کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہے۔ اور اس جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک خدا کے لئے بے گناہ بندوں پر دست درازی اور ظلم وجبر کرنے کا سلسلہ بند نہ ہوجائے

...تِلُو هُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ ان سے لڑتے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

جہاد اور مجاہد کی فضیلت

یہی وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کی فضیلت سے قرآن کے صفحے بھرے پڑے ہیں جس میں لڑنے والوں کی تعریف اس طرح کی ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف - ۴) اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھے ہوئے جم کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ (التوبہ پ - ۱۰/۲۰) جو لوگ ایمان لائے جنھوں نے حق کی خاطر گھر بار چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے اور وہی لوگ ہیں جو حقیقت میں کامیاب ہیں۔ پھر بھی وہ حق پرستی کی جنگ ہے جس میں ایک رات کا جاگنا ہزار راتیں جاگ کر عبادت کرنے سے افضل ہے جس کے لئے میدان میں جم کر کھڑے ہونا گھر بیٹھ کر ۶۰ برس تک نمازیں پڑھتے رہنے سے افضل بتایا گیا ہے جس میں جاگنے والی آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام کردی گئی ہے جس کی راہ میں غبار آلود ہونے والے قدموں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ کبھی آتش دوزخ کی طرف نہ گھسیٹے جائیں گے اور اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کو جو اس سے بچ کر گھر بیٹھ جائیں اور اس کی پکار سن کر کسمسانے لگیں اس غضبناک لہجہ میں تنبیہ کی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے (ان سے کہہ دو اگر تمہیں اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے مندے پڑ جانے کا تمہیں ڈر لگا ہوا ہے اور وہ گھر بار جنھیں تم پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرتے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا کام پورا کرے یقین رکھو اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں بخشتا) (توبہ ۱۰/۲۴)

جنگ کی مصلحت اور ضرورت کو خدائے حکیم نے اپنے حکیمانہ ارشاد میں ظاہر فرمایا ہے وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰہِ كَثِيْرًا (الحج ۱۷/۵) اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے کے

ذریعہ دفع نہ کرتا تو صومعے اور گرجے اور معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے مسمار کر دیئے جاتے۔

اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اگر اللہ عادل انسانوں کے ذریعہ سے ظالم انسانوں کو دفع نہ کرتا رہتا تو اتنا فساد ہوتا کہ عبادت گاہیں تک بربادی سے نہ بچتیں جن سے ضرر کا کسی کو اندیشہ نہیں ہو سکتا اس کے ساتھ یہ بھی بتا دی۔ فساد کی سب سے زیادہ مکروہ صورت یہ ہے کہ ایک قوم عداوت کی راہ سے دوسری قوم کے معبد اور عبادت گاہوں تک کو برباد کر دے ادھر اپنے اس منشا، کا بھی اظہار کر دیا کہ جب کوئی ایسا فساد برپا کرتا ہے تو ہم کسی دوسرے گروہ کے ذریعہ سے اس کی شرارت کا استحصال کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

دعوت فکر و عمل

اسلام دشمن عناصر سیاسی اور سماجی غلبہ کا ہماری قوم مسلم پر بہت برا اثر ہوا جس کا ایک بدیہی نمونہ سامنے ہے کہ ہماری قوم سے جہاد کا جذبہ مفقود ہو گیا۔ جس قوم کی کامیابی و کامرانی کا سب سے عظیم راز جہاد میں مضمر ہے اس نے جب اپنی فوز و فلاح کی مفتاح کو گم کر دیا ہے اسے پھر تباہی و بربادی سے کون بچا سکتا ہے؟ جو قوم حق کی حفاظت بھی نہ کر سکے اور اس میں ایثار و قربانی کا فقدان اس قدر بڑھ جائے کہ بدی و شرارت جب اس پر چڑھ کر آئے تو وہ اسے مٹانے یا خود مٹ جانے کے بجائے اس کے ماتحت زندہ رہنے کو قبول کرے تو ایسی قوم کے لئے دنیا میں کوئی عزت نہیں ہے۔ اس کی زندگی یقیناً موت سے بدتر ہے۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اے قوم مسلم اپنے دین و ایمان عزت و آبرو جان و مال کی حفاظت کے لئے ضرورت ہے کہ ع خانقاہوں سے نکل کر ادا کر رسم شبیری اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ دنیا و آخرت کی کامیابی انھیں لوگوں کیلئے ہے جو دنیاوی اغراض سے پاک ہو کر خالصۃً اللہ کی خوشنودی اور اللہ کے بندوں کی بھلائی کے لئے جہاد کرتے ہیں یہی وہ خدائے لم یزل کا بنیادی قانون اور اصول تھا جس کو علی کے لخت جگر سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ نے ہندوستان میں پورا فرمایا اور حق کی خاطر بہرائچ شریف میں جام شہادت نوش فرمایا۔

سیّدنا سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ کو

بارگاہ رسول سے

بشارت عظمیٰ

حضور دانائے غیوب سید الاوّلین والآخرین صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد ہند کی فضیلت میں اپنی زبان فیض رسالت مآب سے ارشاد فرماتے ہیں جس کے راوی حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔

عن ثوبَانَ مَولیٰ رَسُولِ اللّٰہ صَلّے اللّٰہ عَلیہ وسَلّم عَصَابتانِ مِن اُمَّتی اَحرزھما اللّٰہ مِنَ النّار عَصَابَۃ تغز فی الھند وعصَابۃ تکونُ مع عِیسَیٰ بنِ مَریَمَ عَلَیھِمَا السّلام (نسائی شریف)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب جہنم سے آزاد فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو ہندوستان میں غزوہ کرے گا اور ایک گروہ وہ ہے جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ رہے گا۔ (نسائی شریف)

دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ کی ہے۔

وعَدَنَا رَسُولُ اللّٰہ صلّے اللّٰہ عَلیہ وَسلّم غزوۃ الھند فإن ادرکتُھا انفق فیھَا نفسی وَمَا لی فان اقتل کنت افضل الشھداء وان ارجع فانا ابوھریرۃ المحرر (نسائی)

رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جہاد ہند کا وعدہ لیا۔ تو وہ اگر میرے زمانے میں ہوا تو اپنی جان و مال قربان کروں گا اگر مارا گیا تو بہترین شہید بنوں گا اور اگر لوٹ آیا تو جہنم سے آزاد۔ (ابو ہریرہ)

ہر گز مردہ نہ گمان کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے۔ بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں۔ روزی دئے جاتے ہیں۔ (قرآن پاک)

سیدنا سلطان الشہداء ایک نظر میں

﴿از مرأۃ مسعودی و غزا نامہ مسعود﴾

ولادت باسعادت	۲۱ شعبان المعظم ۴۰۵ھ بروز سنیچر بوقت فجر اجمیر شریف
حسب ونسب	امام محمد ابن حنفیہ کی اولاد میں (علوی سادات)
رسم بسم اللہ خوانی	۴۰۹ھ ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن کی عمر میں
استاذ محترم	حضرت سیدنا ابراہیم بارہ ہزاری
تکملہ تعلیم جملہ علوم وفنون سپہ گری	۴۱۴ھ نو برس کی عمر میں
خلافت وبیعت	۴۱۵ھ حضرت ساہو سالار غازی سے (دس برس کی عمر میں)
مسند رشد وہدایت پر	۴۱۵ھ دس برس کی عمر میں
والد مکرم	حضرت سیدنا سالار ساہو غازی (پہلوان لشکر)
والدہ محترمہ	حضرت بی بی ستر معلّے۔ (بہن حضرت محمود غزنوی)
آپکی دائی صاحبہ	حضرت نینا دائی
نینا دائی کا مزار	اندرون قلعہ پورب اور دکھن کونے حجرے کے اندر
چچا محترم	حضرت سیدنا سالار سیف الدین سرخرو سالار غازی
چچا کا مزار	بہرائچ شریف محلہ بخشی پورہ میں واقع ہے
بڑے والد	حضرت سید نا میر نصر اللہ شاہ غازی
بڑے والد کا مزار	دکولی ضلع بہرائچ آرام گاہ ہے
بہن	(صرف ایک) حضرت نور بی بی صاحبہ
بہنوئی	حضرت سالار زنگی غازی
بھانجے	حضرت سیدنا رجب سالار ہٹیلہ غازی
بھانجے رجب سالار کی شہادت	۱۱ رجب ۴۲۴ھ پنجشنبہ
بھانجے کا مزار پاک	یوسف جوت ہٹیلہ بہرائچ میں واقع ہے
سالار زنگی کا وصال	۷ شوال المکرم ۴۲۳ھ اکبر آباد مدفن ہے
ماموں	حضرت سیدنا سلطان محمود غزنوی
ماموں کے ساتھ فتح سومنات میں	۴۱۵ھ دس برس کی عمر میں
ماموں کی ولادت	۱۰ محرم الحرام ۳۷۱ھ
ماموں کا وصال	۲۳ ربیع الآخر ۴۲۱ھ بروز جمعرات ۶۳ برس کی عمر میں
ماموں کا مزار مبارک	قصر فیروزہ غزنین مدفن ہے
حجام کی زہریلی ناخنگیر کا اثر	۴۲۰ھ ستر کھ بارہ بنکی میں

والدہ مکرمہ کا وصال پر ملال	کاہلیر ۴۲۰ھ۔غزنین مدفن ہے
والد ماجد کا وصال	۲۵شوال ۴۲۳ھ ستر کھ بارہ بنکی مدفن ہے
شیر ببر سے مقابلہ	۴۷۳ھ ستر کھ کے جنگل میں والد کے ہمراہ ہوا
ستر کھ سے بہرائچ روانگی	۱۴شعبان ۴۲۳ھ
بہرائچ میں آمد	۱۷شعبان ۴۲۳ھ مشرقی اور جنوبی سرحد سے
بہرائچ میں پہلی عبادت گاہ	انارکلی جھیل کا بلند ترین حصہ جہاں آج بھی نشان یادگار ہے
بہرائچ کے اکیس راجاؤں سے مقابلہ	۱۱رجب المرجب ۴۲۴ھ تا ۱۴رجب المرجب ۴۲۴ھ
سال شہادت	۱۴رجب المرجب ۴۲۴ھ بعد نماز عصر بروز اتوار
شہید کرنے والا	سہیل دیو نامی کافر
کل عمر شریف	۱۸ سال ۱۱ماہ ۲۴دن
مزار مبارک	بہرائچ کا اخری حصہ انارکلی جھیل کے پاس مرجع خلائق ہے
استاذ کی شہادت	۱۵رجب المرجب ۴۲۴ھ بعد قتل سہیل دیو
استاذ کا مزار	محلہ اکبر پورہ بہرائچ میں زیارت گاہ عام ہے
سہیل دیو کا مقام قتل	بہرائچ سے پورب ۳کلومیٹر چتورا جھیل کے پاس چھپے ہوئے جھاڑ میں
پہلی خادمہ عارفہ سیدہ زہرابی بی صاحبہ کی بہرائچ میں آمد	۴۲۵ھ
وصال زہرابی بی	۴۳۰ھ بروز یکشنبہ (اتوار) بعد نماز ظہر بہرائچ پہلوئے غازی دفن ہوئیں
تبرکات موجودہ	قرآن پاک، صدری شریف جس میں شہادت ہوئی
بادشاہ تغلق کی آمد و تعمیر درگاہ	۷۵۴ھ ۱۳۵۳ء

خصوصی کرامات

جذام ، سفید داغ ، نابینا ، ودیگر امراض والوں کو شفاء کلی ، لاولد کا بہ دعائے مسعود صاحب اولاد ہونا۔

سخی دربار

حسن بہرائچی

غازی دین شہنشاہِ ابرار
شیخ اخیار و سیّد سالار

قرۃ العین سیّدہ زہرا
جز بدن آل حیدر کرّار

شد ملقب بہ سیّد الشہداء
سیّد الاصفیا بطلِ فخار

کر دیا جسنے زندہ دین نبی
قطب دوراں و مخزن اسرار

قبلۂ دیں ماشہ بہرائچ
کعبۂ عشق منزل اخیار

ہے زیارت گہہ شہ سمناں
میرے مسعود کا سخی دربار

حسنؔ مسعود کا حسن پر تو
نغمہء سنج عندلیب بہار

منقبت

از صادق القادری گونڈوی

روضہ مہر درخشاں سید سالار کا
ہے جمال حق نمایاں سید سالار کا

رتبہ عالی فہم ادراک میں کیا اس کے
ہے لقب محبوب رحماں سید سالار کا

آج تک سائل نہ خالی بے مراد واپس گیا
ہے کرم ہر آن رقصاں سید سالار کا

تاجداروں سے بھی عالیشان ہے دربار کی
ہر گدا ہے شاد و فرحاں سید سالار کا

جسنے دیکھا اک نظر وہ کہہ اٹھا بے ساختہ
روضہ ہے جنّت نشاں سید سالار کا

صادقؔ رضوی پہ بھی لطف و کرم کی بار ہو
یہ بھی ہے رحمت کا خواہاں سیّد سالار کا

نذر عقیدت

بار گاہ سیّدنا سالار مسعود غازی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا بدر القادری ہالینڈ

محبِ خدا اے جواں سال غازی | کیا تو نے سرذروہ سرفرازی

شہادت بھی تیری عجب ہے مجاہد | جہاں کی زباں پہ تو اب بھی ہے غازی

لہو ہاشمی تھا رگ و پے میں جاری | زباں پہ مچلتا تھا نغمہ حجازی

ابھرتا شباب اور مچلتی جوانی | مگر چشم ہے چشمہ پاک بازی

وہ طوفان تھا ایک برق و شرر کا | جسے کہتے ہیں تیری شمشیر بازی

کوئی رزم گر ہو کوئی ہو مقابل | عقابوں سے چھپتی نہیں شاہبازی

ترا غلغلہ آج تک نوجواں ہے | فنا ہو گئی کفر کی تیرہ سازی

جہاں جھک رہا ہے تیرے آستاں پر | عجب ہار تھی جیت لی جس نے بازی

مجاہد نے یہ کہہ کے بُت توڑ ڈالا | کہ کرتے نہیں بت شکن بت نوازی

ترا ہر قدم فخر خارا شگاف | ہے مجھ پہ گراں کار آئنہ سازی

وہ لئے چھیڑ جس سے تیری قوم جاگے
بہت ہو چکی بدرؔ نغمہ طرازی

تاریخ مراۃ الاسرار کا خلاصہ وترجمہ، پوری کتاب بعینہ بعد تصحیح نقل ہے

مسمیٰ بہ

عرض حال از مصنّف مراۃ مسعودی

حقیر فقیر عبد الرحمٰن چشتی جو معتقدان محبوب ربّ العالمین وفیض پہونچانے والے دنیا ودین وسر گروہ مردان اہل یقین ومنتخب شدہ حضرت معبود سلطان الشہداء سالار مسعود غازی قدس اللہ سرّہٗ العزیز کے کمترینوں میں سے ہے عرض کرتا ہے کہ یہ نامراد شروع حال سے حلقہ محبت و حاضری واطاعت آستانہ متبرّکہ سلطان الشہداء میں مست ومصروف تھا اور حالات پیدائش وتشریف آوری بملک ہندوستان وواقعات شہادت سرکار غازی میاں کے اکثر آدمیوں نے مختلف عنوان سے بیان کئے جو کتب تاریخ میں مخصوص ومعروف موقعوں پر درج نہیں ہے اس وجہ سے ہمیشہ تلاش میں رہتا تھا کہ واقعی اور صحیح حال معلوم ہووے۔ آخر کار بعد تلاش بسیار پرانی تاریخ مصنفہ ملاّ محمود غزنوی مل گئی۔ ملاّ محمد غزنوی سلطان محمود بن سبکتگین کے ملازم تھے جو آخر عمر تک بخدمت سالار ساہو وسلطان الشہداء سالار مسعود غازی رہے اور بعد شہادت سلطان الشہداء انتقال کیا۔

الغرض تاریخ مذکور اوّل تا آخر حرف بحرف دیکھ کر خوش ہوا۔ اور جس قدر کہ شکوک پیدا ہو چکے تھے برطرف ہوئے لیکن چونکہ کتاب بہت بڑی تھی اکثر جنگ ہائے سلطان محمود غزنوی وسالار ساہو مندرج تھی اور جابجا ذکر سلطان الشہداء بھی لایا گیا تھا اور ختم کتاب پر واقعہ شہادت سلطان الشہداء

سالار مسعود بھی تھا اس لئے بعض دوستوں نے کہ جو حلقہ اطاعت و اعتقاد آنحضور میں مستغرق رہ کر آستانہ متبرّ کہ میں رہتے تھے اس فقیر کو مجبور کیا کہ سلطان محمود غزنوی کے قصہ سے کسی کو کچھ غرض اور مطلب نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس میں سے انتخاب کر کے حالات سلطان الشہداء علیحدہ لکھے جاویں اور اس بندے کا بھی یہی مطلب تھا۔ لیکن بلا اشارت باطنی کے کہ جو خاص فیض ہے نہیں ہوسکا جو ایسی جسارت کرتا۔ آخر اس کتاب کے لکھنے کے واسطے سلطان الشہداء کی جانب متوجہ ہو کر استخارہ کیا جب تین حصے رات گذر گئی حضرت کو اس معاملے میں دیکھا کہ انتہائی مہربانی و شفقت سے فرماتے ہیں کہ تم کو لکھنے کی اجازت ہے۔ اس فقیر نے جب حضور کی نظر لطف و مرحمت پائی عرض کی کہ بندہ حسب الحکم آنحضرت لکھنا شروع کرتا ہے لیکن جس جگہ واقعات یا حالات بلند و پست یا کم و زیادہ اصل واقعہ سے ہو اس جگہ بندے کو اشارہ ہونا چاہئے تاکہ موافق اشارہ و حکم آنحضرت لکھوں۔ چنانچہ بکمال توجہ و مرحمت بندہ نوازی فرما کر فرمایا کہ لکھو۔ میں خبر رکھوں گا اور تجھ کو آگاہ کروں گا۔ الغرض بحکم باطن حضرت سلطان الشہداء واقعی حالات کو لباس حروف ظاہری اردو میں آراستہ و پیراستہ کر کے مراۃ مسعودی نام رکھا حق تعالیٰ اس کے پڑھنے والے کو نیک و سعادت مند کرے گا۔ اس فقیر کی یہ دعا ہے۔ شعر

بحق کاشف اسرار مرداں　　　الٰہی عاقبت مسعود گرداں

الغرض حالات سلطان الشہداء تاریخ مذکور سے نقل و انتخاب کر کے چھ داستانوں میں ظاہر کیا گیا ہے و بعضے حالات و خوارق سلطان الشہداء دوسری کتابوں میں دیکھ کر اور اکثر مردمان اہل باطن سے خود سنکر اسکو عالم باطنی میں تحقیق کر کے اور پھر انتخاب کر کے لکھا ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ سہو و غلطی کا دیکھنے والا ہے۔ واللّٰہُ اَعلَمُ بِالحَقِیقَتِ وَالصَّوَابُ۔

داستان اوّل در بیان پیدائش رجب سالار ہٹیلہ غازی

داستان دوم متوجہ ہونا سالار ساہو و سالار زنگی پہلوان لشکر کا ہندوستان کی طرف حسب الحکم سلطان محمود غزنوی برائے امداد مظفر خاں و پیدا ہونا سالار مسعود کا اجمیر میں۔

داستان سوم دربیان واپسی سالار زنگی و سالار ساہو و سالار مسعود بطرف غزنی و مخالفت کرنا حسن میمندی وزیر سلطان محمود کا سالار مسعود ور جب سالار رہلیہ کے ساتھ بہ سبب بُت سومنات۔

داستان چہارم دربیان رخصت ہونا سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیہ غازی کا سلطان محمود سے واسطے آنے ہندوستان کے اور پہونچنا ملتان میں اور فتح کرنا دہلی کا اور گذرنا دریائے گنگ سے اور سترکھ[1] میں قیام کر کے اطراف سے فوج مجتمع کرنا۔

داستان پنجم دربیان سالار ساہو کا سترکھ میں پہونچنا اور سیّدنا سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیہ غازی کا بہرائچ کی طرف آنا و وصال ہونا سالار ساہو و سالار زنگی کا سترکھ میں و سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیہ غازی کا بہرائچ میں کافروں سے جنگ ہائے عظیم کر کے شربت شہادت نوش فرمانا۔

داستان ششم دربیان اظہار کرامت سیّدنا سالار مسعود غازی ور جب سالار رہلیہ غازی وبعد شہادت بناء عمارت و روضہ منورہ و بعض احوال عادات آں محبوبان بارگاہ خدائے تعالیٰ عبدالرحمٰن علوی چشتی

---

[1] سترکھ بارہ بنکی میں ایک مقام ہے جہاں سالار ساہو آرام فرما ہیں۔
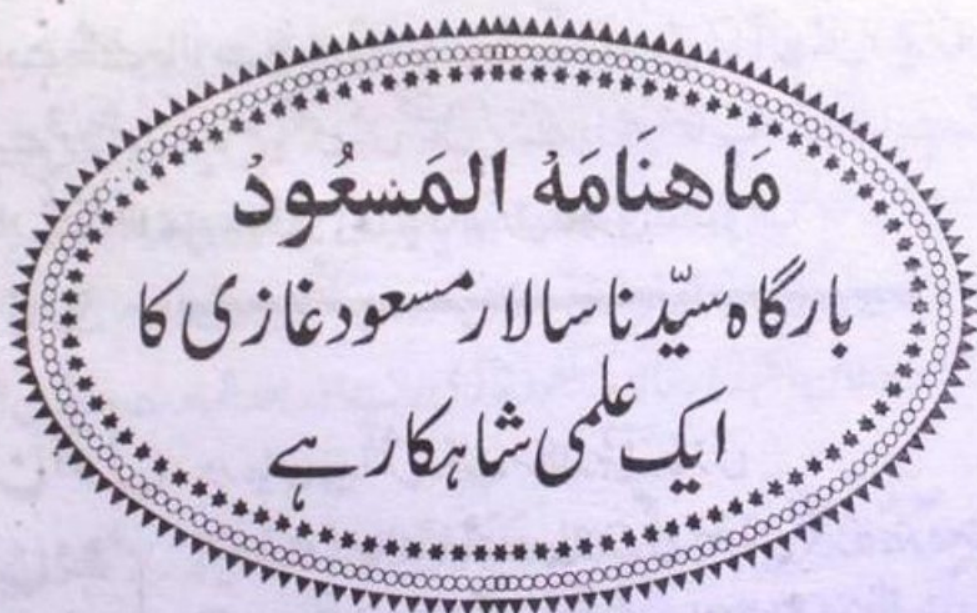
شجرۃ النسب والحسب سیّدنا سالار مسعود غازی

علیه الرحمة والرّضوان

اَسَدُ اللّٰه الغَالِبُ عَلیّ ابنِ اَبِی طَالِبُ رَضِی اللّٰهُ عَنه

ابنه

① سیّدنا ابو القاسم امام محمد ابن حنیف غازی [1]

ابنه

② سیّدنا عبد المنان غازی

ابنه

③ سیّدنا بطل غازی

ابنه

④ سیّدنا ملك آصف غازی

ابنه

⑤ سیّدنا عمر غازی

ابنه

⑥ سیّدنا محمد غازی

ابنه

⑦ سیّدنا طیّب غازی

ابنه

⑧ سیّدنا طاهر غازی

[1] ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام و کنیت حضور کے حکم سے رکھی۔
(بہار شریعت) جلد ۱۶ صفحہ ۱۷۴ مطبوعه دلّی

ابنہ ابنہ

سیّدنا عطاء اللہ غازی — سیّدنا نور اللہ غازی

ابنہ ابنہ

سیّدنا سالار ساہو غازی — سیّدنا قطب غازی

ابنہ ابنہ

سیدنا سالار مسعود غازی — دختر نور بی بی، منسوب سالار زنگی — سیّدنا سالار زنگی غازی

ابنہ ابنہ

سیّدنا سالار رجب غازی — سیّدنا سالار رجب غازی
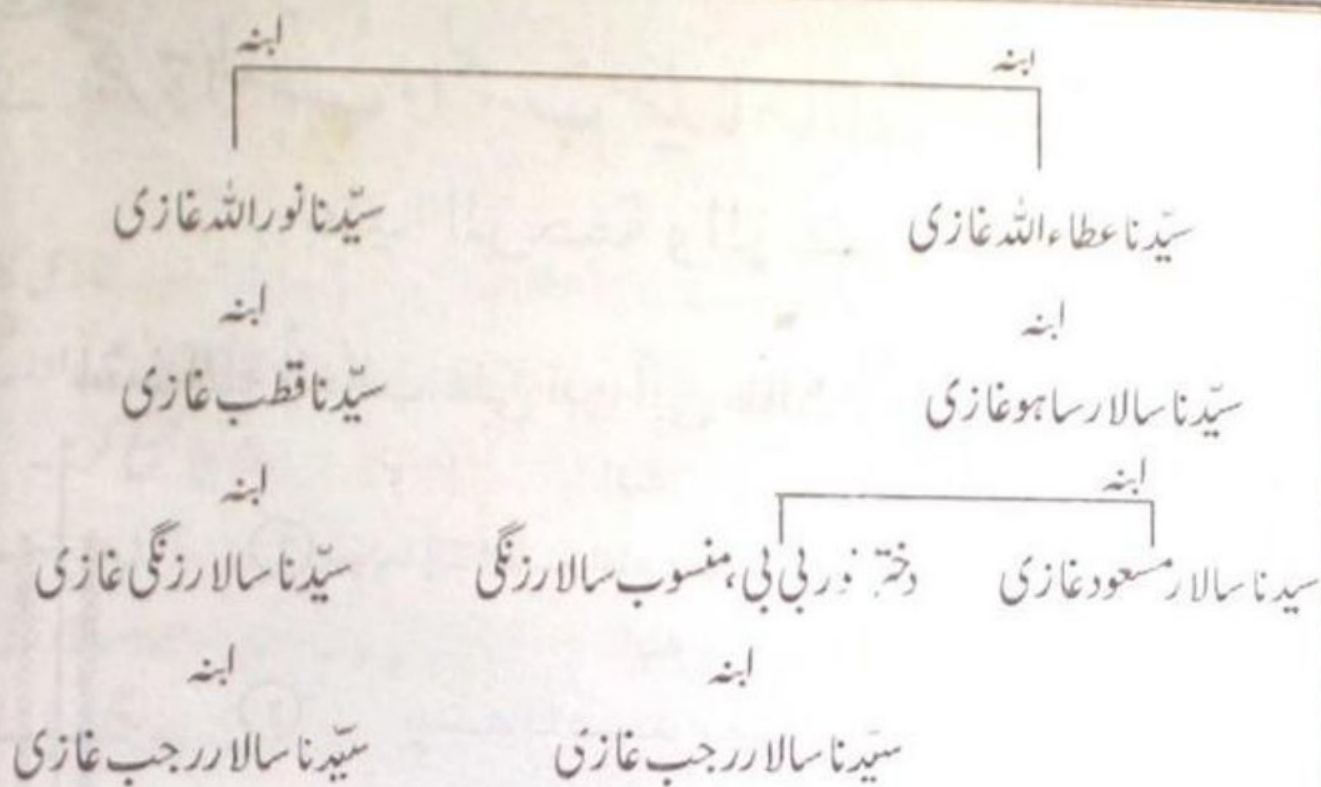
بیعت وخلافت

سیّدنا سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی

حضور سیّدنا سالار مسعود غازی کو خرقہ ارادت وخلافت اپنے باپ دادا سے پہونچا تھا۔ والدہ سیّدنا سالار مسعود غازی کہ نام ان کا بی بی سُتر معلیٰ تھا اور وہ سلطان محمود ابن سبکتگین کی ہمشیرہ تھیں۔ سیدنا طاہر غازی کے دو پسر تھے بڑا لڑکا عطاء اللہ غازی اور چھوٹا لڑکا نور اللہ غازی ہونا کتب تواریخ میں مرقوم ہے و شجرہ نسب سیّدنا رجب سالار اس طرح سے ہے۔ رجب سالار غازی ابن سالار زنگی غازی بن قطب غازی بن نور اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیّب غازی بن شاہ محمد غازی بن شاہ عمر غازی بن شاہ ملک آصف غازی بن شاہ بطل غازی بن عبد المنان غازی بن ابو القاسم محمد حنفیہ غازی بن اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ۔ حضرت رجب سالار غازی نے بھی خرقہ ارادت وخلافت اپنے باپ دادا سے ہی پایا تھا۔ سبحان اللہ! اس قسم کی بلند ہمتی وبہادری کہ اپنی جان عزیز کو راہ خدا میں دے دی اور سیّدنا رجب سالار ہٹیلہ غازی کی والدہ مکرّمہ نور بی بی نام تھا جو بہن سالار مسعود بن سالار ساہو تھیں۔ الغرض سبکتگین کے باپ الپتگین کو بہ سبب حوادث زمانہ ایک زمانہ تک مغلوں کی قید میں رہنا پڑا۔

الپتگین کہ سلطان السلاطین اور اہل ذول تھا اور بہت سادہ لوح تھا اس واسطے بعض مورخین
نے اس کی حیثیت نسبی کو نامناسب طور پر لکھا ہے۔ لیکن مصنف جہاں آرا نے ان کے سلسلہ نسب
کو یزدجرد شہریار بن خسرو بن ہرمز بن نوشیرواں کسریٰ تک پہونچایا ہے۔ صاحب تواریخ روضۃ الشہداء
کے آخیر حصہ کتاب میں جس جگہ کہ اولاد امام المشارق والمغارب ابی عبداللہ الحسین شہید کربلا کی تعداد
مذکور ہے اس جگہ سلطان محمود سبکتگین کو اولاد حضرت امام حسین بن علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم میں لکھا
ہے۔ ہر دو حال قابل قبول ہیں۔ سبحان اللہ اس قسم کی بلند ہمتی و بہادری و عشق جاں بازی براہ خدا کہ
جو سیّدنا سالار مسعود غازی اور سیّدنا رجب سالار ہٹیلہ غازی کی تھی۔ سوائے خاندان اسد اللہ الغالب
دوسرے میں ممکن نہیں ہے کہ بعد ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ نعمت جاودانی و خاصہ عطائے سبحانی
اپنے مطلوب میں پہونچا یعنی سیّدنا سالار مسعود غازی و رجب سالار ہٹیلہ غازی پر کہ آج تک ان
کے ثمرات و کرامات دیکھ کر ان کی ولایت پر ہر خاص و عام ایمان لایا۔ قولہ تعالیٰ وَ لَا تقولوا لِمَن
یُقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ اَموَاتاً بَلْ اَحیَاءٌ وَّلٰکِن لَّا تشعرون ☆ یہ انھیں حضرات کے
بارے میں ہے۔ شعر

زندہ آنست کہ جانی در دست   اوست کہ از عشق نشانے دوست

داستان اوّل در بیان پیدائش رجب سالار ہٹیلہ بمقام غزنی

سیّدنا رجب سالار بتاریخ ۹ ماہ رجب المرجب ۳۸۳ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت
اوّل ساعت بمقام غزنی پیدا ہوئے۔ ہر چہار طرف سے آواز شادیانہ آنے لگی اور سالار زنگی پدر
سالار موصوف انتہائی ذوق و شوق میں جو کچھ نقد و جنس اپنے پاس رکھتے درویشوں و فقیروں کو نچھاور
کئے اور ایک پر مسرت تقریب میں عام اور خاص لوگوں کو اکٹھا فرمایا۔ ازاں بعد منجموں کو اپنے روبرو
بلا کر دریافت کیا کہ میرے لڑکے کا ستارہ دیکھو کہ کیسی ساعت میں پیدا ہوا ہے۔ منجمان نے علوم نجوم
میں تلاش و معلوم کر کے عرض کی کہ فرزند اوّل ساعت آفتاب میں بہت بڑا اسعادتمند ہے مثل قطب
آسمانی دنیا میں آیا ہوا ہے۔ بہت غیور ہے بعد از بلوغ بادشاہ کے وزیر سے دشمنی ہوگی۔ اور نام اس کا
رجب سالار ہٹیلہ غازی ہوگا۔ دین محمدی کے معاملہ میں ثابت قدم رہے گا۔ سالار زنگی اس خوشخبری

کو سن کر بہت باغ باغ ہوئے اور منجموں کو بہت انعام واکرام سے نوازا۔

چنانچہ صاحب تواریخ محمودی اس معاملے میں مفصل ذکر کرتے ہیں کہ جب بیس سال گذرے سالار ساہو وسالار زنگی اجمیر میں آئے تھے۔اس وقت رجب سالار ہٹیلہ غازی کی عمر بائیس سال کی تھی۔رجب سالار ہٹیلہ غازی بھانجے ہیں سیّدنا سالار مسعود غازی کے جو زمانہ میں مثل آفتاب روشن وتابندہ ہیں۔چنانچہ اکثر مقامات پر اس نام کو دوسرے نام سے بھی مشہور کرتے ہیں اور بعض دیار میں رجب سالار ہٹیلہ غازی کہتے ہیں اور بعض جگہ عجب سالار ہٹیلہ غازی کہتے ہیں۔ اوّلاً سالار ساہو کے یک دختر نیک اختر غزنی میں پیدا ہوئی تھی بعد ازاں اٹھائیس سال گذر گئے کوئی اولاد نہیں ہوئی پھر جب سالار ساہو مظفر خاں کی امداد کے لئے اجمیر آئے تو ربّ قدیر نے سالار ساہو کو جہاد کے صلہ میں ایک فرزند کی بشارت عطا فرمائی جن سے سالار ساہو کا نام قیامت تک روشن رہے گا۔لہٰذا حضرت خضر علیہ السلام نے فرزند نرینہ کی بشارت دی اور ایک سیب عنایت فرمایا اسی رات سالار مسعود رحم مادر میں جلوہ گر ہوئے۔پھر یہی بچہ بڑا ہو کر اپنے لہو سے اسلام کی آبیاری فرماتا ہے۔

داستان دوم در بیان متوجّہ ہونے سالار ساہو وسالار زنگی کا معہ لشکر کے ہندوستان کی طرف بحکم سلطان محمود برائے امداد مظفر خاں

جب سلطان محمود غزنوی انار اللہ برھانہ ملک زنگبار وملک روم وملک ایران وملک توران اپنے تحت وتصرّف میں لائے۔سب جگہ شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم جاری فرمایا بحکم جَاهِدُوا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا منتظر تخت نشیں ہوا۔اتفاقاً چار آدمی شتر سوار بطور فریادی ہندوستان کی طرف سے آتے ہوئے ظاہر ہوئے۔حاضرین در دولت ومعینان مملکت نے اسی وقت بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ نے فوراً ان کو طلب کیا ان لوگوں نے بعد ادائے آداب زمین بوسی عرض کی کہ مظفر خاں ہرمز بادشاہ کا مصاحب تھا جبکہ سلطان ابوالحسن لشکر کثیر کے ساتھ ہاتھیوں پر سوار ہو کر آیا ہرمز کو قتل کیا اور قریب تھا کہ مظفر خاں کو معہ عورت وبچے تمام آدمیوں کے قتل کردے مجبوراً تمام اقرباء کے انھوں نے

جنگل میں قیام اختیار کیا اور اب چند سال ہوئے کہ اجمیر میں سکونت اختیار کی۔ امسال رائے بھیرون ورائے سوم کرن ساتھ چوالیس ۴۴ اشخاص رائے دہندگان یا مشیر کاران قرب و جوار سے جمع ہو کر مظفر خاں کے مقابلہ پر آنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو ہلاک کر دیں۔ ہر چہار جانب کفر پھیلا ہوا ہے اس واسطے سوائے ذات بابرکات حضور والا سے اور کوئی دوسرا نظر نہیں آتا جو ہندوستان میں اہل اسلام کی جانب توجہ کرے۔ سلطان محمود نے جواب دیا کہ تم لوگ خاطر جمع رکھو انشاءاللہ مسلمانوں کی میں مدد کرتا ہوں۔ خواجہ حسن میمندی جو بادشاہ کا وزیر خاص تھا اس سے پوچھا کہ اس جگہ خطبہ کس کا پڑھا جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس وقت سوائے حمد خدائے تعالیٰ و نعت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکر خلفائے راشدین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان جامع القرآن و علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حسنین کے اور کسی دوسرے کا نہیں پڑھا جاتا ہے۔ اب جبکہ بادشاہ امداد فرماتا ہے خطبہ سلطان محمود کا پڑھا جائے گا۔

بادشاہ اس کلمہ سے بہت خوش ہوا۔ خواجہ حسن میمندی سے فرمایا کہ فوراً ایک سردار تجویز کر کے لاؤ تاکہ ہمراہ اس کے لشکر تیار کروں۔ پھر بہت گفت و شنید کے بعد سالار ساہو (پہلوان لشکر) فوج کے سردار مقرر ہوئے اور سالار زنگی کو بھی مقرر کیا اور چند معزز و معتمد اشخاص ساتھ اسی ہزار سوار جنگ آزمودہ مزید ایک تلوار دو خنجر خاص و ایک سو نو گھوڑے عراقی سالار ساہو پہلوان کو بالخصوص عنایت کیا اور ایک تلوار خاص اور پچاس گھوڑے عراقی سالار زنگی کو مرحمت کیا اور دوسرے اشخاص معززین و معتمدین کو جوڑے اور عمدہ گھوڑے عطا کر کے نصیحت فرمایا کہ رضامندی برادرم سالار ساہو و سالار زنگی بہر حالت ضروری ہے اور خدمات حسب مرضی ان کی بجالانا۔

اجمیر شریف میں ورود مسعود

الغرض بتاریخ ۹ ماہ ذی الحجہ ۱۰۱ھ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سالار ساہو و سالار زنگی لشکر آراستہ کر کے قندھار سے اجمیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ بادشاہ اس زمانہ میں غزنی سے قندھار آیا تھا اور وہ ہر چہار اشخاص شتروار جو مظفر خاں کے پاس سے آئے تھے ان کو رہبر بنا کر براہ ٹھٹھ اجمیر

کی طرف روانہ ہوکر منزل بہ منزل طے کر کے جب ایک شبانہ روز کی راہ باقی رہ گئی اس کو پیشتر برائے خبر بھیج دیا اور خود بر لب آب جو مقام کیا۔ ایک مخلص نے مصاحبان سالار ساہو میں سے آکر عرض کی کہ پہاڑ پر درخت کے نیچے ایک فقیر خدا ترس بیٹھا ہوا ہے۔ وہ آپ کے حالات بصد خلوص پوچھ رہے تھے میرا مشورہ ہے کہ فوراً ملاقات کرو۔ سالار ساہو نہایت خلوص اور آرزو سے فقیر کی خدمت میں گئے۔ فوراً فقیر نے فرمایا کہ آؤ سالار مسعود کے باپ سالار ساہو اٹھ کر آداب خدمت بجالا کر بیٹھے فقیر نے فرمایا کہ اس سفر میں تم کو دو نعمتیں حاصل ہوں گی۔ ایک کافروں سے فتحیابی دوسری فرزند نرینہ ایک ظرف پانی سے بھرا فقیر کے آگے رکھا تھا۔ فقیر نے سالار ساہو سے اشارہ کیا کہ اس پانی سے وضو بناؤ اور دو رکعت نماز نفل ادا کرو ہر رکعت میں سورہ فاتحہ گیارہ مرتبہ، سورہ اذا جاء نصر اللہ آخر تک پڑھو اور بعد سلام پھیرنے کے سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر سجدہ میں سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح، تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر حق تعالیٰ سے حاجت چاہو انشاءاللہ تعالیٰ فرزند قطب سعید الوقت اقبال مند حاصل ہوگا۔ اس کے بعد کہا کہ اپنا ہاتھ اس درخت کی طرف بڑھاؤ، جیسے ہی سالار ساہو (پہلوان لشکر) نے ہاتھ درخت پر ڈالا ایک میوہ ان کے ہاتھ میں آیا فقیر نے کہا کہ اس میوہ کو احتیاط سے رکھنا جب زوجہ تمہاری غزنی سے اس جگہ آوے، نصف میوہ اس کو دینا اور نصف تم کھانا۔ اس زمانہ میں اکثر آدمیوں نے اس واقعہ غیبی سالار ساہو کا مشہور کیا جیسا کہ تاریخ محمودی میں مفصل مذکور ہے۔ اس وقت سالار ساہو اپنے دل میں انواع واقسام کے خیالات پائے اور ہر قسم کے ارادے دل میں گذرتے کہ وہ ساعت سعید کہیں جلد دکھلائی دے اور زمینوں سے اکثر خزانہ دفن شدہ حاصل کیا اور تمام اسباب غنیمت کو اپنے آدمیوں اور فوج میں تقسیم کیا۔

الغرض جب خبر آمد سالار ساہو و سالار زنگی و لشکر سلطان محمود کی پہونچی کہ لشکر کثیر تیار ہوکر مظفر خاں کی امداد کے لئے آتا ہے، رائے بھیرون و رائے سوم کرن نے صلاح کی دو لشکروں کے ساتھ جنگ اچھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ اس وقت طرح دیں، بعد جمع ہونے ہر دو لشکر کے سمجھ کر ایک سے جنگ کرنا چاہئے۔ پس محاصرہ اجمیر چھوڑ کر کچھ فاصلہ پر سات سات گروہ کھوکھرہ پہاڑ میں مامور کر دیں۔ ادھر امداد کا منتظر مظفر خاں استقبال کر کے ہر دو امیر پہلوان لشکر کو اجمیر میں لائے اور عرض کی

کہ میں معہ اپنے بال بچوں کے قلعہ اجمیر سے باہر کسی دوسری جگہ پر رہتا ہوں، حضور قلعہ میں قیام فرماویں۔ سالار ساہو و سالار زنگی نے اس کو قبول نہ کیا، فرمایا کہ میں تو تمہاری امداد کے واسطے آیا ہوں، کیا مجھکو یہ مناسب ہے کہ تمہارے بال بچے قلعہ سے باہر رہیں اور میں اس قلعہ میں قیام کروں۔ لہٰذا سالار ساہو و سالار زنگی نے حوض بھکر کے کنارے کہ جو تھوڑے فاصلہ پر تھا قیام کیا۔ اور چند روز مقیم رہے اور مظفر خاں کی صلاح سے فوج آراستہ کر کے کافروں کے مقابلہ پر آئے، دونوں طرف سے جوانان بہادر جنگ میں آئے تھے۔ تین شبانہ روز میدان جنگ کثرت مردماں سے پر مثل کیڑے مکوڑے کے جماؤ کے معلوم ہوتا تھا۔ تیسرے دن فتحیابی کی ہوا لشکر سالار ساہو و سالار زنگی کی طرف چلی۔ کافران شکست کھا کر بھاگے، لشکر اسلام نے کچھ دور تک ان کا پیچھا کیا، اکثر سرداران فوج کو قتل کیا، بعضوں کو قید کیا۔

سالار ساہو و سالار سالار زنگی نے انھیں کفاروں کی جگہ واپس آ کر قیام کیا اور اہل اسلام کو جو شہید ہوئے تھے وہاں دفن کر کے تمام مال و اسباب غنیمت کفار کو اپنے لشکر کے آدمیوں پر تقسیم کیا۔ دوسرے دن اجمیر کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ کے دروازے پر جا کر خطبہ سلطان محمود غازی کے نام سے پڑھا۔ تمام واقعات گذشتہ مع مبارکبادی و فتحیابی و فراری کفاران سلطان محمود کے پاس لکھے بیان کئے کہ اجمیر کے اطراف میں اکثر جگہ جہاں مظفر خاں کا قبضہ تھا اس کو فوج کے قیام کے لئے اپنے تحت و تصرّف میں لے آیا ہوں۔

فرمان شاہی پا کر ستر معلّٰی کی اجمیر میں آمد اور سالار مسعود کی ولادت

سالار ساہو و سالار زنگی جہاں جا کر بیٹھے خراج ہر طرف سے آنے لگا اور کافراں مفرورین قنوج کی طرف جا کر مسمی اجپال کی پناہ میں رہے۔ الغرض جیسے ہی قاصد مکتوب سالار ساہو و سالار زنگی مژدہ فتحیابی لے کر سلطان کے پاس پہونچا سلطان بہت خوش ہوئے اور خلعت خاص سالار ساہو و سالار زنگی کو روانہ کیا اور ایک فرمان بمہربانی تمام کہ ریاست اس نواح کی ہر دو برادران مذکورہ کی ملکیت و قبضہ میں رہے صادر فرمایا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اگر رائے اجپال اطاعت اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ مجھکو مطلع کیا جاوے تا کہ میں خود لشکر لے کر ایک مرتبہ اس کی ولایت

کی سیر کروں۔ اور ستر معلیٰ کو حکم دیا کہ جملہ خلعت خاص معہ فرمان اجمیر میں اپنے شوہر کے پاس لے کر جائیں۔ چنانچہ ستر معلیٰ اجمیر پہونچیں سالار ساہو بہت خوش ہوئے۔ بقدرت حق سبحانہ وتعالیٰ اسی شب بتاریخ ۹ شہر شوال سنہ ۴۰۴ھ سیدنا سالار مسعود اپنے باپ کے پشت مبارک سے رحم مادر میں آئے جب نو ۹ ماہ بہ آرام وسلامتی سے گذر گئے تب دسویں ماہ بتاریخ ۲۱ ماہ شعبان المعظم سنہ ۴۰۵ھ روز یکشنبہ وقت صبح صادق اوّل ساعت آفتاب کہ جو بڑی نیک ساعت تھی سالار مسعود مثل آفتاب کے پیدا ہوئے۔ اور مانند حسن یوسفی وتمک ابراہیمی ونور محمدی ان کی پیشانی پر چمکتا تھا اور ایک بارگی چاروں طرف شادیانہ ہائے خوشی بجنے لگے۔

اسی خوشی میں سالار ساہو جو کچھ ان کے تحت وتصرف میں نقد وجنس تھا درویشوں اور فقیروں ودیگر امراء پر نچھاور کیا اور چند دنوں تک ہر فرقہ کے لوگوں کو یکجا کر کے جس میں اہل دنیا واہل اقرباء شامل تھے محفل جشن آراستہ رکھی جیسا کہ صاحب تواریخ محمودی نے اس واقعہ کو بالتفصیل لکھا ہے اس مختصر موقع پر تفصیل مطول کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے بعد منجموں کو اپنے سامنے طلب کیا کہ فرزند مسعود کا ستارہ دیکھیں کہ کس ساعت میں ولادت ہوئی ہے منجّمین نے علم نجوم سے دیکھ کر عرض کی کہ فرزند سعادتمند اوّل ساعت آفتاب کہ جو بہت بڑی نیک ساعت ہے مثل قطب دنیا میں پیدا ہوا ہے اور بہت غیور رہے۔ کوئی شخص اس سے سبقت نہیں لے جاسکتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد بادشاہ کے وزیر سے مخالفت کی بنا پر ترک وطن کرے گا اس کے بعد ملک کو کہ جو کسی مسلمان کے قبضہ میں نہیں آسکا یہ اپنے قبضہ میں لائے گا اور دین محمدی کے معاملہ میں مستقل مزاج رہے گا۔ اس خوشخبری کو سن کر سالار ساہو باغ باغ ہوئے۔ اور منجّموں کو بہت انعام دیا ان واقعات کو بعض لوگوں نے سلطان کی خدمت میں عرض کیا سلطان محمود بھانجے کی ولادت سن کر بہت خوش ہوئے اور خلعت شاہانہ برائے سالار ساہو وستر معلیٰ وسالار مسعود روانہ فرمایا اور ایک فرمان بدست خاص خود انتہائی خصوصیت کے ساتھ بایں مضمون کہ ریاست ملک ہندوستان ان دونوں بھائیوں کو معہ فرزند مبارک ہوئے، تحریر کیا۔ خواجہ حسن میمندی جو ذاتی دشمنی سالار ساہو وسالار زنگی سے رکھتا تھا اور بادشاہ کی زیادہ مہربانی دیکھ کر جلتا تھا۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ مصرعہ

دشمن چہ کند چوں مہرباں باشد دوست

ترجمہ:۔ دشمن کیا کرسکتا ہے اگر دوست مہرباں ہووے۔

سلطان محمود غزنوی کا بھانجہ کے دیدار کیلئے اجمیر آنا بعدازاں متھرا اور قنّوج کی جانب لشکر اسلام لے کر متوجہ ہونا

الغرض سالار سیف الدین و سالار زنگی نے رائے اجیپال کو راہ راست پر آنے کی بہت کچھ ہدایت کی مگر وہ راستی کے پلّہ پر نہ آیا۔ اور انتہائی کفر کے باعث کوئی صحیح اثر اس کے دل میں نہ ہوا۔ بلکہ اطراف اجمیر کے کفاران کے پاس فرار کر گیا اور وہاں ان لوگوں کو ورغلانا شروع کیا کہ ملک کو بادشاہ ویران و برباد کیئے دیتا ہے۔ سالار ساہو و سالار زنگی اس کی کوتہ اندیشی سے تنگ آ گئے۔ مجبوراً واقعہ سے بادشاہ کو اطلاع دی۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے اپنا لشکر تیار کر کے ہندوستان کی طرف رخ کیا۔ سالار ساہو و سالار زنگی و مظفر خاں نے اپنے لشکر کے ساتھ استقبال کیا۔ بادشاہ کو اوّل اجمیر میں لائے، سالار مسعود کو بادشاہ نے اپنی نظروں سے ملاحظہ فرمایا اس کے بعد جملہ اقسام کی چیزیں، نقد و جنس بادشاہ کے سامنے آنے لگیں جس کو بادشاہ نے سالار مسعود کو دے دیا۔ بادشاہ جب تک اجمیر میں مقیم رہے ایک ساعت سیّدنا سالار مسعود کو اپنی نظر سے علیٰحدہ نہیں ہونے دیا۔ اس کے بعد لشکر بہ لشکر آراستہ کر کے متوجہ قنّوج ہوا۔ سالار ساہو و سالار زنگی پہلوان لشکر و مظفر خاں کو فوج تیار رکھنے کیلئے روانہ کیا۔ وہ متھرا میں آئے، متھرا میں گویا کفر کی کان تھی۔ بہت بڑے بڑے معبد گاہ اہل ہنود کے تھے۔ اس کے بعد اس نواح میں جس جگہ زمیندار کافر و سرکش کو دیکھا اور سنا ان کو تخت تاراج کیا اور رائے اجیپال والی قنّوج کی طرف توجہ فرمائی، وہ مقابلہ کی تاب نہ لا کر وہاں سے فرار ہو گیا۔

چنانچہ یہ واقعات تواریخ روضۃ الصفا میں مفصل تحریر ہیں کہ جب سلطان محمود جنگ و لڑائی سے فارغ ہوئے تو ایام سرما میں اپنے لشکر کو تکان سفر سے آرام کرنے کا حکم دیا اور موسم بہار میں براہ راست شبانہ روز سپاہ خاص کو روانہ کیا اور بیس ہزار مرد واقعہ طلب تبت میں رائے کی لڑکی کے واسطے کہ وہ جادوگر تھی اور جنگ کے ارادے سے بادشاہ کے آنے کی منتظر بیٹھی تھی، قنّوج کی طرف

روانہ ہوئے۔ اکثر لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ قنوج میں کسی بادشاہ نے قبضہ نہ پایا مگر گشتاسپ
کہ بہت بڑا بادشاہ وقت تھا، چنانچہ واقعات ملک گیری اسفندیار میں ذکر آیا ہے اور سکندر نامہ سے
بھی معلوم ہوتا ہے کہ سکندر بادشاہ روم سے قنوج تک آیا تھا۔ رائے والی قنوج کی لڑکی کو پکڑ لے
گیا تھا۔ لیکن اُمت حضرت محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہ وَسَلَّم میں سلطان محمود سے
پہلے اور کوئی دوسرا بادشاہ قنوج میں نہ آیا تھا۔ غزنی سے قنوج تک تین مہینہ کا راستہ ہے، الحاصل
جب سلطان محمود اطراف کشمیر میں پہونچا تو وہاں کا راجہ بادشاہ کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا، اہل
اسلام اس وقت تک اس جگہ پر پہونچ چکے تھے جو تمام اہل ہند کا درمیانی حصہ ہے۔ اس سے مراد شہر
متھرا ہے۔ کیونکہ مکرّر اس کا ذکر آیا ہے اسی جگہ معبد کفار نہایت بہترین دیکھنے میں آئے اور جملہ
عمارات اس شہر کی ایک ہزار مکانات کی تھی۔ جو سیاہ و سفید پتھروں سے بنے ہوئے تھے اور
بُت خانہ ہائے جواہرات و موتیوں سے اس قدر بنے ہوئے تھے کہ شمار میں نہیں آتے تھے۔

ان عمارتوں کو دیکھنے کے بعد سلطان محمود نے اطراف غزنی میں احکام جاری کئے اور اس میں
تحریر کیا کہ اگر کوئی شخص چاہے کہ مثل یہاں کی دوسری عمارت بناوے تو عمارت پر ایک لاکھ دینار
اور موتی خرچ کرے گا تو چالیس سال میں عمدہ کاریگران کی کوشش سے بنا سکتا ہے اور جملہ بُت خانوں
میں جس قدر صنم ہائے طلائی بنے ہوئے ہیں اور انکی ہر ایک آنکھوں میں یاقوت جڑے ہوئے ہیں
کہ اگر اس کو بادشاہوں کے سامنے بیان کیا جاوے تو بغیر دیکھے ہوئے پچاس ہزار دینار کو وہ خرید لے
اور ایک دوسرا بُت ایسا ہے کہ جو سونے اور نہایت بیش بہا موتی سے بنا ہوا ہے کہ جو چار سو مثقال
(یعنی ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے) وزن کے برابر ہوگا۔ ایسے بُت تین سو سے زیادہ
تھے پس بادشاہ نے کہا کہ جب تک ان بُت خانوں کو آگ لگا دی جاوے اور میں قنوج کی طرف
متوجہ ہوتا ہوں اور اپنی بہت بڑی فوج کو پیچھے چھوڑ دیا کہ جس کی وجہ یہ ہے کہ اجیپال رائے
میری تنہائی دیکھ کر اپنی جگہ مقیم رہے اور بھاگنے کو ننگ و عار سمجھے۔ ایسا معاملہ ہندوستان کے بادشاہ کا
تھا۔ اس عنوان سے بادشاہ جس قلعہ و قصبہ میں پہونچا اس کو تباہ و برباد کیا۔ ادھر اجیپال خبر مذکور پا کر جنگ
و مقابلہ کرنے کیلئے اپنے مکان سے باہر آیا۔ بادشاہ بتاریخ ۱۸، ماہ شعبان المعظم ۴۰۵ھ فتحیاب
ہوا۔ اور دریا کے کنارے پر سات قلعہ دیکھے کہ ہر قلعہ ان میں سے آسمان کی بلندی کے برابر ہے۔

ں میں قیام کیا اور وہاں دس ہزار بت خانے پائے۔ اور ہندوں کو بے حد ان بتوں سے معتقد پایا۔
ں قلعہ کے رہنے والے ان بت خانوں کی تعمیر ہونے کی تاریخ ساٹھ ہزار سال پہلے سے بتلاتے
ں یہ انتہائی مبالغہ آمیز بات ہے۔ المختصر اجیپال کے ہمراہی مردمان ان سب واقعات کو دیکھتے
تھے۔ پس قلعہ کے رہنے والے دروازہ بند کر کے اپنا طریقہ کفر ظاہر کرنے لگے۔ مگر بادشاہ نے ایسی
وشش وتدبیر کی کہ ایک ہی دن میں ساتوں قلعے فتح کر لئے، بے شمار آدمی قتل ہوئے اور بہت مال
ومت بادشاہ کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد پھر چندر پال کے قلعہ کی جانب لشکر بھیجا اس کے ملک اور
ج کی کثرت دوسرے اندازہ نہیں کر سکتے۔ جب چندر رائے و چندر پال نے لشکر اسلام کی سختی کو
یکھا قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے بادشاہ کے لشکر نے ان کا پیچھا کیا۔ بہت مال اور بہت سے ہاتھی قیمتی پائے
ن پر شاہی ملازمان نے تصرف کیا۔ بادشاہ نے تھوڑے دن چندر پال کے قلعہ میں قیام کیا، اگرچہ
ندر پال بذات خود کثیر خزانہ و بہت ملک رکھتا تھا لیکن منہ موڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ راتوں رات
دنوں لشکر اسلام نے تین شبانہ روز تک پیچھا کیا اور کافروں کو خوب قتل کر کے ان کے ہتھیار و مال
لے لئے اور رائے چندر پال کے خزانے سے مبلغ تیئس ۲۳ ہزار دینار بادشاہ کو بھیجے۔

سلطان محمود کا ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر فرمانا

۴۰۵ھ میں سلطان محمود جب ہندوستان سے واپس ہوئے غزنی میں جامع مسجد کی بنا ڈالی
ر قریب اس کے عالی شان مدرسہ بنایا۔ اور اس میں ہر علوم کی عمدہ عمدہ کتابیں رکھوائیں تا کہ ہر آدمی
ن کو پڑھ کر فائدہ اٹھاوئے صاحب تواریخ محمودی لکھتے ہیں کہ بادشاہ ہندوستان سے جنگ کر کے
اغت پائی اور غزنی واپس ہونے لگے تو سالار ساہو پہلوان لشکر و سالار زنگی نے چاہا کہ ہم بادشاہ
ں خدمت میں رہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ ملک جو تمہیں دونوں بھائیوں کا فتح کیا ہوا ہے اس ملک
ا ریاست دار میں تمھیں کو قرار دیتا ہوں۔

لاہور کے قریب سالار ساہو کو خلعت خاص و پندرہ عراقی گھوڑے و سالار زنگی کو خلعت
اص و سات عراقی گھوڑے مرحمت کئے اور ہر دو امیروں کو رخصت کیا۔ سالار مسعود کے حق میں بادشاہ
ں بے حد توجہ و رعایت رہتی تھی اور مظفر خاں کو بھی خلعت و عمدہ گھوڑے دے کر سالار ساہو

وسالار زنگی کے ہمراہ کر کے تاکید کی کہ ہر طرح ان کا خیال رکھنا اور مطیع رہنا۔ الغرض سالار ساہو وسالار زنگی اجمیر میں آئے اور یہاں قدیم وجدید ملک میں رعایا کی تسلی ومظلومان کی تشفی کے لئے جابجا افسران مقرر کئے اور اجیپال کیلئے ہر سال تحفہ بھیجنا مقرر کیا بشرط قبولی خدمت قنوج آباد کرے اور خود باحشمت وشوکت اجمیر میں بیٹھ کر بہ نیابت سلطان محمود باعیش وعشرت ہندوستان کی حکومت کرنے لگے۔

سیّدنا سالار مسعود استاذ کی بارگاہ میں

جب عمر سالار مسعود کی چار سال چار ماہ چار دن کی پہونچی ان کو حضرت میر سیّد ابراہیم کے پاس بھیجا کہ بسم اللہ شروع کراویں اور چند ہزار ٹکہ اور چار گھوڑے معہ خلعت میر مذکور کی نذر میں بھیجا اور جس طرح سے کہ انعامات وخیرات پیدائش کے وقت دیئے گئے تھے اس سے زیادہ حق تعالیٰ نے ان کو علم لدُنّی عطا فرمایا۔ ابھی درجہ سالکی کو نہیں پہونچے تھے اکثر علوم صوری ومعنوی اوپر ان کے ظاہر ہونے لگے۔ اور دس اشخاص سالک ہمراہ عبادت حق تعالیٰ میں مصروف رہتے تھے اور تمام رات باطنی اشغال میں بسر کرتے تھے اور ایک منٹ کے لئے بھی کوئی حجرے سے باہر نہیں آتا تھا۔ جس سے فقرائے اہل نفس حسرت کرتے تھے۔ البتہ بعد ادائے نماز چاشت باہر آتے اور کامل فقراء وعامل علماء کی صحبت رکھتے تھے اور کھانا انھیں لوگوں کے ساتھ کھاتے تھے۔ اور بعد ادائے نماز ظہر دیوان خانے میں آتے تھے۔ رجّب سالار ہٹیلہ جن کا نام عجب سالار غازی تھا۔ غزنی سے ہمراہ ستر معلّی اجمیر میں آئے تھے۔ عمر رجب سالار ہٹیلہ غازی کی اس وقت بائیس سال کی تھی سالار مسعود غازی ودیگر امراء وبادشاہ کے لڑکوں سے جو سب باہم ہمسن تھے جمع ہو کر رجب سالار سے شکار سواری سیکھتے تھے اور کبھی تیر اندازی ونیزہ بازی میں مشغول ہوتے تھے اور کبھی میدان جنگ میں کھیلتے تھے۔ الغرض جہاد اکبر اور جہاد اصغر کے جملہ کاموں سے ہر طریقہ پر آراستہ وپیراستہ ہو گئے تھے اور اس صحبت میں جملہ اقسام کے تذکرات مثل علمی مسائل بہ نکتہ بینی وشعروں کا پڑھنا وامور سلطنت وبادشاہ وامراء وفوج ورعایا کے ساتھ برتاو وعمل اختیار کرنے کے اصول وفقراء ومساکین کے ساتھ سلوک کرنے کے ہوا کرتے تھے۔ اور کوئی صلاح وگفتگو سوائے تذکرات بالا کے دوسری نہیں ہوتی تھی۔ اور جملہ حاضرین صحبت بھی کسی

دوسری بات کے تذکرات نہیں آنے دیتے تھے سالار مسعود غازی بہت بڑے بلند ہمت اپنے گروہ میں تھے اوراسی طرح رجب سالار ربٹیلہ غازی بھی تھے۔اس زمانہ میں تمام آدمی ان کو حاتم ثانی کہتے تھے کہ ان کی خدمت میں آتا تھا ممکن نہ تھا کہ اس کو کوئی چیز نہ دیویں خواہ روپیہ خواہ خلعت خواہ گھوڑا خواہ تلوار و خنجر۔غرضیکہ اس کی ضرورت آئندہ کے موافق ایک چیز دیتے تھے ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

سیّدنا سالار مسعود غازی بارگاہ ربّ ذوالجلال میں

سالار مسعود ظاہر و باطن میں یکساں صاف دل رہا کرتے تھے اور باطنا صفائی و پاکیزگی کیساتھ شغل الٰہی سے کام رکھتے تھے اور ہمیشہ باوضو رہتے تھے۔اکثر نماز غسل کر کے ادا کرتے تھے اور اپنے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ پر بستر صاف رکھتے تھے اور عمدہ کپڑے پہنتے تھے،عطر بہت لگاتے تھے، پان بہت کھاتے تھے اور ہزارہا آدمی جوان فرشتہ خصلت ولائق زمانہ آپ کی خدمت میں رہتے تھے اور آپ کے اس طریقہ کو جو شخص آ کر دیکھتا حیران رہ جاتا اور کہتا کہ سلطان اسلام کون ہے، اور جس شخص نے جمال یوسفی سالار مسعود و حسن و جمال نمک داؤدی رجب سالار ربٹیلہ غازی دیکھا عاشق ہوا نیک سلوک اور افعال پسندیدہ جب تک آپ زندہ رہے کرتے رہے۔اور آج بھی ظاہری نگاہوں سے روپوش ہو کر خلق کثیر کو اپنے جام نورانی سے مستفیض فرمارہے ہیں اور بہرائچ شریف کے چپہ چپہ پر آپ کے اخلاص کی مہر ثبت ہے نیز فرزندان توحید کے لئے کہف امان ہے اور صاحب نظر یہ کہتے ہیں

آنکس کہ جمال مصطفٰے را بیند شک نیست کہ اہل صفا را بیند
ایں ست کمال مرد در راہ یقیں در ہر چہ نظر کند خدا را بیند

داستان سوم در بیان واپسی سالار ساہو وسالار زنگی و سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی بطرف غزنی و دشمنی کرنا حسن میمندی کا سالار مسعود غازی و رجب سالار ہٹیلہ غازی سے سومنات کے بُت کے سبب، سالار ساہو کاہلیر کی جنگ میں

جب سالار زنگی وسالار ساہو نے دس سال کی مدت میں اکثر ممالک ہند کو فتح کیا اور قبضہ کیا اور کفاران کی طرف سے اطمینان ہوا۔ بغیر خطرہ خراج یعنی مالگذاری آنے لگی سلطان محمود اس زمانہ میں ملک خراسان تشریف لے گئے تھے۔ کفاران نے جو پہاڑ پر رہتے تھے باہم صلاح واتفاق کر کے اطراف کاہلیر[۱] کو تباہ و برباد کیا۔ حاکم کاہلیر نے اصل حالات تحریر کر کے درخواست بادشاہ کو بھیجی۔ بادشاہ نے پہونچتے ہی اس درخواست کے ایک سخت حکم بنام سالار ساہو وسالار زنگی نافذ فرمایا کہ نصف لشکر برائے حفاظت اطراف اجمیر چھوڑ و اور خود نصف لشکر لے کر جنگ کرنے کے لئے کاہلیر جاؤ اور کافروں کی ایسی گوشمالی کرو کہ پھر دوسری مرتبہ ایسا کرنے کی ہمت نہ کریں۔ میں خود اس وقت جنگ میں مصروف ہوں ورنہ میں خود ہی پہونچتا اور وہ حصہ کاہلیر جو کشمیر پہاڑ کے دامن میں واقع ہے اس کے بیچ میں قلعہ جو بہت بلند ہے، رائے کلچند جو ملک و مال و لشکر پر اپنے گھمنڈ رکھتا ہے اس کو قبضہ میں لاؤ پھر سنہ ۴۰۵ھ ہی میں سلطان محمود بھی قنوج کی طرف متوجہ ہوئے اور اطراف کشمیر میں پہونچے۔ اس زمانہ میں ہزاروں کوشش وانتظام سے قلعہ رائے کلچند کو فتح کیا اور اپنے گماشتے خود بٹھلائے۔ واقعات فتحیابی قلعہ مذکور و قتل ہونا رائے کلچند کا مع پچاس ہزار لشکر کے تواریخ روضۃ الصفا میں مفصّل ذکر کیا گیا ہے۔ اس مختصر کاغذ میں گنجائش نہیں ہے۔ القصہ سالار ساہو پہلوان فوج ہر وقت وہاں پہونچاتے رہے۔ وسالار زنگی وسیّد ابراہیم

[۱] کاہلیر اطراف کشمیر میں ایک پہاڑی آبادی ہے۔ رائے کلچند کاہلیر کا خود مختار راجہ تھا۔

و مظفر خاں و دوسرے رؤساء معتمد کہ جو سرحد میں تھے سالار مسعود و سالار رجب ہٹیلہ کے پاس چھوڑا بادشاہ بھی پے در پے کوچ کرتے ہوئے کاہلیر کی طرف پہونچے تھے وہاں کافران بے حد و بیشمار جمع تھے۔ اطراف کاہلیر کو خاک و برباد کردیا وہاں کا حاکم تاب نہ لایا کافروں کا قلعہ بند رہتا تھا۔ کافروں کا ملک غارت کرکے رخ گھروں کی طرف کیا۔ سالار ساہو پہلوان بھی وہاں پہونچ گئے اور سالار زنگی پہلوان بھی کافروں سے مقابلہ کرتے رہے۔ کئی روز مسلسل جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح ہوئی کافران شکست کھا کر بھاگ نکلے اور مختلف مقام پر چھپ گئے۔

چنانچہ چالیس سے زائد کفاران قید اسلام میں آئے اور کئی ہزار قتل ہوئے اس لڑائی میں بہت بڑی فتح ہوئی۔ سالار ساہو پہلوان و سالار زنگی پہلوان نے کاہلیر میں آکر فتح نامے لکھے اور اطراف میں بھیجے۔ بادشاہ بھی بہت خوش ہوئے اور اسی وقت فرمان بدستخط خاص صادر فرمایا کہ میں نے حکومت کاہلیر تم دونوں بھائیوں کو انعام میں دیا اس مقام پر اپنے واسطے گھر بنالو اس طرح سالار ساہو و سالار زنگی پہلوان کے لئے کاہلیر کی اقامت تجویز ہوئی۔

سیّد سالار مسعود غازی کا کاہلیر کی طرف جانا اور شیو کن کی زہریلی مٹھائی سے محفوظ رہ کر شان عارفانہ ظاہر فرمانا

کاہلیر کی فتح کے بعد ایک قاصد سالار مسعود غازی و رجب سالار ہٹیلہ غازی کے لانے کیلئے اجمیر روانہ کیا گیا کہ نور دیدہ مع اپنی والدہ کے میرے پاس آویں۔ اجمیر کے اطراف کے امیر لوگ کہ جو تابع جمال سالار مسعود تھے خوش ہوئے۔ دوسرے دن مع اپنی والدہ و دیگر اشخاص و رجب سالار ہٹیلہ غازی و نیز چند ہزار سواران پاس بیٹھنے والے و مثل ستاروں و چاند لازوال کے تھے کاہلیر کی طرف متوجہ ہوئے منزل بمنزل شکار کھیلتے ہوئے گئے۔ اور قصبہ راول میں پہونچے شیو کن خسر پورہ جو زمیندار قصبہ کا تھا اور حسن میمندی کا رشتہ دار لگتا تھا۔ سلطان الشہداء سالار مسعود کے استقبال کے واسطے آیا عرض کی کہ بندہ کو سرفراز کیجئے، آج بندہ کے گھر مقام فرمایئے کہ جس میں جملہ زمینداروں کے درمیان بندہ کی عزت ہووے ایسا اتفاق کہ بدنہادی شیو کن کی

پیشانی سے ظاہر تھی سالار مسعود غازی نے کسی طرح کچھ قبول نہ کیا۔ کہ اس کافر دغاباز کے گھر میں قیام کریں۔ اپنے دستور کے موافق قصبہ کے باہر قیام کیا پھر شیو کن نے عرض کی کہ کھانا خدمت گاروں کے واسطے میں حاضر کروں۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی نے فرمایا کہ میں موافق سنت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہندو کے گھر کھانا نہیں کھاتا ہوں۔ بہت ہی عرض ومعروض کے بعد بھی سالار مسعود نے شیو کن کی آرزو کو ٹھکرا دیا اور کھانا قبول نہ فرمایا تو پھر بضد ہوا اور کہا تھوڑی سی مٹھائی قبول فرمالیں اور اس غلام کو عزت بخشیں۔

آخر کار شیو کن نے دوسو من مٹھائی طرح طرح کے قسموں کی منگوائی اور قسم اوّل کی مٹھائی سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی کے واسطے لایا اور ان تمام مٹھائیوں میں زہر ملا ہوا تھا سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی نے نور ولایت سے معلوم کر کے کل مٹھائی اپنے باورچی کے حوالے کر دی اور تاکید فرمائی کہ کوئی شخص اس مٹھائی کو نہ کھاوے شیو کن کو خلعت دے کر رخصت فرمایا۔ اور وہاں سے کوچ کر کے دوسری منزل میں آئے ملک نیک بخت نے فرمایا کہ جو شیرینی شیو کن لایا تھا وہ حاضر کرو۔

رجب سالار رہٹیلہ غازی نے فرمایا کہ اوّل کتوں کو دی جائے بعد ازاں خرچ کیجاوے، شکاری کتوں کو اپنے سامنے بلوایا اور مٹھائی جو اوّل قسم کی تھی کتوں کو دی۔ بفور کھاتے ہی مٹھائی تمام کتے اس کے زہر سے مر گئے۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی جہاں بہت سے لوگ جمع تھے تشریف لائے اور اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ مردک کافر مجھکو بھی ظاہر بیں آدمی خیال کر کے دھوکہ میں لانا چاہتا تھا۔ تمام لوگ جمع شدہ اس کرامت سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ غازی سے متحیر ہو کر زمین پر سجدہ میں گر گئے اور تعریف کرنے لگے۔ رجب سالار رہٹیلہ غازی نے کہا کہ کیا غضب ان کافروں نے میرے ساتھ کیا، رجب سالار رہٹیلہ غازی کے دماغ میں غیرت حیدری کچھ ایسی موجزن ہوئی کہ فوراً قسم کھائی انشاء اللہ تعالیٰ کافر مردود کا سر تن سے جدا کروں گا میرا نام رجب سالار رہٹیلہ غازی ہے۔ اور اس کافر کو یقین ہووے کہ فرزند اسد اللہ الغالب ہے ورنہ ایسا نہ ہوتا۔ الغرض یہ خبر ستر معلّی کے پاس پہونچی وہ زار و قطار رونے لگیں کہ خداوندا کیا غضب ہو گیا کہ مردود کافروں نے میرے بچّوں کے ساتھ دغا کی۔ سالار مسعود غازی کو اپنے پاس بلا کر

گود میں بٹھایا اور فقراء و مساکین کو بہت زیادہ صدقہ دیا۔ رات گذری صبح کے وقت کوچ ہوا۔ رجب سالار غازی نے سالار مسعود غازی سے عرض کی کہ آج کے دن یہاں قیام فرمائیے۔
ہر دو سرداران سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی راستہ میں باہم گفتگو و صلاح کرتے گئے واسطے کافروں کے قتل کے بالآخر سالار مسعود غازی نے رائے مذکور کو منظور کیا اور بہت خوش ہوئے سالار مسعود غازی نے اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آ کر عرض کی کہ آج کے دن یہاں قیام فرمائیے، یہاں شکار گاہ خوب ہے اور میں شکار کھیلنے ہی آیا ہوں۔ الغرض سلطان الشہداء سالار مسعود غازی ور جب سالار غازی مع چند ہزار جوانان نوعمر فرشتہ صورت جان دینے والے کھلاڑی کے قصبہ راول کی طرف متوجہ ہوئے اور شیوکن کی خبر لانے کے لئے کہ وہ کس حالت میں ہے جاسوسوں کو مقرر کیا اور خود بدولت قریب قصبہ مذکور پہونچے جاسوس خبر لائے کہ شیوکن ٹھاکر بُت خانہ میں پرستش کر رہا ہے۔ اسی جگہ سے گھوڑے دوڑادئے کافروں کو بھی خبر ہوگئی وہ بھی قصبہ مذکور سے برآمد ہو کر جنگ کرنے لگے۔ جوانان جانباز اپنی تلواریں بلند کر کے ہر طرف پروانہ کے مانند دوڑنے لگے، کفار مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور فرار ہوئے غازیان و بہادران اسلام ان کے ہر ایک گلی میں نظر آتے تھے۔ چند کافروں کو تلوار کے نیچے لائے، رجب سالار ہٹیلہ غازی نے شیوکن مردود کو گوشہ گمان سے زندہ پکڑا اور بخدمت سالار مسعود لائے۔ سلطان الشہداء سالار مسعود نے فرمایا کہ اے شیوکن کافر نالائق! نہیں جانتا تھا کہ ہم فرزندان اسد اللہ الغالب ہیں پھر حکم دیا کہ اس کافر کو معہ عورت و بچوں کے باندھ کر لشکر میں لے جاؤ اور تمام شہر کو تاراج کر دو۔ شعر

رجب سالار شہے رور دست   مرد در حرب حریبان کرد پست

رجب سالار ہٹیلہ بہت بڑے زبردست بادشاہ ہیں   لڑائی میں مرے اور لڑنے والوں کو زیر کیا

القصہ: شیوکن کو معہ عورت و بچوں کے باندھ کر لشکر گاہ میں لائے۔ اوّل کرامت و فتح سالار مسعود غازی کے نام سے دوسرے بنام سالار رجب ہٹیلہ غازی اس طریق سے نصیب ہوئی۔ شعر

صوری زخود خواہ فتح از خدا   کہ لشکر بدیں ہر دو ماند تمام

اور ستر معلّی نے حکم دیا کہ شادیانہ بجاویں اور صدقہ بہت دیا اور سالار مسعود غازی
نے جملہ لشکروں کو گھوڑے وخلعت وزرنقد عطا فرمایا۔ اس زمانہ میں سالار مسعود غازی کی عمر
بارہ ۱۲ سال کی تھی۔ الغرض دوسرے دن ان واقعات کو لکھ کر سلطان محمود کے پاس روانہ کیا
اور سالار مسعود غازی نے معہ اپنے لشکر کے کاہلیر کی طرف کوچ کیا۔ اس زمانہ میں رجب سالار
چوبیس ۲۴ کے تھے۔ تواریخ محمودی نے اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔

القصہ سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی کے قاصدان کے پہونچنے سے
پہلے مسمّی رائے نرائن برادر شیوکن نے بمشورہ وزیر حسن میمندی بخدمت سلطان محمود پہونچ کر فریاد
کی کہ میرے بھائی شیوکن کو معہ زن وبچے کے سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی باندھ
کر لے گئے ہیں اور قصبہ راول کو تباہ وبرباد کردیا۔ بادشاہ یہ واقعہ سن کر حیران ہوا عین اسی وقت تحریری
واقعات مرسلہ سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی بھی پہونچ گئے اور شیوکن کی نمک
حرامی ظاہر ہوگئی۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی کو خط
بطور فرمان تحریر فرمایا کہ آں فرزند کی تحریر آنے سے پہلے یہاں دوسرے نے اس طریق پہ واقعہ سے
اطلاع کی تھی قید میں قصوروار کی کافی طور پر نگہداشت رہے ہیں اپنے سامنے تحقیق کرکے سزادوں
گا فرمان مذکور پڑھ کر سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی بہت خوش ہوئے اور وزیر حسن
میمندی کے گھر میں بہت افسوس ہوا اور ملال ہوا اور کہا کہ نفاق پوشیدہ ظاہر ہوگیا۔

القصہ جب ایک کوس کا فاصلہ کاہلیر کا باقی رہا سالار ساہو وسالار زنگی پہلوان کو خبر ہوئی
اپنے فرزند کے شوق دیدار میں بے اختیار برائے استقبال خود آئے۔ جیسے ہی نظر سالار ساہو پہلوان
وسالار زنگی پہلوان پر سالار مسعود کی پڑی گھوڑے سے اتر کر مانند مور سلیمان اپنے باپ کی قدم
بوسی پر متوجہ ہوئے۔ سالار ساہو وسالار زنگی بھی گھوڑے سے اترے، سالار مسعود غازی کو گود میں لیا۔
بعد ازاں جامہ بادشاہی پہنایا اور سر پر کلاہ مرصّع ومطلّل رکھا اور کمرہ بند طلائی باندھا اور گھوڑے پر
سوار کیا۔ رجب سالار کو بھی گود میں لیا اور بہت عمدہ جامہ پہنایا، کلاہ مرصّع سر پر رکھا کمر بند زرّیں
باندھا اور خاص گھوڑا سواری کے واسطے مرحمت فرمایا اور باہم سب لوگ گفتگو کرتے ہوئے گھر آئے۔ راہ
میں دونوں امیر فرشتہ شکل عراقی گھوڑوں پر سوار جو نہایت مضبوط وچالاک مثل ہرن کے دوڑنے والے

بجلی کی طرح چمکنے والے مانند طاؤس قدم بہ قدم طرارے بھرتے ہوئے آئے۔اور بحالت سواری ہر چہار طرف متبسانہ دنیا کا نظارہ فرماتے رہے اور چند آدمی حسن یوسفی دیکھ کر از خود رفتہ اور بالعموم لوگ متحیر تھے۔

مردی باید کہ باشد شہ شناس تا شناسد شاہ را در ہر لباس

مرد کو چاہئے کہ بادشاہ کا پہچاننے والا ہو کہ جس میں بادشاہ بھی اس کو پہچان سکے

المختصر ساہو سالار معہ سالار مسعود چند روز تک برابر ایک ساتھ خوش وخرم رہے اور سالار ساہو پہلوان صدقات وانعامات کافی دیتے رہے۔سالار مسعود غازی محض بخاطر داری سالار الدین بہ ظاہر دنیا داران ان کے پاس رہتے تھے مگر بہ باطن ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہا کرتے تھے تھوڑے دنوں کے بعد بفرمان سلطان محمود غزنوی غزنی روانہ ہو گئے۔

سلطان محمود غزنوی کا سومنات کی طرف متوجّہ ہونا اور سالار زنگی واپنے بھانجوں سیّدنا سالار مسعود غازی اور رجب سالار ہٹیلہ غازی سے مشورہ طلب فرمانا

سلطان محمود ایک مدت دراز سے یہ ارادہ رکھتے تھے کہ نہر والا گجرات کی طرف چڑھائی کر کے بُت خانہ سومنات کو جو اہل ہند کا بہت بڑا معبد ہے برباد کیا جاوے۔پس جیسے ہی بادشاہ جنگ خراسان سے فارغ ہوئے غزنی کی طرف پھرے حکم نامے بنام سالار ساہو وسالار مسعود وسالار زنگی علیحدہ علیحدہ جاری کئے کہ دوسرے معتمد آدمیوں کو قلعہ کاہلیر میں چھوڑ دو اور خود معہ فرزندان سالار مسعود غازی ودوسرے رجب سالار ہٹیلہ غازی میرے پاس روانہ ہو جاؤ۔ جب وہ لوگ خدمت میں پہونچے بادشاہ بہت مہربانیوں کے ساتھ پیش آیا۔اور بالخصوص سالار مسعود ودوسرے رجب سالار ہٹیلہ غازی کے ساتھ ایسی مہربانی ومحبت کی کہ ہر دو صاحبزادگان نازاں ہوئے بادشاہ نے سالار ساہو وسالار زنگی کو خلوت میں بلایا اور سومنات میں چڑھائی کرنے کے واسطے صلاح لی۔انھوں نے عرض کیا کہ خداوند عالم کی مہربانی اور قہر سے کفاروں کے دل پر اتنا اثر جما ہوا ہے کہ کوئی شخص مقابلہ کی تاب نہیں رکھتا ہے اس معاملہ میں جو آپ کی رائے ہے وہ بہتر

ہے۔انتظام فرمایئے، فتح ونصرت آپ کے قدم چومے گی۔

اس گفتگو سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور یہ تجویز خواجہ حسن میمندی کے خلاف طبع ہوئی بعد گفتگوئے بسیار یہ طے پایا کہ سالار ساہو وسالار زنگی کابلیر کی طرف رہ کر فتنہ وفساد اہل ہند کو روکیں اور ہوشیار رہیں اور سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی معہ لشکر بادشاہ کے ساتھ رہیں۔ بعد رخصت کرنے سالار ساہو وسالار زنگی کے لشکر جانب سومنات روانہ فرمایا سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ کو ساتھ چند ہزار جوانان لشکر کے اپنے ساتھ قیام کے لئے کہا۔ اور اکثر لڑائیاں یہاں بھی ہوئیں۔ سلطان محمود اوّل ملتان میں آیا اور پھر لشکر سومنات کی طرف روانہ کیا۔ سومنات ہندوستان کے بہت بُت رہنے کی جگہ تھی۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہٗ کا بیان ہے کہ سومنات موضع تھا اور جو بُت اس موضع میں تھا اس کا نام **لات** تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔ شعر

لشکر محمود اندر سومنات ۔۔۔ یافتند آں بُت کہ نامش بود لات

پس لشکر محمود اندر سومنات کے داخل ہو گیا ۔۔۔ پایا اس بت کو کہ نام اس کا لات تھا

چنانچہ موٴرخین کہتے ہیں کہ سومنات کا بت خانہ جو دریا کے کنارے تھا اور اہل ہند نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اس بت کی طاعت کے لئے وہاں آتے تھے اور دس ہزار بت خانے بڑے بڑے اس کے متعلق تھے۔ اور ہزار ہا جواہرات وموتی اس جگہ چڑھتے تھے کہ اس کا عشر عشیر بھی بادشاہوں کے گھر نہیں تھا۔ ایک ہزار آدمی جنیوٴ پہننے والے اس بت خانے کے اندر عبادت میں مصروف رہتے تھے اور ایک سونے کی زنجیر بوزن دو سومن وہاں لٹکی رہتی تھی اور کچھ لوگ گھنٹہ بجانے والے اور پانچ سو رنڈیاں ناچنے والیاں اور تین سو پتھر تراشنے والے و دوسرے ایک سو گانے والے مقرر تھے اور سب لوگ تنخواہ اس بت خانے سے پاتے تھے۔ نہر گنگ جو دہلی اور قنوج سے پورب طرف سومنات اور نہر گنگ کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے۔ اتنے ہی آدمی اس راستہ میں بیٹھے ہی رہا کرتے تھے جو روزانہ دریائے گنگ سے تازہ پانی لا کر سومنات کو دھویا کرتے تھے۔

القصہ جب بادشاہ نے ۴۱۰ھ میں ملک ہندوستان کے اکثر بُت خانوں کو توڑا سومنات کے معتقدین کہنے لگے کہ سومنات ان بُتوں سے رنجیدہ و ناخوش ہے ورنہ بادشاہ کا لشکر ہلاک کر

دیتا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بادشاہ نے کہا کہ اب تک لوگوں کا یہ خیال اب سومنات کو توڑ دینا چاہئے تاکہ خیال ووہم اہل ہنود کا برطرف ہوجائے۔ پس سنہ مذکور بالا ہی میں بادشاہ ملتان سے سومنات کی طرف متوجہ ہوا۔ چونکہ پانی والا راستہ آنے کے لائق نہ تھا۔ لہٰذا خشکی کے راستے سے جو بہت جنگلی و خونخوار تھا روانہ ہوئے۔ راستے میں جا بجا قلعہ بھی پائے گئے۔ خداوند عالم کے فضل وکرم سے قلعہ والے لوگ بھی استقبال کو آئے اور ملازمت بھی کرلی اور رہبری بھی کرتے تھے۔ غرض راستے میں جس قدر بُت خانے بادشاہ کو نظر پڑے سب توڑ ڈالے اور برباد کرتے ہوئے سومنات تک پہونچے وہاں دریا کے کنارے ایک بہت بڑا قلعہ دیکھا اور موج دریا اس قلعہ کی چہار دیواری تک پہونچتی تھی بہت سی خلائق سر اٹھائے ہوئے مسلمانوں کا طرز وانداز دیکھ رہے تھے اور معتقدان اہل ہنود اپنے بتخانوں میں کہہ رہے تھے کہ معبود میرے تمام لشکر اسلام کو ہلاکت میں ڈالدے اس موقعہ پر کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ شعر

اگر صد سال گبر آتش فروزد چو یک دم اندراں افتد بسوزد

الغرض دوسرے روز مسلمانوں کا لشکر پائے قلعہ تک پہونچا اور جنگ کرنے لگا جب رات ہوگئی لڑنے والے بہادران اپنے قیام گاہ آئے۔ دوسرے دن پھر قلعہ کی طرف خود ہی متوجہ ہوئے اور تمام غازیان محمودی نے بغیر پس وپیش یکبارگی اپنے کو قلعہ کے اندر پہونچا دیا۔ کافروں کے پاس کوئی علاج نہیں رہا۔ دوڑتے ہوئے بُت خانے میں آئے، سومنات کو بغل میں لیا رونے لگے اور بت خانے سے دروازے پر آکر جانیں دے دیں۔ پچاس ہزار بلکہ اس سے بھی زائد ہندو لوگ قتل ہوئے باقی ماندہ کشتی پر سوار ہوکر بھاگ گئے۔ تواریخ محمودی سے صاف ظاہر ہے کہ محمود غزنوی نے سولہ حملہ سومنات پر کئے مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی، پھر سترہویں حملہ میں ربّ قدیر نے خواجہ ابوالحسن خرقانی کی نصیحت پر عمل کرنے پر کامیابی عطا فرمائی اور بادشاہ سترہویں حملہ میں سومنات کے اندر نظر آرہے تھے۔ اندر جاکر دیکھتے ہیں کہ جس گھر میں سومنات تھا وہ بہت لمبا چوڑا تھا اور اس میں چھپن کھمبے لعل وزمرّد سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ سومنات ایک بُت پتھر سے تراشا ہوا تھا، طول اس کا پانچ گز تھا جس میں دو گز زمین کے اندر گڑا ہوا تھا اور تین گز اوپر ظاہر میں تھا۔ بادشاہ خود بت خانہ میں آیا اور گرز اپنے ہاتھ میں لیکر سومنات

کو مارا وہ بہت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور کتنے ہی ہزار دینار سرخ شاہی خزانہ کو حاصل ہوا۔
جب سلطان نے دیکھا کہ ملک بہت بڑا ہے اور پہاڑ پر زر خالص یعنی سونے کی کان ہے اور ایسے جواہرات عمدہ کو جو دوسرے ملک میں نہیں ہیں اور یہاں بغیر مشقت و تکلیف ہاتھ آتے ہیں چلو کہ چند سال یہاں قیام کریں۔ اراکین شاہی نے عرض کیا ملک خراسان بہزار دقت و کوشش ہاتھ آیا ہے وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کو خالی چھوڑا جائے، اس ملک میں گھر بنانا چاہئے۔ بادشاہ نے کہا کہ بنا بر انتظام اس ملک میں کس کو چھوڑنا چاہئے۔ مددگاران حضرات نے کہا کہ اس ملک میں کسی شخص کا رہنا ممکن نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ خاندان میں جو ورثاء ہوں ان میں سے کسی کو اس ملک کے انتظام کے واسطے چھوڑنا چاہئے۔ اس مقام پر باتیں بہت ہیں کہاں تک لکھی جائیں۔ المختصر تسلیم نامی شخص کو جو اس مملکت میں نہایت کمترین بادشاہوں میں سے تھا اس کو قلعہ سومنات سپرد کیا اور اس کے اوپر مال گذاری مقرر کر دی کہ سال بہ سال خزانہ سرکار میں داخل کیا کریں اور خود سندھ کی طرف سے براہ خشکی جنگل میں اسلامی لشکر کو لیکر اس مقام سے چلے۔
چنانچہ تاریخ فیروز شاہی کلاں میں بادشاہ کے بعد کا حال اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جب بادشاہ نے انتظام کر کے براہ جنگل چلنے کی تیاری کی تو حکم دیا کہ ایک راہ بر یعنی راستہ بتلانے والا تلاش کر کے لایا جاوے لوگ ایک ہندو کو لائے اور اسکو پیش کیا۔ یعنی لشکر اسلام اس کے پیچھے روانہ کر دی گیا۔ جب ایک دن رات برابر چلے تو وہ موقع ہوا کہ قیام کریں۔ اس موقع پر ہر چند تلاش کیا گیا کہیں پانی نہ تھا۔ یہ حالت بادشاہ سے ظاہر کی گئی حکم ہوا کہ اس ہندو راہ بر کو بلاؤ وہ حاضر کیا گیا فرمایا تو کس واسطے ایسے جنگل میں لایا کہ جہاں پانی و گھاس تک نہیں ہے اس ہندو نے جواب دیا کہ میں نے اپنے کو سومنات پر نچھاور و فدا کر دیا ہے اس لئے تم کو اور تمہارے لشکر کو اس جنگل میں لایا ہوں میں جہاں ایک قطرہ پانی نہیں ہے۔ حکم ہوا کہ اس ہندو کو دو ٹکڑے کر دیا جاوے اور سب لوگ اسی جگہ قیام کرو۔ جب رات ہوئی سلطان محمود اپنے خیمے سے باہر آیا منھ زمین پر رکھ کر بدرگاہ ذوالجلال والاکرام دعا میں مصروف ہوا جیسے ہی تھوڑی رات گذری تھی کہ یکایک اتر جانب لشکر سے ایک چمک ظاہر ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ سب لشکر اسی چمک کی طرف روانہ ہو لشکر چمک کے پیچھے روانہ ہوا جب صبح ہو گئی حق تعالیٰ نے لشکر اسلام کو منزل پر پہونچایا

کہ وہاں پانی تھا اور سب مسلمانوں نے بلا سے نجات پائی۔ خداوند کریم نے اس بادشاہ کو بہت کرامت عطا کی تھی۔ اس جگہ پر بادشاہ کی کرامت کو سمجھنا چاہئے۔

صاحب نفحات الانس لکھتے ہیں کہ جس وقت سلطان محمود سومنات کی لڑائی پر گیا تھا خواجہ ابو حسن چشتی بھی اس لڑائی میں بطور مددگار چلنا چاہتے تھے۔ چنانچہ خواجہ ستر سالکین و چند فقیروں کے ساتھ روانہ ہو کر اس جگہ پہونچے اور بنفس نفیس خود مشرکوں سے جو بتوں کے بندے تھے جہاد کرنے لگے۔ ایک روز مشرکین نے غلبہ کیا لشکر اسلام نے اپنے مقام پر آ کر پناہ لی قریب تھا کہ شکست ہو جاوے خواجہ ابو محمد چشتی کے قصبہ چشت میں بہت مرید تھے وہاں محمد کاکو نام کو خواجہ نے آواز دیا، دیکھا کاکو دروازہ پر اپنے حال میں مضطرب ہے اور جنگ کر رہا ہے محمد کاکو دیکھتے تھے کہ لاکھوں کافر پتھر دیوار پر مار کر بھاگ رہے تھے۔ اس واقعہ کو شیخ کاکو سے پوچھا گیا انھوں نے یہ حال بیان کیا کہ جس حق تعالی نے بہ مثل ابو محمد چشتی عارف کامل کو بادشاہ کی امداد کے لئے مامور فرمایا تو پھر اس کے آگے پیچھے کون شخص مقابلہ کی تاب لا سکتا تھا۔

تواریخ محمودی میں لکھتے ہیں کہ چند دنوں کے بعد بادشاہ غزنی پہونچا اور بت سومنات کو جامع مسجد کے دروازہ پر ڈال دیا تا کہ مسلمان جب نماز کے واسطے جامع مسجد میں آویں تو اس بت کے سینہ پر پیر رکھتے ہوئے اس مسجد میں جاویں۔ جب یہ خبر کافروں کو پہونچی تو ان لوگوں نے قاصدوں کو خواجہ حسن میمندی وزیر کے پاس بھیجا کہ بت پتھر سے بنا ہوا ہے تمہارے کام نہیں آ سکتا ہے پس اس کا دو چند سونا مجھ سے لے لیا جاوے اور وہ بت مجھے دے دیا جاوے۔ خواجہ حسن میمندی نے بادشاہ کی خدمت میں یہ عرض داشت پیش کی کہ کفار دو چند سونا دیتے ہیں اطاعت قبول کرتے ہیں اگر صلاح حضور والا ہو تو سونا لے لیا جاوے اور بت واپس کر دیا جاوے۔ بادشاہ نے التماس خواجہ حسن میمندی کو منظور کیا کفار سونا لائے وہ خزانہ میں پہونچایا گیا۔

چند دن گذرے ایک روز بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا کہ کفاروں کے قاصد نے آکر عرض کی کہ خداوند نعمت سومنات کے عوض ہم لوگوں نے سونا سرکار میں پہونچا دیا لیکن اپنی امانت یعنی بت سومنات کو نہ پایا۔ بادشاہ کو ان کا یہ کہنا اچھا نہ معلوم ہوا اور کوئی جواب نہ دیا اٹھے اور سالار مسعود اور رجب سالار ربلیہ کا ہاتھ پکڑ کر محل کے اندر لے گئے اور پوچھا کہ اے فرزندان سعیدان

تمہارے دل میں کیا آتا ہے بت کو ہم دیویں یا نہ دیویں سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی نے فوراً عرض کی کہ بادشاہ میرے جب کہ پروردگار عالم قیامت کے دن کرسیٔ عدالت پر بیٹھے گا اور بلاوے گا کہ آذر بت خانے والے اور محمود بت بیچنے والے کو میرے سامنے لاؤ حاضر کرو۔ اس وقت کیا جواب دینا ہوگا، اس بات نے بادشاہ کے دل میں بہت بڑا اثر پیدا کیا اور بادشاہ حیران ہوا کہا اگر اس بات کو میں مانتا ہوں ضرور عہد شکنی ہوتی ہے۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی نے عرض کی کہ بت میرے حوالے کر دیا جاوے اور کافروں سے کہہ دیا جاوے کہ سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی سے بت لے لو۔ بادشاہ نے اس کو پسند کیا اور وہاں سے چلا گیا حسن میمندی وزیر کافروں کو ہمراہ لیکر بخدمت بادشاہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو میں بت کافروں کو دے دوں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس بت کو سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی اپنے گھر لے گئے ہیں وہاں ان لوگوں کو بھیج دو کہ ان سے جا کر لے لیویں۔

خواجہ حسن میمندی نے سر جھکایا اور یہ کلمات پڑھے اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ یعنی دو ضدیں پوری نہیں ہوتی ہیں، بہر حال کافروں سے کہہ دیا کہ بت سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی کے پاس ہے وہاں جاؤ لے لو۔ کافروں نے دروازہ سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی پر آ کر بت مانگا۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی متحیر ہوئے، کچھ جواب نہ دیا خود اٹھ کر سالار مسعود غازی کے گھر چلے گئے، ان کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لے گئے صلاح کی کہ بت سومنات کو توڑ کر صندل و چونہ و پان میں ملا کر ان کے آگے بھیج دیا جاوے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ بات سالار مسعود غازی کو بہت پسند آئی اور سالار مسعود غازی نے ایسا ہی کیا۔

اوّلاً فرمایا کہ ان لوگوں کو اچھی طرح بٹھایا جاوے اور اس بت کو معہ کان ناک وغیرہ کے مائدہ بنا کر صندل و چونہ و پان میں لگا کر ان کے آگے بھیجا جاوے۔ پس ان کافروں کی اس طرح خاطر داری کی گئی۔ اور اس سے کفار اس وقت بہت خوش ہوئے، صندل ملا پان کھایا، تھوڑی دیر کے بعد بت مانگا سالار مسعود غازی نے جواب دیا کہ میں نے بت تم کو دے دیا۔ وہ لوگ متحیر ہوئے کہا کہ کہاں میں نے بت پایا۔ شاہ نیک بخت یعنی سالار مسعود غازی نے واقعہ جو کچھ تھا وہ کہہ دیا کہ صندل و چونہ و پان میں تمہارا بت تھا۔ بعضوں نے قے کی اور بعض نے روتے پیٹتے ہوئے

حسن میمندی وزیر کے پاس گئے جو کچھ واقعہ تھا وہ پھر بیان کیا یہ سن کر حسن میمندی نے مثل سانپ کے بل کھایا اور کہا کہ بادشاہ ہمارا دیوانہ ہو گیا ہے جو نا تجربہ کار لڑکوں کی رائے پر کام کرتا ہے۔ محض تم لوگوں کی خاطر ہم بادشاہ کی وزارت چھوڑے دیتے ہیں تم لوگ ہمارے ساتھ چلو ہم بادشاہ کا ملک برباد کئے دیتے ہیں تا کہ بادشاہ کی آنکھ کھل جاوے۔

القصہ کفار اٹھے روساوامراء کے سامنے گئے خواجہ حسن میمندی نے اس روز وزارت کا کوئی کام نہیں کیا اور بہت رنجیدہ رہا اور اراکین دولت بھی ساکت وخموش رہے۔ چنانچہ تواریخ فیروز شاہی کلاں میں سلطان محمود کا بیحد متردد و متفکر رہنا مقدم رکھا ہے ایک یہ کہ کفاران ہند کو معذور کر کے رائے اجیپال کے قلعوں کو معہ بتخانہ کے خراب و برباد کیا دوسرے لشکر نہر والا گجرات کی طرف گیا۔ یہ دونوں کام سالار ساہو غازی و سالار زنگی کے اشارے سے تھے۔ اور محض بت سومنات کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا سالار مسعود ور جب سالار بٹیلہ کے مشورے سے تھا چنانچہ ذکر کیا گیا ہے کہ بادشاہ کے لشکر کے ہر دو امیران یعنی سالار ساہو و سالار زنگی سپہ سالار تھے ہر طرف سلطان محمود نے لشکر کشی کی۔ اور ایک ملک گیری یعنی ہندوستان کی فتحیابی صرف سالار ساہو و سالار زنگی وانکے اعزائی کوشش جانکاہی سے ہوئی اس لئے حسن میمندی نے اپنی ناقدری کا اندیشہ کیا اور فکر مند رہا کرتا کہ کس طرح سے ان لوگوں کو ملک سے نکال کر باہر کر دیا جائے اور ہر وقت فتنہ وفساد کی تدبیریں کرنے لگا اور بادشاہ بھی اس دشمنی سے حیرت زدہ تھا۔ ظاہر یہی سبب بنا سالار مسعود اور رجب سالار کا غزنی سے کوچ کرنے اور ہندوستان کی طرف توجہ کرنے کا مگر حقیقت میں خداوند قدوس کو ان لوگوں سے اپنے محبوب کے دین کی اشاعت کا کام لینا تھا اور یہ صرف بہانہ تھا۔

قصبہ ردولی سے دو افراد کا فریادی بن کر غزنی جانا اور سالار مسعود ور جب سالار کا مسلمانان ردولی کی مدد فرمانا

سیّد رکن الدین وسیّد جمال الدین عرب بطور فریادی ہندوستان کے قصبہ ردولی سے بادشاہ کے دربار میں پہونچے۔ ان کی فریاد نہ سنی گئی تب سیّد رکن الدین وسیّد جمال الدین نے قلعہ ہی میں خاک کا ڈھیر جمع کیا اور اس خاک میں کچھ ڈھونڈھنے لگے۔ ارکان دولت بادشاہ

نے پوچھا کہ خاک میں کیا گم ہوگیا ہے انھوں نے جواب دیا کہ بادشاہ گم ہوگیا ہے۔ انھوں نے یع
ارکان دولت نے کہا کہ بادشاہ تو تخت پر بیٹھا ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ دو مرد فریادی ہندوستا
کے قصبہ ردولی سے آئے اور خاک کا ڈھیر جمع کرتے ہیں۔ حسن میمندی وزیر آیا سیّد رکن الد
وسیّد جمال الدین کا ہاتھ پکڑا اور بادشاہ کے سامنے طلب کیا اس وقت بعد ادائے آداب عرض کی ک
رائے روپل قصبہ ردولی میں چاہتا ہے کہ میرے عزیزوں کو بے حرمت کرے اور مسلمانوں کو ہلاک
کرڈالے کیوں کہ ہر چہار طرف کفار ہیں۔ سوائے حضور کی ذات کے اور کوئی دوسرا عالم پناہ
دروازہ نظر نہیں آتا ہے کہ خدا کے واسطے اہل اسلام کو بچاوے، بادشاہ نے فرمایا کہ تم لوگ اطمینا
رکھو انشاء اللہ میں مسلمانوں کی مدد کرتا ہوں۔

دوسرے دن بادشاہ نے دربار آراستہ کیا اور فرمایا کون ہے جوان لوگوں کی مدد کو جا
اور شوکت اسلامی بلند کرے پھر کیا تھا رجب سالار رہٹیلہ غازی و سالار مسعود غازی نے مجلس میں
حاضرین کو مخاطب کرکے اپنی پاکیزہ زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ حکم خدا یہی ہے کہ ملک
ہندوستان جنت نشان کو میں اپنے قبضے میں لاؤں، بیڑا مجلس میں اٹھایا پھر رجب سالار رہٹیلہ غازی
نے کہا کہ سب جگہ شریعت محمدی جاری کرکے خطبہ سلطان محمود کے نام سے پڑھنا چاہئے۔ بادشا
اس کلمہ سے خوش ہوا سالار مسعود غازی ورجب سالار رہٹیلہ غازی بادشاہ سے رخصت ہوئے او
مسلسل کوچ و مقام کرتے ہوئے ردولی پہونچے اور ردولی پر چڑھائی کردی رائے رور سنگھ
زمیندار قصبہ ردولی اوّل گھروں کو چھوڑ کر پشت مکان سے بھاگ نکلا۔ آپ نے سیّد رکن الدین
اور سیّد جمال الدین کو قدیم جگہ ردولی میں بٹھادیا اور پھر غزنی روانہ ہوگئے اور بادشاہ اسلام کو
اس کی اطلاع دی بادشاہ بہت خوش ہوا۔ ردولی ضلع بارہ بنکی کا ایک قصبہ ہے جہاں شیخ وقت
احمد عبدالحق آرام فرما ہیں۔

جیٹھ میلہ کے موقع پر ہونے والی بارات کی ابتداء ردولی شریف ضلع بارہ بنکی سے ہوئی

داستان چہارم بوجہ دشمنی حسن میمندی رخصت ہونا سالار مسعود غازی ور جب سالار غازی کا سلطان محمود سے واسطے آنے ہندوستان کے وپہونچنا ملتان وفتح کرنا دہلی کا اور دریائے گنگ سے اتر کرسترکھ بارہ بنکی میں قیام کرنا اور اطراف سے فوج تیار کرنا

جس وقت دونوں شہزادے فتح ردولی کے بعد غزنی پہونچے حسن میمندی ... اور اضافہ ہوگیا اور تدبیر زیاں سوچتا رہتا۔ ادھر بادشاہ کو فکر لاحق ہوئی اس کئے کہ بادشاہ اس کے طرز عمل سے بخوبی واقف ہوگیا تھا مگر بادشاہ ٹال رہا تھا اس وجہ سے کہ وہ پرانا وزیر تھا اور سلطنت کے کاروبار سے بخوبی واقف تھا۔ بہرنوع اس کی دل جوئی بہت کی مگر اکثر کفاران سرحد سے قول واقرار کرا کے اس نے اپنا اطمینان کرلیا تھا اور بادشاہ کی طرف سے رنجیدہ ہونے کی وجہ سے ہر طرف بنیاد شر پیدا کرتا رہا۔ لیکن کسی طرح اس وزیر کی تسلی نہ ہوئی جس وقت بادشاہ اس کو دیکھتا مثل بل کھائے ہوئے سانپ کے متحیر پاتا اور یہ معلوم کرتا کہ سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی کے دیکھنے کی تاب نہیں لاتا ہے اور سالار مسعود وسالار رجب ہٹیلہ غازی بھی اسکی صحبت سے متنفر تھے۔ ایک روز بادشاہ نے سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ غازی کو تنہائی میں بلایا اور نہایت شفقت سے فرمایا کہ حسن میمندی بدنہاد ہے انتہائی شرمندگی اٹھانے سے میرے اور تمھارے ساتھ دشمنی کئے ہوئے ہے دوسروں کے ذریعہ سے فساد پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس سے میں خوب واقف ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ رفتہ رفتہ تھوڑے زمانے میں اس کو خدمت وزارت سے معزول کردوں۔ اور میر حسنک میکائیل کو اس عہدہ پر مقرر کروں۔ اس وقت تم کاہلیر کی طرف جاؤ شکار کھیلو اور والدین سے ملاقات کرو۔ تھوڑے دنوں کے بعد ہم تم لوگوں کو بلالیں گے۔ میرے خیالات تمہارے

بارے میں پہلے ہی کے ایسے ہیں سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی روشن ضمیر تھے بادشاہ کی طبعیت کا حال معلوم کرلیا۔ رجب سالار ہٹیلہ نے عرض کی کہ والدین کے پاس مجھ کو کیا کام ہے۔ اگر حکم ہوتو ہندوستان کی طرف جاؤں اور توحید کا ڈنکا بجاؤں اور اسلام کی آواز بلند کروں تا کہ وہاں خطبہ خداوند عالم کے نام کا پڑھا جاوے۔

بادشاہ کو یہ رائے اچھی لگی مگر بادشاہ نے کہا کہ اس مرتبہ تم لوگوں کا جانا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا یا اس مرتبہ فرزندوں کی جدائی شاق ہے تھوڑے دنوں کے لئے اپنے ماں باپ کے پاس چلے جاؤ، میں جلد بلوالوں گا۔ الغرض دوسرے دن سالار مسعود غازی اپنے مخصوص لشکر کے ساتھ مسلح ہوکر سلطان محمود کے پاس آئے، بعد ادائے آداب سلام شاہانہ رخصت مانگی۔ بادشاہ نہایت حیران ہوا اور بہت محبت ظاہر کیا اور کہا کہ یہ غیرت حیدری ہے جو سالار مسعود کے دماغ میں ایسی اثر کررہی ہے کہ میرے اس طرح محبت کرنے کے باوجود اپنے دل میں جگہ نہ دی اور رخصت کے طلب گار ہوگئے۔ بادشاہ کا اتنا اصرار دیکھنے پر عرض کیا کہ چند روز سیر کر کے پھر خدمت میں پہونچوں گا۔

غرض بادشاہ نے ہر قسم کے خلعت خاص و پانچ گھوڑے عراقی ودو زنجیر مست ہاتھی مرحمت فرما کر رخصت کیا۔ ولیکن جدائی بہت رنجیدگی کا باعث ہوئی۔ پس خط بدستخط خاص بنام سالار ساہو پہلوان لشکر تحریر فرمایا کہ فرزند سالار مسعود کو تمہاری تسلی کے لئے اس جگہ بھیجتا ہوں ان کی دلجوئی بہت کرنا اور اپنے سامنے نگاہ برنگاہ رکھنا چند روز میں بلوالوں گا۔ المختصر سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی مثل شیر وشکر بادشاہ کے سامنے سے نکل کر سوار ہوئے اور اس وقت شہر کے باہر قیام کیا اور شہر میں یہ مشہور ہوگیا کہ سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ غازی واسطے امداد دین محمدی وبت سومنات کافروں کے نہ دینے کے حسن میمندی نے ان کے اوپر اس قدر غصہ کیا کہ وہ ایک روز یہاں رہنا نہیں چاہتے ہیں اور اپنے جدّ امجد کی سنّت پر عمل پیرا ہوکر دین محمدی کی اشاعت کے لئے گھر بار چھوڑ رہے ہیں۔ اس خبر کوچ کو پاکر اکثر خلائق شہر اور قرب و جوار کی سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ غازی سے ملنے کے لئے جانے وآنے لگی۔ دوسرے دن رجب سالار ہٹیلہ غازی جو سالار مسعود غازی کے بھانجے تھے ساتھ تین گروہ ہزار سوار نیزہ دار

چمکتے ہوئے دوعصا بردار و دس جوڑ نقارہ و سات شہنائی تمام انتظام مراتب کے ساتھ دربار سلطان محمود میں آئے۔ اور رخصت چاہی بادشاہ نے خلعت خاص و دو گھوڑے عراقی ایک زنجیر مست ہاتھی و تلوار و اپنا پٹکا عنایت فرما کر رخصت فرمایا۔ اس وقت رجب سالار ہٹیلہ غازی نے بادشاہ سے کہا کہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے یہ اپنی گھوڑی (اسپ مادیہ نیلی) بھی مرحمت فرمائیے سلطان محمود نے گھوڑی بھی دیدی رجب سالار ہٹیلہ غازی نے اس گھوڑی کو لاکر سالار مسعود غازی کو دیدیا سالار مسعود غازی بہت خوش ہوئے۔ بادشاہ نے اسی وقت بدستخط خاص سالار زنگی پہلوان کو صادر فرمایا کہ فرزند رجب سالار ہٹیلہ کو اس جگہ تمہاری تسلی کے لئے بھیجتا ہوں اس کی دلجوئی بہت کرنا اور اپنے سامنے رکھنا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میں بلوالوں گا۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی بادشاہ کے سامنے سے نکل کر سوار ہوئے اور شہر کے باہر سیّد سالار مسعود غازی کے ساتھ قیام کیا پس کیا تھا تمام انسان آپ کا جمال جہاں آرا دیکھتے تھے، محبت والوں سے صبر ممکن ہی نہ تھا بلا لحاظ اجازت بادشاہ سے ملنے کے لئے ہر ایک بے اختیار سالار مسعود غازی رجب سالار ہٹیلہ غازی کی ہمراہی کرتا تھا۔

الغرض سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی برابر کوچ و مقام کرتے ہوئے پورب کی طرف روانہ ہوئے۔ صاحب توریخ محمودی لکھتے ہیں کہ گیارہ گروہ لشکر (۳۳ ہزار) سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ غازی کے لشکر میں تھے۔ جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ حضور ریاست عالی کی رکاب میں چودہ گروہ سواروں کے تھے اور گیارہ گروہ سواران سوائے شاگرد پیشہ ہمراہ سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی گئے۔ و تین گروہ سواران رکاب میں حاضر ہیں اور جمال حسن یوسفی سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ غازی کے دیکھنے کے لئے لوگ اس طرح مانند بجلی کے گئے ہیں کہ جیسے کبھی کسی کو کوئی فکر و خیال اپنا اور اپنے بال بچوں یا عزیزوں کا تھا ہی نہیں، اس موقعہ پر کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ قطعہ

آمد ز طلب دوست کہ مردانہ شدم — اوّل قدم از وجود بیگانہ شدم

او علم نمی شنید لب بر بستم — او عقل نمی خرید دیوانہ شدم

القصہ دونوں حضرات جب سالار ساہو و سالار زنگی پہلوان و ستر معلیٰ اور نور بی بی کے پاس پہونچے تو یہ سب لوگ از خود رفتہ و بے قرار کا ہلیر سے برآمد ہو کر لشکر گاہ

سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ میں آئے۔ والدین و ہمشیرہ اپنے صاحبزادگان سے مل کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ رجب سالار رہٹیلہ و سالار مسعود غازی یہاں رہو، آپ نے اس کو منظور نہ کیا جب دیکھا کہ صاحبزادگان یہاں نہیں رہتے تو کہنے لگے کہ اگرچہ میں رہتا ہوں لیکن تم لوگوں کی محبت سے تمہارے ہمراہ رہوں گا۔ سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ نے کہا کہ اگر میرے ساتھ آپ ہوتے ہیں تو بادشاہ کو حسن میمندی وزیر کا یہ کہنا کہ یہ لوگ باغی ہو گئے ہیں یقین ہو جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں بادشاہ سے عرض کروں گا جواب دیا کہ میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک سال کے بعد میں سیر کر کے آتا ہوں، مجبوراً قبول و منظور کرنا پڑا سالار ساہو پہلوان و سالار زنگی پہلوان نے تین سرداروں کو منتخب کر کے سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی کے ساتھ کئے۔ ایک ملک حسن عرب تین ہزار سواروں کے ساتھ۔ دوئم امیر اشرف لاہوری بیس ہزار سواروں کے ساتھ۔ تیسرے ملک نصرت حرب معہ پندرہ ہزار سوار اور ساتھ ہی سر گروہ ایک ملک سنجر گیارہ ہزار سوار۔ دوسرے ملک ایاز معہ سات ہزار سوار۔ تیسرے ملک جانباز معہ ایک ہزار سوار چوتھے ملک قیصر معہ چار ہزار سوار۔ پانچویں شذیق معہ پانچ ہزار سوار۔ چھٹے ملک بیرم معہ ایک ہزار سوار ساتویں میاں دولت کے ساتھ چار ہزار سوار و مزید ایک ہزار سوار سو سوار تھے۔ یہ سب ایسے خاص بہادر تھے کہ جہاں ایک اٹھے وہاں ہزار پانچ سو تلوار ایک بارگی اٹھ جائیں۔ اپنے لشکر سے علیحدہ کر کے ایک سال کی تنخواہ ماہواری دیدی اور اپنے لڑکے کے ساتھ مل کر رونے لگے۔ دل مثل خون روتا۔ اور تمنا و امید منقطع تھی کہنے لگے کہ خداوند کریم نے اٹھائیس سال بعد میری لڑکی کو فرزند دیا بعض لوگ اسکو بھی نہ دیکھ سکے۔ اے فرزند مجھے چھوڑے جاتا ہے سالار ساہو پہلوان نے بہت اضطراب ظاہر کیا اور ستر معلیٰ اپنے فرزند دلبند کے شوق و ذوق و انتہائے محبت سے ایسی مضطرب ہو گئیں کہ ہرگز کسی کو پہچانتی نہ تھیں، جس کسی کو دیکھتی تھیں مسعود مسعود کہتی تھیں شعر

درو دیوار ہم آئینہ شد از کثرت شوق — دیدہ ہر جا کہ نیم روی ترا می بینم

درو دیوار بھی کثرت شوق میں مثل آئینہ کے ہو گئے کہ جدھر ہم دیکھتے ہیں تمہاری ہی صورت دیکھتے ہیں

زیادہ تر رونے سے آنکھوں میں روشنی بھی نہ رہی تھی۔ لڑکے کی محبت میں مثل یعقوب ثانی پریشان پھر رہی تھیں دین و دنیا کی خبر نہ رکھتی تھیں اور ان کو جو کچھ الہام ہوتا تھا اُن میں رہتی تھیں۔

سالار مسعود کو اپنے غلبۂ اشتیاق میں ان حالات کا کچھ احساس نہ ہوتا تھا بلکہ سالار مسعود غازی بظاہر و بہ باطن وراثت نبوی کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ حدیث نبوی ﷺ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس طرح سے علمائے حقیقی کی شان میں وارد ہوا ہے کہ ظاہر میں دنیا کا بادشاہ رہے اور باطن میں اپنے کو ہر وقت خدائے مطلق کے سامنے سمجھے اور بظاہر ہزاروں آدمی خدمت گذاری کے لئے کھڑے رہیں اور باطن فرشتے فرمابرداری کے واسطے حاضر رہیں۔ ظاہر میں دنیا والوں سے بات چیت میں مصروف باطن میں دل وکان بطرف الہام جویاں۔ بظاہر احکام شریعت سے آراستہ وبباطن ہمہ وشما سے برخاستہ بظاہر جلال کرنے میں احتیاط اور بباطن امن وصلح کی دنیا میں باجمال وجلال ہم راز خداوند عالم، جملہ صفات سے متصف ہو کر ظاہر و باطن یکساں تھے، ہو کر ایسے جوان شائستہ اطوار ومحرم اسرار کو محبوب بارگاہ کیوں نہیں کہ سکتے ہیں۔ شعر

رفتہ ز مسعود یکے جملہ صفات بشر

چونکہ ہماں ذات بود باز ہماں ذات شد

سالار مسعود غازی کی ہندوستان میں آمد اور غیب سے خزانہ حاصل فرمانا

القصہ سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی برابر کوچ کرتے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور چند مصاحب وامراء شکار کھیلنے کے لئے ساتھ گئے باز کو ایک جانور پر چھوڑ دیا ۔باز خلاف عادت ایک درخت پر جا کر بیٹھ گیا، سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ اس درخت کی طرف چلے اور درخت کے نیچے پہونچے دونوں امیر بھی پیچھے سے آئے آپ نے شکار کھیلنے والے امراء سے فرمایا کہ تم باز کو ہاتھ پر بلاؤ میں ایک ساعت کے لئے خدا کی یاد میں مصروف ہو جاؤں ،بعد مصروفیت آنکھ کھلی داہنے بائیں دیکھا اٹھے کہ اس وقت رجب سالار ہٹیلہ غازی جو ہر زبان کے جاننے والے تھے یہ خواب دیکھا کہ جیسے زیر درخت خزانہ دفن کیا ہوا ہے اور رجب سالار ہٹیلہ غازی کہنے لگے کہ یہ خداوند کریم کی طرف سے اشارہ ہے انشاء اللہ کامرانی دستگیر ہوگی۔

فوراً حکم ہوا کہ بیل داروں کو حاضر کرو، اس درخت کو کاٹ کر جڑ کھوڈ ڈالیں اور بہت زیادہ کھودیں، جب زمین بہت گہری مانند کنویں کے کھودی خزانہ دفن شدہ بیحد و بے قیاس نکلا، حکم ہوا کہ اس خزانہ کو باہر لاؤ۔ الغرض خزانہ نکالتے گئے اور ڈھیر لگاتے گئے سبحان اللہ جس شخص کو جب اس طرح کا تصرف ظاہر و باطن دیا گیا ہو اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ سلطان محمود کی بادشاہت پر نظر کرے یا اس کو اپنی خاطر میں لاوے۔ اس کرامت سالار مسعود و رجب سالار رہٹیلہ سے تمام لشکر کی روزی ایک دوسرے عالم سے پیدا ہوئی۔ راحت و سرور میں سارا ماحول ڈوب گیا۔ شعر

چہ غم دیوار اُمت را کہ باشد چوں تو پشتیباں

چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

الغرض چند روز وہاں قیام فرمایا، اس وقت رجب سالار رہٹیلہ غازی نے فرمایا کہ اس قدرتی خزانہ سے تین ماہ کی تنخواہ ملازمین قدیم کو دیں و چھ ماہ کی تنخواہ دوسروں کو اور تمام لشکر کو دیں۔ سالار مسعود و رجب سالار رہٹیلہ غازی نے منشی کو فرمایا کہ پروانہ ہر طرف کو لکھئے کہ جو بیکار بیٹھا ہووے وہ نوکری کے واسطے آوے جیسے ہی خط ہر طرف پہونچے ایک لاکھ اسی ہزار سوار جدید نوکر ہوئے۔ رجب سالار رہٹیلہ غازی نے سالار مسعود غازی سے فرمایا کہ ملازمان جدید کو چار ماہ کی تنخواہ دیدی جاوے۔ اور تمام آدمی قدیم و جدید کو جو کچھ ہوا ادا کیا جاوے لیکن خزانہ میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی خزانہ مذکور ہمراہ لے کر کوچ کیا۔ رجب سالار رہٹیلہ غازی نے ملک نیک بخت (سالار مسعود غازی) سے فرمایا کہ اس روپے سے باورچی خانہ کی کسی چیز میں خرچ نہ کیا جاوے۔ سالار مسعود و رجب سالار رہٹیلہ کی عادت تھی کہ کچھ خواہش جو شخص بھی کرتا اس کو انعام دیتے خواہ خلعت خواہ روپیہ، خداوند کریم نے خلق محمدی ان کو نصیب کیا تھا۔ اور سواری میں بھی یہی مشغلہ رکھتے تھے۔ جس شخص نے جو کچھ استدعا کی اور کبھی خود احوال پرسی فرما کر اور کبھی کسی کو بغیر طلب اسکی چاہت کے مطابق بقدر استعداد عطا فرمایا۔ ہر شخص کے ساتھ مقصود محض یہ تھا کہ اس کو کوئی نہ کوئی چیز عطا ہو تمام لشکر ملازمین و دیگر رفقاء و نیز خلق خدا غرضیکہ جو شخص آپ سے ملتا ظاہر و باطن سے فیضیاب ہوتا تمام آدمی پہرہ دینے والے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ بعضے کامل فقراء اور عامل علماء کے جو محض آپ کی محبت کے باعث لشکر میں رہتے تھے ان کو بھی روزانہ کھانے کے

وقت بلاتے تھے اور اپنے قریب بیٹھاتے تھے۔ اور کھانے کے بعد علمی مسائل و وحدانیت خداوند کریم کے تذکرے ان سے کرتے تھے اور بعد ادائے نماز عشاء تنہا بڑے خیمے میں آتے تھے اس وقت جملہ آدمی باہر ہو جاتے تھے مگر چند خدمت گاران خاص مثل میاں ابراہیم کہ قبر انکی قصبہ کنتور ضلع بارہ بنکی میں ہے بالخصوص حاضر خدمت رہ کر ادب خدمت بجالاتے۔

جیسے کہ خیمے میں وضو کا پانی موجود رکھنا کسی کی مجال نہ تھی کہ خیمے کے آگے پیچھے جاتا تمام رات خیمہ تنہائی میں سالار مسعود اور رجب سالار ہٹیلہ غازی یاد خدا میں مصروف رہتے تھے۔ اگر اتفاقیہ کوئی شخص مصاحبان سے اس وقت میں آجاتا تو آپ اس کو بوجہ مصروفیت خاص یاد خدا کے نہیں پہچانتے۔ بلکہ اس کو سبحان اللہ بہت مہربانی سے اسی خلوت میں بٹھاتے بمصداق ایں شعر

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم

گہے بر پست پائے خود نہ بینم

رجب سالار ہٹیلہ غازی و سیّد سالار مسعود غازی صرف خدا کے واسطے جہاد اکبر بھی اور جہاد اصغر بھی مثل قدم بہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ نے سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ غازی کو استعداد دی تھی کہ اکثر عالمان و امیران ان کی خدمت سے مستفید ہوتے تھے لوگ کہتے تھے کہ جو صاحب بارہ لاکھ سوار رکھے وہ لائق خطبہ ہوتے ہیں یعنی اپنے نام کا خطبہ پڑھواتے ہیں۔ آپ کتنے ہی لاکھ سوار رکھتے ہیں کس واسطے تخت سلطنت پر جلوہ افروز نہیں ہوتے ہیں۔ آپ نے کبھی اتفاق نہ فرمایا بلکہ رجب سالار ہٹیلہ و سالار مسعود غازی فرماتے کہ تخت سلطان محمود کو مبارک ہووے میں بادشاہی کرنے کے واسطے نہیں نکلا ہوں۔ میں نے صرف محبت حق تعالیٰ میں دین محمدی کو وسعت دینے کے لئے اس طرف رخ کیا ہے کہ کافروں کو وحدانیت خدا کی طرف دعوت دوں۔ اور خداوند عالم کے عشق میں اپنی جان نثار کروں۔ اور دنیا بھر کی پریشانیوں سے نجات پاؤں مقصد میرا دنیا کی بادشاہی کرنا نہیں ہے بلکہ جو دین و دنیا کا پیدا کرنے والا ہے اس کو پاؤں بادشاہی سے میں نے منہ موڑ دیا شعر

مئے صرف وحدت کسے نوش کرد　　کہ دنیا و عقبےٰ فراموش کرد

جس شخص نے خدا کے وحدانیت کی شراب پی لی وہ دنیا و عقبےٰ کو بھولا۔

سیّدنا سالار مسعود کا ستی پور علاقہ سندھ پر حملہ بعدۂ ملتان اور دہلی کا فتح کرنا اور حسن میمندی کا انتقال ہونا

القصہ سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی باشوکت وحشمت ظاہر وباطن سندھ کے کنارے پہونچے حکم فرمایا کہ کشتیوں کو حاضر لاویں۔ تلاش کر کے کشتیاں حاضر لائی گئیں۔ اور جب رجب سالار ہٹیلہ غازی کو رخصت فرمایا کہ تم تین پلٹن ہزار سواروں کی وامیر حسن عرب وامیر بازید وامیر جعفر کو ہمراہ لے جاؤ۔ یہ تینوں سردار بھی روانہ ہوئے، ایک پلٹن ہزار سواروں کی رجب سالار ہٹیلہ کے پاس رہے۔ وہ ایک تلوار کمر میں باندھ کر مانند ذوالفقار حیدری روانہ ہوئے اور دریائے سندھ اترے اور دس روز دریائے کنارے سندھ کے قیام کیا، بعدۂ ستی پور پر دھاوا کیا۔ رائے ارجن زمیندار ستی پور پہلے ہی گھر چھوڑ جنگل کی طرف بھاگا وہاں پہونچ کر اس کا گھر کھودڈالا پانچ لاکھ روپیہ طلائی نکلا اور اسباب بہت ہاتھ آئے رجب سالار ہٹیلہ نے حکم فرمایا کہ اوّل اس حملہ میں جو کچھ ملا ہے تم لوگوں کو میں نے بخش دیا۔ اب اس جگہ پر ہم ڈیڑھ ماہ رہیں گے۔ یہاں شکار گاہ اچھا ہے۔

چنانچہ دریا کے کنارے قیام فرمایا اور شکار کھیلا اور رجب سالار ہٹیلہ غازی معہ اپنے تمام لشکر سے چاروں طرف دوڑتے وتاراج کرتے تھے۔ اور کفاران کو خدا کی وحدانیت کی طرف بموجب شرع محمدی توجہ دلاتے تھے کہ اگر ایمان لاؤ بہتر ہے ورنہ تم کو تلوار کے نیچے لاتا ہوں میں۔ ایک روز محفل سرور آراستہ ہوئی اور کھانے ہر قسم کے مصارف کثیر کے ساتھ تیار کرا کے بالعموم بطور انعام بخشش تقسیم کئے گئے۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے یارو شکر ہے خدا کا کہ یہ ملک حسن میمندی وزیر کے تحت قلم سے باہر ہے۔ جہاں میں چاہوں آزادانہ رہوں رواہے۔ اور جس طرف چاہوں سیر کروں آرام ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ بندہ کے لئے خدا کی بندگی کرنا بہت ہے۔ اس کے یہ معنیٰ ہوئے کہ بندۂ خدا ہووے اور محتاج مخلوق ہووے۔ یہاں تک کہ محتاجی مخلوق کی بر نہ آوے ہرگز حق کا دیکھنا کس واسطے کہ انکار ولی خیالات سے تعلق رکھتا ہے۔ جس وقت کہ یہ آدمی محتاج کسی دوسرے کا ہووے گروہ آدمیوں کا کس طرح آتا ہے۔

القصہ سالار مسعود ورجب سالار ہٹیلہ اس جگہ سے کوچ کر کے چند روز میں خطۂ ملتان میں

پہونچے۔ ملتان ویران تھا کیونکہ کسی وقت میں سلطان محمود نے دوسرے خطۂ ملتان کو تباہ و برباد کردیا تھا اور پھر وہ آباد نہ ہوا تھا۔ رائے انگپال زمیندار ملتان پہلے خطۂ ملتان آبادشدہ میں تھا اس نے اپنا قاصد سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ کے پاس پہونچایا کہ پرائے ملک میں اس طرح دوڑے ہوئے آتے ہو کیا یہ مناسب ہے؟ شاید کہ کپڑا جسم پر بار ہوجائے سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ نے فرمایا کہ ملک خدا کا ہے بندہ کا نہیں ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا دیوے وہ قابض و متصرف ہوتا ہے، آباو اجداد کے طریقہ پر پھر اسد اللہ الغالب کے وقت سے اس زمانہ تک ہمارا یہی کام ہے کہ کافروں کو خدا کی طرف سچی نیت کرنے اور شریعت محمدی پر عمل کرنے کی میں توجہ دلاؤں گا اگر ایمان لاتا ہے تو بہتر ہے ورنہ تہ تیغ لاتا ہوں میں۔ قاصد کو خلعت دے کر فرمایا کہ تمہارے ہی پیچھے میں خود بھی پہونچتا ہوں تم موجود رہنا اور رجب سالار ہٹیلہ غازی نے ایک عراقی گھوڑا اور اپنی کمر کی تلوار بھی مرحمت کرکے رخصت فرمایا۔ اور خود زرہ پہن کر تین تلواریں رکاب میں رکھ کر اور ایک تلوار کمر میں باندھ کر مثل شمشیر حیدری روانہ ہوئے اور امیر حسن عرب اور امیر بازید و امیر جعفر و امیر ترکان و امیر نقی و امیر فیروز عمرو ملک امجد ساتوں امیروں کو تین لاکھ و چالیس ہزار سواروں کے ہمراہ سپہ سالار بنا کر رائے انگپال کے سر پر مامور فرمایا۔ جب لشکر ظفر اثر قریب اول خطۂ ملتان پہونچا، رائے انگپال اپنی فوج کے ساتھ خود مسلح ہوکر حاضر ہوا، یعنی پانچ لاکھ و پچاس ہزار سوار شہر سے نکلے اور لڑائی میں مصروف ہوئے۔ ایک ہفتہ تک جنگ عظیم ہوئی اکثر ترکانی بہادر شہید ہوئے اور کفاران بیحد و بے قیاس قتل ہوئے۔ رائے انگپال مجبور ہوکر بھاگ گیا۔ رجب سالار ہٹیلہ پہلوان معہ لشکر شہر میں گھس آئے تمام شہر کو بربادو غارت کیا، مال اسباب بہت ہاتھ آیا اور بخدمت سالار مسعود غازی آئے کہا فتح کیا خدا کی مدد سے سالار مسعود غازی نے، رجب سالار ہٹیلہ غازی کو اپنے دو نیزے چمکتے ہوئے و دو جوڑے نقارے اور دو گھوڑے مرحمت کئے اور ساتوں امیران سپہ سالار کو خلعت و گھوڑے مرحمت فرمائے۔ پھر برسات کے بعد لشکر اجودھن [1] کی طرف کھینچا اس زمانہ میں نواح اجودھن بہت آباد تھا۔ بلا کھٹکے وہاں گئے سالار مسعود و سالار رجب ہٹیلہ غازی کو آب و ہوا اجودھن کی بہت پسند آئی۔ کچھ مدت تک قیام فرمایا یہاں تک کہ دوسری برسات بھی آپہونچی اور وہیں رہے بعد برسات دہلی کی طرف متوجہ ہوئے اس زمانہ میں شہر دہلی

[1] اجودھن نواح ملتان کی آبادی کا نام ہے۔ یہی بابا فرید الدین کا مقام ولادت باسعادت ہے (گنج شکر)

رائے مہپال کے تصرف میں تھا، وہ بے قیاس فوج رکھتا تھا اور نہایت مدبر اور ہوشیار تھا، لڑائی والے ہاتھی بھی بہت رکھتا تھا۔

دہلی پر حملہ اور رائے مہپال کو شکست دے کر دہلی پر اسلامی جھنڈا نصب فرمانا

اس سے قبل سلطان محمود و سالار ساہو و سالار زنگی پہلوانان لشکر لئے ہندوستان میں آئے اور شہر لاہور کو فتح کیا اور دار السلام بنایا۔ لیکن دہلی کا قصد نہ کر سکے چھوڑ کر واپس گئے۔ القصہ سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ غازی متواتر کوچ کرتے ہوئے قریب دہلی پہونچے، رائے مہپال اپنے لشکر کے ساتھ پہلے سے خود آیا اور مقابلہ کیا، درمیان ہر دو لشکر چند گروہ کا فاصلہ تھا رجب سالار ہٹیلہ غازی نے بھی فوج کو آراستہ کیا دونوں طرف سے بہادران آئے، صبح سے شام تک جنگ کرتے رہے، ایک ماہ اور کئی دن اسی طرح گذارا۔ سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ بہت متحیر ہوئے اور خدا سے مدد چاہی، ناگاہ خبر پہونچی کہ سلطان السلاطین محی بختیار[1] اور دوسرے سالار سیف الدین تیسرے امیر نصر اللہ چوتھے امیر سیّد عزیز الدین پانچویں غیاث الدین، یہ پانچو سرداران ایک ساتھ آرہے ہیں اور انکی فوج کھڑی ہے کوئی ایک شخص ان کو خبر دے وہ بھی آجاویں۔ جب یہ حال سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ کو معلوم ہوا حکم ہوا کہ تم سب اسی طرح جاتے رہو اور وقت نماز سے پہلے امیروں میں سے ایک ایک کر کے ہمارے پاس آوے، جب یہ اشارہ ہوا اسی جگہ قیام کیا پھر سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ غازی اپنے خیمے میں آئے، وقت نماز سے پہلے سلطان السلاطین محی بختیار ساتھ ایک پلٹن ہزار آدمیوں کی و سات سوار نیزہ دار معہ عصا بردار و نقارہ و شہنائی کے اس طرف آئے پھر کچھ دیر میں امیر سیّد نصر اللہ ساتھ بیس ہزار سوار نیزہ دار و نقارہ وغیرہ اسی طریق سے اور اس کے بعد امیر عزیز الدین ساتھ ایک پلٹن ہزار سواروں کے معہ نشان و نقارہ پھر تھوڑی دیر بعد امیر سیّد غیاث الدین ساتھ بیس ہزار سوار نیزہ دار و نقارہ کے اس طرف آئے، تین روز قیام کیا، چوتھے روز وہ لوگ اپنے پرانے قیام گاہ پر آئے۔ جب سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ غازی اس طرف آئے، خواجہ حسن میمندی کے عزیزوں نے ان سے دشمنی کی

[1] محی بختیار کانور میں شہید ہوئے۔ سیف الدین بہرائچ میں امیر نصر اللہ بھکلہ کی جنگ میں دکولی میں شہید ہوئے۔

برتاؤ کیا۔ مجبوراً سب سے جدا ہوئے اور چلے گئے۔ سلطان محمود بھی ضعیف ہو چکے تھے اور سلطان کو شاہی کاروبار سے زیادہ واقفیت بھی نہ ہو پاتی تھی خواجہ حسن میمندی نے دنیا والوں کو برہم کر دیا لیکن تاریخ روضۃ الصفا میں لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے آخر میں خواجہ حسن میمندی سے نقصان اٹھایا اور سلطان نے وزارت انصاف امیر حسن میکائیل کو دیدی۔ خواجہ حسن میمندی وزیر ہلاک ہوا، لوگوں نے یقین کیا کہ جس شخص نے فرزند علی کو ناحق آزار دیا ہو وہ کیوں نہ ہلاک ہو۔

رجب سالار غازی کا لنکا پہونچنا اور راجہ کو شکست دینا اور قید کر کے بارگاہ مسعودی میں پیش کرنا اور پرہار اور بیر بل کا مسلمان ہونا

دہلی کے فتح کے بعد رجب سالار ہٹیلہ غازی رخصت ہوئے سالار مسعود غازی سے کہا لنکا کی طرف سیر کروں گا، پھر خدمت میں حاضر ہوں گا۔ پھر تین پلٹن ہزار سواروں کے ساتھ نشان و چمکتے ہوئے نیزے و عصا برداروں میں و دس جوڑے نقارے و سات شہنائی و قرنا غرض تمام لوازمات کے ساتھ دربار غازی میں آئے اور ملتمس رخصت ہوئے۔ سالار مسعود غازی نے ایک تلوار اپنی کمر کی مرحمت کی اور رجب سالار ہٹیلہ غازی متواتر کوچ و مقام کرتے ہوئے اور شکار کھیلتے ہوئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور سمندر کے کنارے چند روز وہاں قیام کیا یعنی ڈیڑھ ماہ قیام کیا۔ رجب سالار ہٹیلہ غازی نے حکم فرمایا کہ کشتیوں کو حاضر لاؤ تلاش کر کے کشتیاں لائی گئیں اور ایک بارگی انتظام ہو کر کشتیاں آئیں جس پر تمام لشکر و رجب سالار ہٹیلہ سوار ہو کر اترے اور قلعہ لنکا پر پہونچے۔ رائے نمل پرہار کو خبر ہوئی کہ لشکر رجب سالار غازی اتر آیا، رائے نمل پرہار معہ اپنے بھائی رائے بیر بل کے جملہ ہتھیار آہنی لگا کر اور ہاتھیوں پر سوار ہو کر قریب لشکر رجب سالار ہٹیلہ جا کر جنگ عظیم کی، پس تمام لشکر نمل پرہار طبل و علم کے ساتھ حصار جنگ سے باہر آیا بیر بل برادر پرہار تھا جو سحر و جادو بہت جانتا تھا باہر آیا اور ایک لاکھ سوار زرہ پوش و ایک ہزار علم زرین سے بمقابلہ لشکر رجب سالار غازی کھڑا ہو گیا۔ قد اس کا اکیس گز کا تھا اور ایک ہزار من کھانا کھاتا تھا، اور چالیس من اسلحہ پہنے ہوئے تھا اور سو من کا خود سر پر رکھے تھا اور دس تلواریں کمر

میں باندھے تھا اور ساٹھ من کا گرز ہاتھ میں لئے تھا۔ میدان جنگ کے بیچ کھڑے ہو کر آواز دی کہ کوئی ہے مسلمانوں میں جو آوے اور مجھ سے جنگ کرے، جو کہ طاقتور ہو آوے۔ میرا مثل پر ہار نام ہے کہ میری جنگ سے دیوؤں کے لشکر و شیطان بھاگتے ہیں آدمی بیچارہ کیا چیز ہے کہ جو مجھ سے جنگ کرے اب تم میرے پنجے میں پھنسے ہوا ے رجب سالار تو آپ آ جا ہے کسی دوسرے مرد کو بھیج کہ وہ مجھ سے جنگ کرے۔

رجب سالار نے امیر ملک فیروز کی طرف اشارہ کیا وہ میدان میں جا کر بمقابلہ پر ہار حملہ کرے، چنانچہ انھوں نے حملہ کیا پر ہار نے ملک فیروز کو پکڑ کر بالائے سر خود پھرا کر چالیس قدم کے فاصلے پر اپنے لشکر کی جانب پھینک کر کہا کہ اے ملک فیروز میرے سامنے سے بھاگ اور اگر نہیں تو سر تیرا تن سے جدا کرنا چاہتا ہوں، پھر پر ہار نے کہا کہ اے رجب کوئی شخص ہے کہ مجھ سے جنگ کرے؟ کمزوروں ضعیفوں کو کیا بھیجتا ہے لڑنے والے مردوں کو بھیج تو وہ مجھ سے جنگ کریں ۔رجب سالار ہٹیلہ نے ملک بازید کو اشارہ کیا انھوں نے باہر آ کر بعد ادائے خدمات آداب وجود میدان میں آئے پر ہار پر حملہ کیا اور اس کے اوپر تین تلواریں ماریں مگر ایسا ہوا کہ ایک بال بھی بیکا اس کا نہ ہوا بعدہٗ پر ہار نے حملہ کیا اور ملک بازید کو چند قدم اونچا اپنے سر سے کر کے کہا کہ اے رجب سالار تو خود آتا کہ ہم تم سے لڑیں، جب یہ بات پر ہار کی سنی رجب سالار نے کہا کہ اے یارو جبتک سر اس مغرور کا تن سے جدا نہ کروں یا اسے زندہ نہ پکڑوں مجھے قرار نہیں اللہ تعالیٰ فتح دینے والا ہے۔ اس وقت رجب سالار ہٹیلہ غازی نے تلوار ہاتھ میں لی اور میدان میں مثل پہلوان لشکر آ کر کھڑے ہو گئے، ایک نعرہ مارا، ایسا معلوم ہوا کہ دس لاکھ سوار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر لاکھ سوار تھے اور نو لاکھ مست ہاتھی اس لشکر میں، اس نعرہ کو سن کر ہل گیا ور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور پر ہار کی ہڈیوں سے زور جاتا رہا، اور اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا آ گیا اور رجب سالار ہٹیلہ نے کہا کہ اے نابکار پُر غرور پر ہار تو لڑکوں سے ابتک لڑتا تھا اور مردوں سے نہیں لڑا، پر ہار نے رجب سالار ہٹیلہ کے آگے آ کر کہا کہ اے مرد سبز پوش تیرا کیا نام ہے تو آدمی ہے کہ یا فرشتہ، تیرے مانند آدمی نہیں دیکھا میں نے، میری جنگ سے دیو و شیطان بھاگتے ہیں آدمی بیچارہ کیا چیز ہے؟ تمام لشکر اسلام دعا میں مصروف تھا۔ بقول شاعر

اب زمانہ بر سر بیداد ہے   یا الٰہ العالمین فریاد ہے

ڈوبتا اسلام کا بیڑہ ہے اب | یا الٰہی اب دم امداد ہے
ہے مظالم کی بھی کوئی انتہا | حد سے زیادہ ہوچکی فریاد ہے
دشمن اسلام بن کر کے فلک | ڈھار ہا ظلم و ستم فریاد ہے
کر حفاظت دین اور اسلام کی | ہر گھڑی تجھ سے یہی فریاد ہے
اتحاد اسلام سے رخصت نہ ہو | کیوں کہ باقی یہی استعداد ہے
گلشن اسلام مرجھانے کو ہے | آب رحمت کر عطا فریاد ہے
اب تو کر نظر عنایت یا اللہ | ہو چکا ہونا تھا جو برباد ہے
تیری رحمت سے نہیں مایوس ہوں | جو کہا لا تقنتوا بھی یاد ہے

دیکھ کر اسلام کو خوار و ذلیل
اب مصاحب بھی بہت ناشاد ہے

اور چاروں قل و آیت الکرسی پڑھتے تھے۔ یا الٰہی رجب سالار کو تو فتح دے کہ رجب سالار اسلام کی پشت پناہ ہے، پھر رجب سالار ہٹیلہ نے حملہ کیا اور پرہار کو کمر سے پکڑا اور کہا کہ زمین پر تجھے دے ماروں یا سر تیرا تن سے جدا کر دوں۔ دونوں لشکروں کے آدمی حیران و متعجب ہوئے۔ پرہار فریاد کرنے لگا اور کہا کہ اے پہلوان لشکر برائے خدا مجھ کو مت مار ڈال میں مسلمان ہوتا ہوں۔ رجب سالار ہٹیلہ نے اس کو مثل بڑے پہاڑ کے پکڑا۔ پرہار رجب سالار ہٹیلہ کے آگے مسلمان ہوا، کلمہ پاک لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا۔ صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی پرہار کے فوجی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور کچھ مسلمان ہو کر ہمراہی اختیار کی اس طرح لنکا پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ بعدہٗ سکندر دیوانہ کی طرف اشارہ کیا وہ فقیر تھے اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر قید کیا اور اپنے لشکر گاہ میں لے آئے۔

فتح لنکا کے بعد حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی وہاں سے روانہ ہو کر کوچ و مقام کرتے ہوئے لشکر سالار مسعود میں آئے اور پرہار کو سالار مسعود کے آگے پیش کیا نمل پرہار نے کہا کہ ایک برتن پانی رکھنے والا لائیے، رجب سالار ہٹیلہ نے سالار مسعود سے کہا کہ ایک ظرف پانی والا منگوا دیجئے، چنانچہ سالار مسعود نے ظرف منگوا کر مجلس میں رکھا، نمل پرہار اس ظرف کے اندر چلا گیا اور اس کے اندر چھوٹا قد کر کے کھڑا ہوا بہ سبب جادوگری کے۔ سالار مسعود غازی نے کہا کہ اے پرہار

میں نے نہیں دیکھا پرہار نے پھر غوطہ لگایا اور مثل سابق نظر آیا۔ اس وقت سالار مسعود غازی نے سید برہنہ کو اشارہ کیا کہ اس کو قید کر لو (برہنہ فقیر تھے) یعنی اس ظرف کے منھ کو بند کر دو تب پرہار فریاد کرنے لگا۔ آخر کار وہ ظرف کھولا گیا تو اس کے درمیان وہ کھڑا تھا۔ اس کی جادوگری سے سالار مسعود غازی بہت خوش ہوئے اور تمام مجلس متحیر و متعجب ہوئی۔

حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی کی اس شاندار فتح پر سالار مسعود خوش ہوئے۔ لہٰذا سالار مسعود نے ایک گھوڑا مع خلعت مرحمت فرمایا، رجب سالار غازی نے سالار مسعود غازی سے کہا کہ پرہار کو کچھ کھانا دیا جاوے، چنانچہ ایک روٹی مع کباب ایک سیر پختہ منگوا کر پرہار کے سامنے رکھا گیا پرہار نے کہا کہ یہ تو میرے دانتوں کے خلال بھر کا ہے رجب سالار غازی نے کہا کہ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکت دیں گے، اس نے کھایا مگر کھا نہ سکا، بدستور کھانا موجود پایا گیا۔ پرہار کو لشکر کی کوتوالی پر مقرر کیا۔ اس کے بعد بیربل برادر نمل پرہار نے کہا کہ میں بھی مسلمان ہوتا ہوں، پس کلمہ پاک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھ کر مسلمان ہوا، چونکہ راول کا راجہ بھاگ کر راجگان بہرائچ کی پناہ میں تھا جو کفر کی کان تھے، سالار مسعود کی نظر بہرائچ پر لگی تھی۔ الغرض دسویں روز سالار مسعود نے رجب سالار ہٹیلہ کو بہرائچ آنے کے لئے توجہ دلائی چنانچہ رجب سالار ہٹیلہ غازی ساتھ تین پلٹن ہزار سوار بانیزہ و دس جوڑ نقارے و دو عصا بردار و سات شہنائی مع تمام ضروری سامان کے سالار مسعود غازی کے پاس آئے اور رخصت چاہی۔ سالار مسعود غازی نے ایک خنجر خاص اپنی کمر کا مرحمت فرما کر رخصت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بعد فتح دہلی یکا یک بہرائچ کا سفر کیا جائے گا۔

رجب سالار ہٹیلہ غازی نے اس کو منظور فرمایا اور انتظام جنگ میں مصروف ہوئے ادھر رائے مہپال لشکر اسلام کے آنے سے بہت پریشان ہوا اور چالیس روز ہر چہار طرف فوج تیار کر کے لڑائی میں مصروف ہوا۔ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی و شرف الملک کے واقعات میں ہے کہ گوپال پسر رائے مہپال نے اپنے کو میدان جنگ کی طرف دوڑایا اور گرز سالار مسعود کے سر پر مارا جس سے ناک پر زخم پہونچا اور آپ کے دانت زخمی ہوئے۔ شرف الملک نے تلوار اٹھا کر گوپال کو مارا، چنانچہ اسی وقت وہ دوزخ میں گیا۔

سالار مسعود غازی اپنی ناک کے زخم کو پاک کر کے اور باندھ کر پھر جنگ میں مشغول ہوئے کیا بہادری وجواں مردی سالار مسعود غازی نے کی کہ زخم کو ہرگز خاطر میں نہ لائے اور مغرب کے وقت تک جنگ کرتے رہے اور رات بھر میدان میں کھڑے رہے، کتنے ترکان بہادر نے شربت شہادت نوش فرمایا اور بہت سے کافران قتل ہوئے، وقت صبح پھر جنگی نقارہ بجا کر پہونچ گئے۔ ابو محمد غازی اس لشکر سے میدان جنگ میں آئے۔ ملک عزیز الدین[1] ابھی پہونچے کہ اتفاقیہ نیزہ انکے گلوئے مبارک پر لگا اور شہید ہوگئے۔ میر مذکور کی خبر شہادت سن کر سلطان الشہداء سالار مسعود بیقرار ہوئے اپنے گھوڑے کو دوڑایا، چاروں طرف سپہ سالاران معہ فوج بہادران جانباز مانند پروانہ تھے، کفاران مقابلہ کی تاب نہ لائے اور باگ گئے۔ رائے مہپال ورائے سریپال معہ چند دوسرے آدمیوں کے میدان میں کھڑے رہے کتنے ہی آدمی ان سے کہتے تھے کہ اگر زندگی چاہتے ہو تو ان سے جنگ کرو تو ان کو یہی جواب دیتے تھے کہ میں نے میدان جنگ چھوڑ دیا کہاں جاؤں۔

الغرض ہر دو رایان میدان میں قتل ہوئے، فتح عظیم ہوئی تخت دہلی ہاتھ آیا لیکن سالار مسعود غازی تخت پر نہ بیٹھے، فرمایا کہ یہ جہاد میں تخت نشینی کے لئے نہیں کرتا ہوں میرا خداوند کریم کے ساتھ راز ہے جس کو وہ جانتا ہے، سالار مسعود غازی نے اپنے ہاتھوں حضرت میر سیّد عزیز الدین کو دہلی میں دفن کیا اور روضہ بنوادیا اور چند آدمی برائے خدمت صفائی وچراغ جلانے کے واسطے مقرر کردیے۔

سالار مسعود ور جب سالار کا بعد فتح دہلی امیر بازید و امیر جعفر کو انتظام دہلی وقنوّج وملتان کیلئے متعین فرمانا

امیر بازید و امیر جعفر کو ایک لاکھ پچاس ہزار سوار خاصہ کے ساتھ دہلی میں بٹھادیا اور فرمایا کہ ملتان وقنوج و دہلی ہر سہ مقام کی خبر گیری وانتظام کرتے رہنا اور روپیہ وغلہ بھی لاتے ودیتے رہنا، انھوں نے عرض کی کہ اوّل غلہ لاؤں پھر روپیہ لے لوں گا۔

الغرض روپیہ نقد دو لاکھ حوالہ کیا اور چودھریوں میں ہر شخص کو خلعت مرحمت فرمایا اور ساتھ میں آدمی دیئے کہ غلہ جلد لادیں اور ملک فیروز عمر کو ستر ہزار کے ساتھ رخصت فرمایا کہ جاؤ خوشی اور

[1] ملک عزیز الدین دہلی میں شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔ جو آج غازی آباد کے نام سے موسوم ہے

سرور میں رہو۔ اور جس قدر کہ غلہ آوے بخدمت حضرت رجب سالار بٹیلہ غازی پہونچاتے رہو بعد ازاں محی بختیار کو رجب سالار بٹیلہ غازی کی امداد کیلئے مقرر کیا اور فرمایا کہ تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، ہر دو امیر رونے لگے، محی بختیار کو رخصت کیا۔ عجب کرامت اور عجب رسوخیت خدا کی راہ میں رکھتے تھے کہ محض خدا کی رضا کے واسطے اپنے کو کفر کی کان میں ڈالتے تھے اور کہتے تھے کہ محی بختیار کو جلد مع لشکر بہرائچ سرکشوں کی طرف روانہ کرو۔ اور میں سالار مسعود کے پاس پہونچتا ہوں۔

المختصر محی بختیار کانور تک پہونچے اور وہیں شربت شہادت نوش کیا۔ ان کی قبر پاک ملک کانور میں مشہور ہے۔ بعد ازاں امیر حسن عرب کو مہوبہ[1] کی طرف مقرر کیا۔ امیر سیّد علی کہ جو اب لال پیر کے نام سے مشہور ہے ان کو گوپامؤ واس کے اطراف کے لئے متعین فرمایا جو شخص اس طرف کو جاتا وصیت کرتے اور خود باحشمت وشوکت نواح سترکھ کو اپنا قیام گاہ بنایا چونکہ اس سے قبل بھی اس علاقہ سے گذر ہوا تھا، یہ مقام زیادہ پسند آیا تھا اس لئے علاقہ ترائی میں اسلام کی آبیاری کے لئے اس مقام کو صدر مقام قرار دیا اور اطراف میں فوج متعین فرمایا کچھ دنوں کے بعد سالار ساہو نے بھی سترکھ میں قیام فرمایا اور وہیں وصال فرمایا آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

سالار مسعود کی کٹرہ[2] کا راجہ دیونرائن مانک[3] پور کے راجہ بھوج پتر کے قاصد سے سترکھ بارہ بنکی میں ملاقات و گفتگو

ایک روز راجہ کٹرہ و مانک پور کا قاصد مع دو زین و چند لگام بطور سوغات لیکر سالار مسعود غازی کے پاس پہونچا اور وہاں کے رؤساء کی جانب سے عرض کی کہ یہ ملک قدیم ہمارے باپ دادا کا ہے۔ اس ملک میں کبھی مسلمان نہیں آئے ہیں تواریخ میں لکھا ہے کہ سلطان سکندر رومی اس ملک کے لینے کے ارادہ سے قنوج تک آئے اور وہاں کے رؤسا اور راجگان لڑ بھڑ و صلح وصلاح و مشورہ کر کے وہیں سے واپس ہو گئے، لیکن ادھر دریائے گنگا نہ اتر سکے۔

سلطان محمود تمہارے باپ اجمیر و گجرات و قنوج تک آئے لیکن اس جانب کو معاف ہی رکھا

---

۱ مہوبہ مدینۃ الشہداء ہے جو ضلع باندہ یو۔پی میں واقع ہے۔ جنگ عظیم ہوئی۔ ۲ کٹرہ ضلع الہ آباد میں گنگا کے کنارے آباد ہے۔
۳ مانک پور ضلع پرتاپ گڈھ میں گنگا کے کنارے آباد ہے۔

ور تم بلا خوف وخطر دوسرے کے ملک میں آکر بیٹھ گئے، یہ تمہاری بزرگ زادگی سے بعید ہے۔ مجھ کو تمہارے حال پر رحم آتا ہے کہ تمہارے باپ کے گھر میں ایک فرزند اور ایک لڑکی کے علاوہ تیسری کوئی اولاد نہیں ہے اپنی حالت پر غور کرو، ستر کھ چھوٹا مقام ہے تمہارے رہنے کے قابل نہیں ہے۔ نہیں تو لاکھ سواروں کا لشکر میں رکھتا ہوں اور دیگر رؤساء وراجگان بہرائچ کے نواح کے اور زیادہ رکھتے ہیں، جب ہر طرف آدمی قاصد میں بھیجوں گا تو وہ وقت تم پر مشکل ہو جائے گا، بہتر ہے کہ یہاں سے تم لا بالا راستہ چلے جاؤ، پھر ادھر کا نام نہ لینا۔

سلطان الشہداء سالار مسعود غازی نے جب یہ پرطنز وپرغیظ گفتگو سنی جوش حیدری میں ہو ئے اور زبان مبارک سے فرمایا کہ تو بھیجا ہوا آیا ہے (قاصد) اگر کوئی دوسرا شخص اس طرح بات کہتا اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا میں، جا اور اپنے رؤسا سے کہہ کہ ملک پر وہ قادر ہے جس کو خدا متصرف کر دیوے، میں اس جگہ سیر کے واسطے نہیں آیا ہوں بلکہ خدا کا گھر بناؤں گا اور خداوند کریم کے حکم سے اس ملک سے کفر برطرف کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ آج کے روز سے دین محمدی روز بروز زیادہ ہوگا اور کفر کم ہوگا اور اسلام کا سکہ چمکے گا اگر تم ارادۂ جنگ رکھتے ہو تو دیر نہ کرو زین ولگام سے تیار ہو کر مسلح ہو کر آجاؤ اور پھر فرمایا کہ مردان خدا نے اس دیار میں کفر کی کان سمجھ کر قدم رکھا ہے کہ اس ملک سے تاریکی کو نور اسلام سے روشن کر دیں گے۔ سالار مسعود نے پوچھا کہ اے قاصد تمہارے امیروں کا کیا نام ہے؟ کہا کہ رائے کٹرہ دیونرائن اور مانک پور کے راجہ کا نام بھوج پتر ہے، قاصد کو رخصت فرمایا، قاصد نے اپنے امیروں کے سامنے واقعہ مندرجہ بالا بیان کیا اور کہ کہ وہاں ہرگز کوئی شخص خوف نہیں رکھتا اور یہ لاکھ سوار ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے، کفاران پریشان ہوئے۔ ایک نائی موجود تھا کہا کہ اگر آپ لوگ کہیں تو سالار مسعود کا کام بنا کر میں ابھی آتا ہوں امیروں نے کہا کہ ایک موضع تجھے انعام دوں گا اگر تیرے ہاتھ سے کام بن گیا، دیر مت کر، پچاس ٹکہ روپیہ انعام دیکر رخصت کیا۔

نقد دنیا کی لالچ میں حجام نے ناخونگیر کو زہر میں بجھایا اور ہاتھ میں لے کر روانہ ہوا، سالار مسعود غازی شکار کو گئے تھے، نماز مغرب سے پہلے بمقام ستر کھ اپنے خیمے میں واپس تشریف لائے ہی تھے کہ کفاروں کا نائی ناخون تراش لئے نظر مبارک سے گذرا۔ اس نے خدمت (ناخن تراشی) کا ارادہ ظاہر کیا۔ سالار مسعود غازی نے ناخن گیر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور انگشت مبارک کے ناخن پر رکھا چونکہ

ناخونگیر بہت تیز تھی ناخن میں فوراً زخم ہوگیا اور زہر اثر کر گیا۔ انگلی پکڑلی اور تمام جسم میں زہر سرایت کر گیا۔ چہرہ سیّدنا سالار مسعود غازی مانند پہلی رات کے چاند کے سفید ہوگیا۔ اور جسم مبارک میں اس کی حرارت وگرمی بہت زیادہ پیدا ہوئی، خود زمین پر گر پڑے۔ جس قدر کہ لوگ موجود تھے سب کو یقین ہوگیا کہ ناخن گیر زہر آلود تھی اسی وقت زہر مہرہ لاکر پانی میں گھس کر دیا گیا اور زہر مہرہ تھوڑا سا منہ میں ڈلوادیا، بعدۂ ایک طبیب نے آکر دوا کی کہ ساٹھی کے چاول پکا کر زخم پر باندھ دیں۔

شافی الامراض حق سبحانہٗ وتعالیٰ اس مصیبت کو راحت سے بدل دیا جملہ سپہ سالاران وترکان وبہادران وارکان دولت وغیرہ جتنے آدمی تھے سب اپنے گرداگرد آں محبوب ربّ العالمین نثار ہونے لگے، خداوند کریم نے نئے سرے سے زندگی عطا فرمائی خوشی کے باجے بجنے لگے اور بہت صدقات دئے گئے، اسی وقت ایک ساعت کے بعد بے ہوشی سے ہوش آیا، یاد آیا کہ رجب سالار بٹیلہ کس طرف ہیں، آنکھوں میں آنسو بھر لائے، ارکان دولت کہنے لگے کہ بہرائچ کی طرف کافروں کو تخت وتاراج کرتے اور شکار کھیلتے ہیں۔ چونکہ ملک نوگیر یعنی نیا فتح کیا ہوا تھا، **سالار مسعود** نے اسی وقت نہا کر عمدہ کپڑے پہنے اور مثل چودھویں رات کے چاند کے دیوان خانے میں جلوس فرمایا کہ جس میں اشخاص کوتاہ اندیشاں کے دلوں میں کوئی اور خیال نہ آوے اس وقت میں عمر مبارک آپ کی صرف اٹھارہ سال کی تھی۔

سُبحَانَ اللّٰہ پروردگار عالم نے سالار مسعود غازی کو ان کی ذات مبارک میں جملہ کمالات ظاہری وباطنی بھر کر روشن کر دیا تھا، آپ بے مثل تھے زمانہ میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے۔ میں تعجب کرتا ہوں ان آدمیوں کی آنکھ وسیاہ قلبی وبدبختی پر کہ جو جمال جہاں آرا اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور پھر انکی ولایت پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو آنحضور کی خدمت سے دور رکھتے ہیں، مجھ ناچیز نے ایک مرتبہ سالار مسعود غازی ورجب سالار بٹیلہ غازی کو ابتدائے آغاز حال میں اس طرح دیکھتا تھا۔ اس وقت دنیا کے انتظام وضروریات کی طرف سے دل ٹھنڈا ہو چکا تھا، تین چار سال تک اپنی خبر نہ رکھی ۔ بعد از صفائی تمام جب حضوری دوام حاصل ہوگئی تب اپنی تسلی وآلام کی طرف منہ موڑ دیا۔ بالآخر میں اپنی تحقیق سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ اور جملہ داستان حقیقی اس بات پر متفق ہیں کہ ظاہر وباطن میں کوئی چیز محبت یا عشق سے بہتر موجود نہیں ہے، چنانچہ ایک بزرگ کہتے ہیں۔

رباعی:

زیں نکتہ خبر از دل بے ذوق چہ جویند — در عالم معنی کجا بند بگویند
مایۂ عمر است ہمیں عشق دریں دہر — کز عشق ندارند چہ دارند بگویند

سالار مسعود مجلس میں جہاں سب جمع تھے تشریف لائے، منشی کو حکم فرمایا کہ ہر چہار طرف کے امراء کو نامہ لکھو کہ کافروں نے ایسی حرکت کی تھی مگر خداوند کریم نے اپنا فضل وکرم کیا اس لئے لکھواتا ہوں کہ شاید کوئی شخص کسی طرف کچھ اور مشہور نہ کردیوے جس سے ان لوگوں کو پریشانی و تکلیف ہووے اور ایک خط حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی بہرائچ کی طرف روانہ کیا جاوے۔ اس وقت عمر رجب سالار ہٹیلہ غازی چالیس سال کی تھی۔ منشی نے اسی وقت نامے لکھ کر خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس پر اپنے دستخط ثبت فرما کر قاصدوں کو دیدیا اور جا بجا پروانہ جات بھیجے۔

سیّد سالار مسعود کا جب قاصد حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی کے پاس پہونچا بہت خوش ہوئے قاصد کو قریب میں بٹھایا اور وہاں کا مفصل حال پوچھا۔ جب وہ واقعہ حجام والی حرکت کا کہنے لگا، جسم مبارک لرزنے لگا اور بے ہوش ہو گئے، بعد ایک ساعت جب ہوش آیا اس نامہ کو پڑھا اور دستخط خاص سالار مسعود غازی جو اسپر موجود تھے دیکھا آنکھوں سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں سے حفاظت فرمائی اور وہ اپنے مکر میں کامیاب نہ ہوئے۔

سبحان اللہ انکی جوانی و بزرگی پر خداوند کریم نے اپنا بہت بڑا فضل وکرم فرمایا اور بڑی خیریت ہوئی۔ دوسرا خط بخدمت دل ونعمت پدر بزرگوار کابلیر کی طرف بھیجنا چاہا تھا، اسی وقت وہ بھی لکھ کر خدمت میں لایا گیا۔ تیسرا خط بنام سالار زنگی بھی لکھ کر نظر فیض اثر سے گذرا دونوں خطوں پر آپ نے اپنے دستخط مزین فرما کر قاصدون کے ہاتھ میں دیدئے اور جا بجا قاصد مقرر کردئے۔ جب قاصد ان سالار ساہو و سالار زنگی کے پاس پہونچے وہ بہت خوش ہوئے قاصدوں کو بغل میں لے لیا تمام حال پوچھا جب واقعہ حرکت حجام کہا جسم مبارک لرزنے لگا، بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا دیوانہ کے مانند گھر کے اندر ستر معلےٰ کے پاس گئے وہ بھی مثل مجنوں رہتی تھیں اور جب کوئی شخص نام مسعود لیتا تھا ہوش میں آتی تھیں، سالار ساہو نے دستخط خاص سالار مسعود پھر دیکھا، مہر مزین شدہ جتنی مرتبہ دیکھتے تھے آنکھوں میں لگاتے تھے ستر معلےٰ نے سالار ساہو سے اشارہ کیا کہ پڑھو، جب تمام حالات

پڑھ کر حرکت حجام کے حال پر پہونچے ستر معلّےٰ نے کہا کہ افسوس میرے مسعود پر زہر نے اثر کیا اور میں زندہ ہوں یہ کلمہ کہہ کر بیہوش ہوگئیں اور جدائی کا تیر جگر میں کام کر گیا، اسی وقت مریض ہوگئیں۔ ہر چند حکیموں نے دوا کی مگر کوئی کارگر نہ ہوئی یقین کرنا چاہئے کہ عشق کے مریض کو بغیر معشوق کے دیکھے ہوئے کوئی اور دوسرا علاج اس کا نہیں ہوتا وہ علاج ممکن نہ ہوا کہ جو صحت ہو جاتی، غم پسر میں دل چکنا چور ہو گیا۔ بارہویں روز اسی جدائی کے مرض میں ستر معلّےٰ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی میں رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جنت میں گئیں عفیفۂ دہر　　　حوران جناں ہوئیں قدم بوس

ہجری تاریخ از ہاتف غیب　　　بولا افسوس آہ افسوس

۴۲۰ھ

تاریخ وصال والدہ محترمہ---------- حضرت ستر معلّٰی

حضرت ستر معلّےٰ کے وصال پر ملال پر سالار ساہو نے بڑا غم کیا سخت ماتم کیا، سالار ساہو و سالار زنگی نے جنازہ مبارکہ کچھ اعزہ اور ایک پلٹن ہزار سواروں کی ہمراہ غزنی بھیج دیا سالار ساہو نے کہا کہ میں اسی لئے بہ ہمراہ سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ نہ گیا تھا۔ اب اس ملک میں میرا کام کیا۔ اسی مضمون کا عریضہ سلطان محمود کو لکھ کر بھیج دیا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ ہند کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بیٹے سے ملاقات کا شوق دامن گیر ہوا۔

ادھر جس وقت حضرت سید سالار مسعود غازی نے ستر کھ میں خبر وفات ستر معلّےٰ یعنی والدہ محترمہ کی سنی، سن کر دل گھبرانے لگا، کلیجہ منھ کو آنے لگا۔ خون دل نے جوش کیا محبت مادری نے بیہوش کیا غش پر غش آتے تھے، پچھاڑیں کھاتے تھے خواب و خرام حرام تھا، گریہ وزاری سے کام تھا، ہردم ستر معلّےٰ کا نام ورد زبان تھا، لب پر نالہ و فغاں تھا۔ جب بیتابی سے گھبراتے تھے یہ فرماتے تھے۔ مخدومہ عالم نے ہماری بیماری سن سن کر جان دی۔ مجھے خبر بھی نہ کی اب ہردم میرے ناز کون اٹھائے گا، دست شفقت سینے پر کون پھرائے گا، مجھ کو اس چرخ نیلی نے روز سیاہ دکھایا غربت میں امیر بنایا، اب دنیا سے دل غیر ہے، موت میں کیا دیر ہے ایسے کلام دردانگیز فرماتے تھے کہ سننے والوں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے

مگر عزم راسخ رکھنے والا غازی دلی صدمات کو خدا کے دین کے احیاء کے لئے ہر آن برداشت کرتا ہوا اپنے قدم آگے بڑھاتا رہا، ناز و نعم میں پلنے والا سالار مسعود اپنی سعادت مندی کی ڈگر پر گامزن رہا طوفانی تھپیڑے اس کی کشتی کو نہ موڑ سکے وہ ہر موڑ پر دین محمدی کا سپہ سالار اعظم نظر آتا رہا کسی نے خوب کہا ہے:

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

داستان پنجم پہونچنا سالار ساہو کا ستر کھ میں سالار زنگی کا متوجہ ہونا طرف اکبر آباد کے و سالار ساہو کا ستر کھ میں و سالار زنگی کا بدار الخلافت اکبر آباد میں انتقال فرمانا و سالار مسعود و رجب سالار کا بہرائچ کی جنگ عظیم میں شہادت پانا

القصہ جب سالار ساہو قریب ستر کھ پہونچے سالار مسعود استقبال کر کے ان کو اپنے گھر لائے اور تین روز تک خوشی میں مصروف رہ کر شادیانے بجوائے گویا شبانہ روز مجلس عیش و سرور رہی۔ پہلوان لشکر موصوف کی تشریف آوری سے تمام سرحدوں کے آدمیوں کو تقویت بہت زیادہ ہوگئی۔ سالار زنگی نے جنازہ ستر معلّےٰ کو غزنی میں دفن کیا اور خود لشکر کے ساتھ ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے۔ پانچ مہینے کے بعد سالار زنگی ستر کھ میں پہونچے، سالار ساہو کی نظر سالار زنگی پر پڑی ستر معلّی یاد آئیں بہت روئے اور لشکر اسلام کے پہونچنے سے کفاران ہر طرف رنجیدہ و پریشان ہوئے تھوڑے دنوں کے بعد ملک فیروز عمر نے کافروں کے جاسوس کو پکڑ کر اس کو حضرت رجب سالار بٹیلہ کے پاس لائے اور اس کو بہ انتظام تمام قید کر کے کچھ آدمی ہمراہ کر معہ خطوط ستر کھ میں بھیجا، جب وہاں پہونچا خدمت گاران سالار مسعود نے اس کو پہچانا دو جنیو پہننے والے تھے قبل اس کے کہ دونوں جاسوس پر سحر و جادوگراں کو راجگان کڑہ مانک پور کی طرف بھیجے جاویں۔ سالار ساہو نے فرمایا کہ تینوں آدمیوں کو مار ڈالا جائے، سالار مسعود نے کہا کہ یہاں مار ڈالنے سے کیا فائدہ؟ چھوڑ دیجئے۔ سالار ساہو نے کہا کہ دوزنار دار کو

فرزند کی خاطر سے چھوڑ دو لیکن حجام کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اسی ساعت دو ٹکڑے کر دیا اور خطوط جو راجگان کٹرہ مانک پور نے راجگان بہرائچ کے واسطے لکھا تھا اس کو لیکر پڑھا اس میں لکھا تھا کہ لشکر بیگانہ میرے و تمہارے درمیان یعنی مقابلہ کے لئے آکر بیٹھا ہے اس طرف سے تم لوگ اور اس طرف سے ہم لوگ مسلمانوں کو مار ڈالیں یہ مضمون پڑھ کر سالار ساہو کو بہت غیرت معلوم ہوئی۔ اسی ساعت دو جاسوس مقرر کئے کہ وہ راجگان کٹرہ مانک پور کی خبر لاویں کہ وہ لوگ کس کام میں مصروف ہیں۔ جاسوس وہاں جا کر خبر لائے کہ وہ کافران ابھی اس طرف سے غافل رہ کر دیگر امور یعنی شادی بیاہ لڑکے لڑکی میں مشغول ہیں۔ اسی ساعت سالار ساہو و سالار زنگی نے بھی عام حکم جنگ فرمادیا اور سالار مسعود کو سترکھ میں چھوڑ کر خود دوسرے دن کفاروں کے سر پر پہونچے اور وہاں فوج دو حصہ کر کے ایک حصہ فوج سالار زنگی لے کر کٹرہ کی جانب گئے اور ایک حصہ فوج سالار ساہو لیکر مانک پور کی طرف گئے ترکاوان بہادران نے بہت تیزی کے ساتھ دونوں قلعوں کو گھیر لیا۔ کفاران جنگ کے لئے نکل پڑے لیکن اسلام کا لشکر زبردست پایا گیا انھوں نے ہزاروں کافروں کو تہ تیغ کیا اور بہت لوگوں کے گلے میں طوق ڈال کر سترکھ کی جانب روانہ کیا۔

المختصر سالار ساہو و سالار زنگی نے کٹرہ مانک پور کو خاک کے برابر کر دیا اور بے شمار مال واسباب لشکروں کے ہاتھ میں پڑا۔ پھر ملک عبداللہ کو کٹرہ میں چھوڑا اور ہر دو امیران با حشمت و شوکت سترکھ میں واپس آئے۔ اس زمانہ میں جملہ راجگان ہند کو تحیر و افسوس ہوا کہ اس لشکر اسلام سے مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ بالآخر تمام کافروں نے آپس میں صلاح و مشورہ کر کے اقرار عہد کیا اور سامان جنگ مہیا کرنے پر مستعد ہوئے۔ ایک روز سالار ساہو و سالار زنگی و سالار مسعود شکار کے واسطے سوار ہو کر گئے تھے اور نماز ظہر ادا کرنے کے بعد اپنی منزل مقصود کی طرف متوجہ ہوئے۔ سالار مسعود نے دیکھا کہ ایک بڑا بھاری شیر درخت کے نیچے بیٹھا ہے اس کو غافل کر کے گھوڑا مانند ہرن کے دوڑنے والا شیر کی طرف دوڑایا، جب شیر کی نظر دو چار ہوئی اس نے غرّا کر جست کیا اور قریب تھا کہ سلطان الشہداء سالار مسعود پر ہاتھ مارے، مگر آپ نے بہ سرعت تمام شمشیر حیدری علم کر کے ایسی لگائی کہ شیر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا، غوغا ہوا سالار ساہو نے واقعہ حال دیکھا، فرزند کے گرد اگرد پھر کر اپنے کو نثار کرنے لگے پھر اپنے خیمے میں واپس آئے اور فقیروں و مسکینوں کو بہت کچھ صدقات دیئے اور اسی وقت ایک تحریر

رجب سالار بٹیلہ غازی کو بھیجی بہرائچ میں۔ اس میں تمام واقعات شیر کے لکھے تھے کہ اللہ جل شانہ نے بڑا اپنا فضل و کرم فرمایا۔ رجب سالار بٹیلہ غازی جہاں کہ لوگ جمع تھے وہاں تشریف لا کر منشی کو ارشاد فرمایا کہ ایک خط ستر کھ میں لکھو سالار مسعود کو اور دوسرا خط بخدمت پدر سالار زنگی اور ایک عریضہ بخدمت سالار ساہو لکھو۔ منشی نے فوراً لکھ کر بخدمت رجب سالار بٹیلہ پیش کیا۔ آپ نے ہر ایک خط علیحدہ علیحدہ دستخط مزین فرما کر قاصدوں کے ہاتھ میں دیکر روانہ فرمایا۔ اسی وقت سالار ساہو سالار زنگی صدقات وافر دے کر فارغ بیٹھے تھے کہ ویسے ہی قاصدان خدمت میں پہونچے، بہت خوش ہوئے قاصدوں کو بغل گیر کیا، تمام احوال اپنے فرزند کا پوچھا۔ اان لوگوں نے کافروں کا حال بیان کیا، بعدہٗ قاصدوں کو بخدمت سالار مسعود بھیج دیا، وہ بہت خوش ہوئے اور خط بدستخط خاص رجب سالار بٹیلہ غازی دیکھا، پڑھا۔ لکھا تھا کہ کافران ہر چہار طرف سے مثل چیونٹی وٹیڑیوں کے جمع ہو کر چڑھائی کر رہے ہیں جلد بندہ کی امداد کریں۔

۱۴ر شعبان ۴۲۳ھ کو سالار مسعود نے اپنے باپ سے عرض کی کہ اگر مجھ کو حکم ہو تو بہرائچ جاؤں اور وہاں شکار بھی کھیلوں اور کافروں کی گوشمالی کروں جس کو سالار ساہو نے منظور نہ کیا۔ فرمایا کہ جدائی آں فرزند کی اس مرتبہ بہت مشکل معلوم ہو رہی ہے، اس ضعیفی میں مجھ کو تنہا نہ چھوڑو۔ سالار مسعود نے پھر اپنے والد کو بہت گھیرا کہ کافران وہاں غلبہ کر رہے ہیں، میں برائے امداد رجب سالار بٹیلہ بہرائچ کی طرف جانا چاہتا ہوں، دوسرے شکارگاہ خوب ہے، چند روز شکار کھیل کر پھر خدمت میں حاضر ہوں گا۔ مجبوراً رخصت فرمایا اور خدا کے حوالہ کیا۔ سالار مسعود پر بھی وقت آئندہ بہت روشن تھا۔ رنجیدہ برآمد ہو کر بہرائچ کی طرف چلے۔ چوتھے روز معہ لشکر پہونچے، رجب سالار غازی کی گود میں چمٹ کر بہت روئے سالار مسعود نے کہا کہ ایک ملاقات آج کی ہے معلوم نہیں ہے کہ پھر ملاقات ہووے یا نہ ہووے۔ ہر دو امیران آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور واقعات ہم نشینی سلطان محمود اور حسن میمندی کی مخالفت کرنے کی یاد آئی تب کہا کہ قرابت داران علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ یہ بھی گفتگو تھی کہ بہرائچ میں کفار اپنی کوتاہ فکری سے سر اٹھائے ہیں۔ منتشر ہو کر جابجا لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے سکونت پذیر ہوئے۔ سالار مسعود غازی نے تمام لشکر ہمراہ رجب سالار بٹیلہ غازی کے کر دیا کہ نواح بہرائچ میں کافروں کو خوب تخت و تاراج کرو اور جہاں کہ تلوار چلانے کا موقع ہو دو ٹکڑے

کردو۔ جس وقت سالار مسعود شکار کے واسطے سوار ہوئے، شکار کھیلتے ہوئے بُت خانہ سورج کنڈ کی طرف سے گذرے۔ سالار مسعود نے فرمایا کہ اس زمین سے مجھ کو وطن کی بو آتی ہے، یہ سورج کنڈ جملہ کافران ہند کا بہت بڑا قبلہ حاجات تھا۔ ایک شکل سورج آفتاب کی پتھر پر نقش کی ہوئی اس حوض پر رکھی تھی اس کو بالارکھ بھی کہتے تھے۔ موقع آفتاب میں گہن لگنے کے جملہ کفاران از پورب تا پچھم اس کے پوجنے کو آتے تھے اور عام طور سے ہر اتوار (یکشنبہ) کو اطراف بہرائچ وغیرہ سے ہزاروں عورتیں اور ہزاروں مرد حاضر ہو کر اپنے سر کو اس پتھر پر ملتے تھے۔ اور بجائے معبود پوجتے تھے۔ سالار مسعود اس بت پرستی سے بہت متنفر تھے اور بار بار یہ کہتے تھے کہ انشاء اللہ خدا کی مہربانی سے میں اس کفر کی کان کو جڑ سے اکھاڑ ڈالوں گا اور اس جگہ ایک گھر پروردگار عالم کی عبادت کے لئے بناؤں گا اور اس ملک سے کفر کی کان اکھاڑ کر پھینک دوں گا۔ خداوند کریم نے اس کلام کو قبول فرمایا۔ جیسا کہ اسلام کی رونق اس مقام پر مثل آفتاب روشن ہے۔ بتاریخ ۱۷ ماہ شعبان المعظم ۴۲۳ھ ہجری سالار مسعود غازی سترکھ سے بہرائچ میں آئے۔

سالار مسعود کو روانہ کرنے کے بعد سالار نے سالار زنگی کو دہلی کی طرف روانہ فرمایا اور کہا تم کو خدا کے سپرد کیا میں نے۔ ہر دو امیر آنکھوں میں آنسو بھر لائے، دوسرے روز سالار زنگی اپنے لشکر کو آراستہ کر کے دہلی کی طرف متوجہ ہوئے، کوچ و مقام کرتے ہوئے جب سات روز دھلی کی راہ باقی رہی تھی حضرت سالار زنگی پہلوان کے پیٹ میں درد پیدا ہوا، چنانچہ اسی شکایت میں آپ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور بتاریخ ۷ ماہ شوال المکرم ۴۱۳ھ ہجری بہ قلعہ قدیم جسے اکبر آباد بھی کہتے ہیں دفن ہوئے۔ جس وقت خبر وفات اپنے والد ماجد کی رجب سالار بٹیلہ غازی نے سنی پچھاڑیں کھا کر بہت روئے۔

ملک شہاب الدین نے عریضہ بخدمت سالار ساہو بمقام سترکھ بذریعہ قاصد روانہ کیا۔ جب وہ قاصد سالار ساہو کے پاس پہونچا پہلے وہ بہت خوش ہوئے اس نے عریضہ ہاتھ میں دیا، لکھا تھا کہ سالار زنگی پہلوان نے درد شکم میں رحلت فرمائی۔ اس واقعہ جگر سوز کو پڑھتے ہی سالار ساہو ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور زمین پر گر پڑے، اسی وقت درد سر پیدا ہوا اور برابر حالت بگڑتی گئی اور ۲۵ شوال ۴۲۳ھ کو جاں بحق ہوئے۔

وصال والد محترم سالار ساہو

جدائی فرزند و وصال سالار زنگی کے غم میں سالار ساہو نے بھی بتاریخ ۲۵ رماہ شوال ۴۲۳ھ
...ں اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی اور ستر کھ ہی میں دفن کیا گیا۔ عبدالملک نے عریضہ بخد
...ت سلطان الشہداء بمقام بہرائچ دستخط خاص خود تحریر کر کے قاصدوں کے ہاتھ میں دے کر روانہ کیا۔
...ب قاصد ستر کھ سے آیا معظم خاں دروازہ کے آگے کھڑا تھا۔ قاصدوں کو متغیر دیکھ کر پوچھا کیا حالت
...ہے۔ وہ کہنے لگے سالار زنگی و سالار ساہو پہلوانان لشکر نے انتقال فرمایا۔ معظم خاں نے وہ عرضداشت
...ود لے لی اور قاصدوں کو منع کی کہ آج یہاں ظاہر نہ کرنا، دوسرے دن معظم خاں نے جب کہ سالار
...سعود ور جب سالار رہٹیلہ کے آگے کافروں کے واقعات کے تذکرے ہو رہے تھے اور شرف الملک و
...یگر امراء بڑے بڑے سب ایک جگہ بخدمت ہر دو سالار مذکور جمع تھے۔ عریضہ عبدالملک فیروز ہر دو
...سالار موصوف کے ہاتھ میں دیا۔ اس میں تحریر تھا کہ بتاریخ ہفتم یعنی ۷ رماہ شوال ۴۲۳ ہجری کو
...سالار زنگی کے درد شکم پیدا ہوا وصیت کے مطابق قلعہ قدیم اکبر آباد کے دروازہ پر دفن کئے گئے۔ اور
...تاریخ ۸ رماہ شوال ۴۲۳ ہجری کو سالار ساہو کو درد سر پیدا ہوا اور ۲۵ رشوال ۴۲۳ھ کو وصال فرمایا۔
...یت کے مطابق ستر کھ میں دفن کئے گئے۔ بقضاء اللّٰہ تعالیٰ

الغرض جیسے یہ قاصدوں سے سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ نے اس خبر جگر سوز کو سنا
...ئے ہائے کر کے۔ ہر دو امیر ملال میں ڈوب گئے اور بے خود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ تھوڑی دیر
...کے بعد ہوش آیا، حسن میمندی کا واقعہ یاد آیا کہ اس کے فتنہ و فساد سے ہماری حالت یہاں تک
...ہو پہنچی۔ والدہ کاہلیر میں فوت ہوئیں۔ حضرت ولی نعمت نے ستر کھ میں وفات پائی۔ اب قدرے یتیمی
...معلوم ہوئی۔ سبحان اللہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم نشین سلطان محمود تھے اور اب اس جنگل و خرابہ و کفرستان
...میں پڑا ہوں معلوم نہیں ہے کہ عاقبت کیا صورت دکھلاتی ہے۔ ان کلمات سے رجب سالار رہٹیلہ
...سالار مسعود رونے لگے۔ حال بہت غیر ہو چکا تھا لیکن پھر اپنی صحیح حالت پر آ گئے اور منشی کو حکم فرمایا
...کہ ہر ایک ایک امیران سرحد کے نام پروانہ لکھو کہ مصیبت نے ایسی صورت دکھلائی ہے لیکن رضائے
...خدا میں کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں مشیت ایزدی پر راضی و شاکر ہوں اور تم کو بھی رضائے حق تعالیٰ

میں مردانہ وار ہوکر اسی پروردگار عالم کی قوت پر قانع رہنا کافی ہے۔ اور وہی آسانیوں کا فراہم کرنے والا ہے۔

سبحان اللہ ذات آں مسعود میں کمال عقل وغیرت تھی اس طرح کہ ہم کو شعور نہیں اس صدمہ جانکاہ پر صبر فرمانا اور عبدالملک فیروز کو گھوڑا مع خلعت عنایت فرما کر والی ستر کھ کر دیا اور تسلی بہت لکھی کہ رضائے خدا پر راضی رہو۔ جس وقت سلطان الشہداء نے عبدالملک فیروز کو والی ستر کھ کیا والد ماجد کے غم میں حضرت سلطان الشہداء کی گریہ وزاری ولشکر کی بیقراری لکھنے سے قلم کے جگر میں شگاف ہے۔ ضریر خامہ میں صدائے آہ صاف ہے۔ ایک حشر عظیم بپا تھا، واحسرتاہ کا شور مچا تھا۔ اب اس دیار میں ہمارا کون پرسان حال ہوگا۔ کاہلیر میں والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی۔ والد ماجد کو ستر کھ کی زمین پسند آئی ہم کو نرغۂ اشرار میں دشت پرخار میں چھوڑ گئے خود دنیا سے منہ موڑ گئے نرغۂ اشرار میں ہماری رہنمائی کون کریگا وہ میدان جنگ کا سورما تھا۔ جس کی قوت وہمت کے آگے بڑے بڑے بہادران کتراتے تھے۔ اب دست شفقت سر پر کون دھرے گا۔ میرے پسینے پر کون خون گرائے گا۔ سینے سے لگائے گا بابا جان کہہ کر کس سے کلام کروں گا ستر کھ میں جا کر کسے سلام کروں گا۔ ہاں زیارت مزار ہے جس سے دل فگار ہے۔ جنگ میں مددگار کا سہارا نہ رہا کوئی بزرگ ہمارا نہ رہا۔ پھر کلیجہ تھام کر رب کائنات کا شکریہ ادا فرمایا۔

والد ماجد کے غم میں دس روز تک یہی حال رہا۔ صدمہ کمال رہا۔ کھانا پینا بیکار تھا بڑا کہرام تھا۔ لشکر میں حشر بپا تھا کہرام مچا تھا۔ گیارہویں دن ارکان دولت نے سمجھایا رُو رُو کر سنایا خدا کی رضا پر راضی ہو کر ضبط فرمائی۔ الغرض سالار مسعود ور جب سالار رہٹیلہ دس روز تک شکار نہ گئے اور صحبت فقیروں وعلماء کی رکھی اور ہر روز کھانا زیادہ تقسیم فرمائے اور صدقہ بہت دیتے تھے اور ختم قرآن علیحدہ علیحدہ بہت کرایا دس دن کے بعد حسب طریقہ مقررہ شکار کھیلنے گئے۔ اور کاروبار خلق پرور میں مشغول ہوئے۔ بارہا فرمایا کہ یارو ایسے وقت میں میں ہندوستان آیا کہ ایک روز بھی فکر وتردد نے نہ چھوڑا اور مخصوص یہ شہر بہرائچ کے تمام جنگل وخرابہ ایک ساتھ گروہ نے ساتھ نہ دیا۔ تب بھی اس شہر کی طرف طبیعت مائل ہے اور اس زمین سے یگانگت ومحبت کی بو آئی ہے۔ حاضرین مجلس کسی بزرگ سے اس کلام کا مقصد معلوم کر کے چہرہ سب کا متبدل ومتغیر ہو گیا۔ اس وقت تغافل

کر کے دوسری بات شروع کی۔ اور حاضرین کو اپنی آمد اور قیام بہرائچ کا مقصد بتایا۔

سالار مسعود کو خواب میں شہادت کی بشارت

الغرض دو تین مہینہ اس غم میں تمام خوشی چھوڑ دی۔ جب ماہ محرم دیکھا گیا اور نیا سال آیا، صبح کے وقت عیش کی مجلس آراستہ کی گئی۔ جملہ آدمی آ کر حاضر ہوئے۔ کھانا و عطریات خرچ کیا اور خود وضو جدید بنایا، بوقت دوپہر آرام میں مشغول ہوئے۔ اسی وقت ایک خواب دیکھا کہ سالار ساہو و سالار زنگی نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ دریائے گنگ کے کنارے خیمہ لگایا اس جگہ سالار مسعود پہونچے جب اندر قنات خیمہ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ سالار ساہو و سالار زنگی خوشی کی مجلس آراستہ کر کے بیٹھے ہیں۔ حاضرین اور والدہ محترمہ ستر معلیٰ گلدستہ ہاتھ میں لئے کھڑی ہیں۔ جیسے ہی سالار مسعود کو دیکھا فوراً کہا آ مسعود جلد آ سامان کار خیر تیرے واسطے موجود کیا ہے میں نے۔ سلطان الشہداء سالار مسعود قریب گئے اس وقت گلدستہ جو ہاتھ میں لئے تھیں سر پر سالار مسعود کے رکھا اور ہر طرف خوشی کے ترانے گائے جانے لگے۔ محفل کا رنگ ہی بدل گیا۔ سبحان اللہ تمام لشکر سے غوغا اٹھا۔ سالار مسعود اس غوغے سے جگ اٹھے اور حیرت میں آئے۔ خدمت گاروں کو حکم دیا کہ رجب سالار کو لاؤ خدمت گاروں نے اسی ساعت خبر پہونچائی کہ سالار مسعود آپ کو اپنے سامنے بلاتے ہیں۔

پس رجب سالار گئے نماز باجماعت ادا کی خواب مذکور کو بیان کیا۔ حضرت رجب سالار خواب نامہ منگوا کر دیکھنے لگے۔ سترہویں فصل میں نکلا یعنی جو شخص ایسا خواب دیکھے اس کو مرتبۂ شہادت نصیب ہووے۔ جب سالار مسعود نے تعبیر نامہ خواب سنا سر اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا۔ شعر

ایں جان عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست ۔۔۔ روزے رخش بہ بینم وتسلیم دی کنم

یہ جان جو بطور عاریت ہے اپنے معشوق حقیقی کو سپرد کیا ۔۔۔ جس روز اس کا منھ دیکھوں میں پس ویسا ہی ہو جاؤں

سجدۂ شکر ادا کرنے کے بعد سلطان الشہداء سالار مسعود پھر جہاں سب لوگ بیٹھے تھے تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا قول ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ پس پہلوانان

لشکر رجب سالار بٹیلہ غازی نے فرمایا کہ جس شخص کو شربت شہادت چکھنا ہے زہے نصیب اس کے کہ وہ شربت پی کر عالم ظاہری و باطنی میں زندگی کا لطف اٹھاوے یعنی ہمیشہ زندہ رہے اور اس دنیائے ظاہری میں ایسے حادثہ کو سر کر کے فراغت حاصل کرنیکا مقصد مراد تمہارا یہی ہے خداوند کریم مجھ کو اور میرے دوستوں کو فرزندان اسد اللہ الغالب اہل بیت نبوت کی سیرت عطا فرمائے۔

راجگان بہرائچ واطراف کی طرف سے قاصد کا سالار مسعود کے پاس آنا اور سالار مسعود کا راجاؤں کے پیغام سے آگاہ ہو کر تدبیر جنگ فرمانا

القصہ دوسرے ہی دن ایک شخص راجگان نواح بہرائچ کا بھیجا ہوا سالار مسعود ورجب سالار بٹیلہ کی خدمت میں آیا۔ ملک حیدر نے اس کو حضور کی خدمت میں پیش کیا جو عریضہ کہ وہ لایا تھا نظر فیض اثر سے گذرا اس میں لکھا تھا کہ تم بالا بالا آئے ہو اس ملک کی حقیقت نہیں جانتے ہو کہ یہ ملک ہمارا آبائی ہے۔ بالا بالا آدمی آیا ہوا یہاں نہیں رہ سکتا ہے چاہئے کہ حقیقت پر غور کرو۔ پہلوان لشکر رجب سالار بٹیلہ غازی نے آنے والے سے پوچھا کہ وہ چند راجگان جو جمع ہیں ان کے کیا نام ہیں کہا کہ رائے رائب و رائے سائب ورائے ارجن ورائے بھیکن ورائے کنک ورائے کلیان ورائے سکرد وکرنو بیربل وسری پال وھرپال ورائے نرکھو وجودھاری و رائے نرسنگھ یہ جملہ پندرہ راجگان معہ آٹھ لاکھ سوار و تیس لاکھ پیادے کے جو میرے راجاؤں کے امداد کے واسطے آئے ہیں سب جمع ہیں۔

پھر رجب سالار بٹیلہ غازی نے آنے والے سے پوچھا کہ تمہارے راجہ کا کیا نام ہے اس نے ظاہر کیا کہ رائے سمر دیو سجولی و رائے بھر مل بہرائچ ورائے نکرودورک مل وٹکولی ورائے نگر مل نگرور و رائے سومکرن سمبولہ یہ چند راجگان سردار اور اپنی جگہ پر صاحب لشکر کثیر ہیں جو لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سالار مسعود ور جب سالار رہتیلہ نے جواب خط لکھا اور شاہ نیک دل موصوف نے اسکے
ہمراہ سات پیادے کر کے رخصت فرمایا کہ اپنا جواب خط خود چاہئے لے جانا۔ کہا کہ مقصد یہ ہے
کہ وہاں کا لشکر دیکھ کر آؤ جب پیادہ فرستادہ شاہ نیک دل وہاں پہونچے تو دیکھا کہ راجگان ایک
جگہ جمع ہیں اور رائے سہر دیو ورائے رائب اس جماعت کا سر گروہ ہے۔ فرستادہ ملک مذکور کو اپنے
سامنے بلایا۔ پوچھا کہ سالار مسعود ور جب سالار نے کیا فرمایا ہے۔ کہا کہ ہمارے سالار نے تم
لوگوں کو دعا کہی ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے تعریف تمہارے اس ملک کی سنی ہے میں صرف شکار کھیلنے
کے واسطے یہاں آیا ہوں۔ چونکہ اس ملک میں جنگل وویرانہ پڑا ہے چاہتا ہوں کہ برادرانہ طور پر
چند دنوں اس جگہ رہوں میں اور ملک کو آباد کروں میں۔ کفار بد کردار نے جواب دیا کہ جس وقت
تک میرے اور ان کے درمیان میں ایک جنگ نہ ہو جائے یہ سخن باصلاح یا سوال قابل پزیرائی
نہیں ہے۔ تم لوگ بے دھڑک یہاں طاقت پکڑ کر آئے ہو۔ ہم لوگوں نے سب طریقے سے طرح
دی ہے جب تک دونوں طرف کی یا ایک طرف کی طاقت شکست نہ ہو جائے کوئی رائے کسی طریقے
سے صحیح قائم نہیں کی جاسکتی ہے ورائے کرن نے کہا کہ اس ملک کی آب وہوا کی خاصیت ابھی تک
تمہارا سالار نہیں جانتا ہے۔ ہمارا کام یہی ہے چاہیں تو پانی بنا دیں۔ بہتر یہ ہے کہ وہ اب یہاں
سے چھوڑ کر اسی طرف لوٹ جاویں اور نہیں تو آج ہی کل میں جنگ ہے رائے کلیان اس گروہ کے
درمیان عقلمند تھا۔ کہا کہ رائے رایان تمہاری عقل گم ہوگئی ہے کہ نام جنگ لیتے ہو تم نہیں جانتے
کہ سالار مسعود ور جب سالار کافروں پر ناز کر کے کہتا ہے کہ ہم فرزندان سالار رساہو و سالار زنگی
ہیں۔ ترس کھانا یا صلاح و مشورہ کی بات آگے لانا محض بطور خیال غلط دل میں لانا ہے۔ تم لوگ
خیال کرو کہ ابھی کل کے روز کس قدر غیرت رکھتے تھے جب سلطان محمود کے سامنے تھے وزیر سے
مخالفت ہوئی۔ ماں کاہلیر میں مرگئیں اور باپ ستر کھ میں اور رجب سالار کے باپ نے قلعہ اکبر
آباد میں وفات پائی مگر یہ لوگ زیارت کے واسطے نہ گئے ان سے اس قسم کی بات دلیرانہ کرتے ہو
یہ جو کہتے ہیں کہ اگر کسی کو ذوق ہووے تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اس جگہ سے اٹھا دیوے۔ وہ طنز وطعنہ
مارتے ہیں تم نہیں سمجھتے ہو صلح کرنے میں کیا نقصان ہے۔ لیکن اگر وہ صلح قبول کریں تو کافران
ہر طرف سے چوٹیہ پھلکار غوغا اٹھاویں۔ جب فرستادہ شاہ نیک دل نے یہ رنگ دیکھا اس جگہ

سے اٹھا اور سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی کی خدمت میں پہونچا۔ اوّل راجاؤں کے واقعات جو کچھ تھے کہے۔ ادھر کافروں نے جمع ہو کر مسلسل کوچ کر کے آب کتھیلہ[1] کے کنارے جنگل ٹارہ منی میں ڈیرہ کیا۔ جب یہ خبر سالار مسعود ور جب سالار ہٹیلہ غازی کو پہونچی کہ کفار ان شورش کرنے پہلے آگئے تو انھوں نے جملہ بڑے بڑے امراء کو اپنے سامنے بلا کر صلاح کی کہ آیا اسی جگہ جنگ کرنا چاہئے یا ان کے سر پر جانا چاہئے۔ پہلوان لشکر رجب سالار رہٹیلہ غازی اس زمانے کے صاحب تجربہ تھے فرمایا کہ اسی جگہ ان کے سر پر پہونچنا چاہئے سیّدنا سالار مسعود نے کہا بہتر ہے کہ رجب سالار ہٹیلہ غازی و سالار مسعود مسلح ہو کر بعد ادائے نماز مغرب گھوڑا ہیکل آراستہ کر کے اس پر سوار ہو کر راتوں رات ان کے سر پر جاویں وقت صبح کاذب لشکر کفار کے قریب پہونچے فوجوں کو آراستہ کیا اور رجب سالار ہٹیلہ پہلوان اور دیگر امیروں کے آگے پیچھے و بائیں داہنے رہنے کیلئے نامزد فرمایا خود درمیان میں رہ کر کافروں کے سر پر جا پڑے۔ جنگ کرنے لگے۔ رجب سالار ہٹیلہ نے دو پاس (ہر پاس تین گھنٹہ کا ہوتا ہے) جنگ عظیم کی۔ اکثر ترکان بہادر و سالار سیف الدین و امیر خضر و امیر سیّد نصر اللہ نے داہنی جانب سے گھوڑے دوڑائے اور بائیں طرف سے امیر ترکان و امیران بہادران آگئے۔ سالار مسعود بھی ایک طرف جنگ میں مصروف تھے اور رجب سالار پہلوان لشکر نے بھی ایک ہاتھ میں تلوار دوسرے ہاتھ میں نیزہ لے کر جنگ میں آئے جس وقت نیزہ کافروں پر مارتے وہ سب گھس جاتا اور جب تلوار کافروں پر مارتے وہ دو ٹکڑے ہو جاتا چاروں طرف بہت بڑی کوشش و کشش کی عظیم جنگ ہوئی۔ آخر کار کفار لا علاج ہو کر بھاگے پانچ راجگان قید کر لئے گئے۔ فتحیابی حسب دل خواہ ہوئی۔ بہت دور تک مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ لشکر اسلام ان کا پیچھا کرتے ہوئے گھوڑے و اسباب بے شمار حاصل کئے۔ سالار مسعود ور جب سالار نے چند مریدین منشی کو فرمایا کہ جس قدر مسلمان شہید ہوئے اور کفار قتل ہوئے ان کو لکھ کر لاؤ۔ جب منشی ان کو شمار کر کے لائے ایک لاکھ پانچ ہزار مسلمان شہید ہوئے جو دریائے بھکلہ سے لیکر دکولی تک زیر زمین ہیں جن کے نشانات کا علم نہیں چند مخصوص حضرات کے

---

[1] ایک بڑا دریا بھنگا روڈ پر دکولی کے آگے واقع ہے۔ علاقہ بہرائچ میں سب سے بڑی جنگ ہوئی جو میلوں میں پھیلی ہوئی تھی جو اب بھکلہ ندی سے مشہور ہے۔

نشانات دور تک پائے جاتے ہیں۔ اور تین لاکھ سات ہزار کفار تہہ تیغ ہوئے۔

دریائے بھکلہ کی جنگ عظیم کے بعد سالار مسعود ور جب سالار نے سات روز تک اس جگہ مقام کیا بہادران شہید شدہ کو دفن کرایا اور فاتحہ ان کی روح پاک کے واسطے پڑھا۔ پھر جب مسند کو آٹھویں دن متوجہ بہرائچ ہوئے چونکہ ہوا گرم تھی اور راستہ بہت طے کیا تھا لہٰذا درخت کلچکاں کے نیچے آب سورج کنڈ کے کنارے آرام کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ سایہ اس درخت کا مجھ کو بہت اچھا معلوم ہوا اور اس زمین سے مجھکو وطن کی بو آتی ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے ملک کی طرح یہاں باغ بناؤں اگر اسی جگہ میں رہ گیا اور گروہ کفار نے اس مقام سے ہمیں نہ ہٹایا تو ملک ہندوستان سے اسلام کا رواج کبھی ختم نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

آفتاب باطنی کو پوجنے کے بجائے جو وقت آفتاب ظاہری کے پرستش میں مصروف ہوتا ہے۔ دیکھ رہا ہوں میں اس کو برطرف کردوں گا میں۔ اسی وقت حکم فرمایا کہ یہ درختان جو سورج کنڈ کے گرد و پیش کفر کی تاریکی سے کہنہ شدہ ہو رہے ہیں سب کو جڑ سے کاٹ ڈالو مگر ایک درخت کلچکان جس کے سایہ میں کھڑا ہوں میں، نہ کاٹنا۔ ہردو امیر کو یہ جگہ پسند آئی میاں پر ہار کو خدمت کوتوالی سے معزول کر کے میاں دولت [۲] کو خاص کر یہ خدمت کوتوالی سپرد کر کے سرفراز کیا۔ اور فرمایا کہ جلد ان درختان کہنہ کو کاٹ کر نئے درختان طرح طرح کے مثال چمن اپنے ملک کے لگا کر اس باغ کو آرائش دے کر تیار کرو یہ حکم دے کر اور ان کو مقرر کر کے سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی باہم باتیں کرتے ہوئے بہ منزل مقصود بہرائچ میں قیام فرمایا۔ اس وقت زیادہ حصہ خلوت میں بہ شغل باطن صرف فرماتے تھے۔ سالار مسعود غازی شام و صبح دونوں وقت برائے دلجمعی سالار رجب ہٹیلہ کو کہ وہ حضور کے بھانجے تھے دیوان خانے میں آتے تھے دو چار ساعت باتیں کر کے محل کے اندر جاتے تھے۔ میاں دولت کوتوال نے تین چار روز میں تمام پرانے درختوں کو جڑ سے کاٹ کر دور کر دیا۔ اور سورج کنڈ کے گرداگرد بہ تعداد سو بیگھہ زمین ناپ کر بخدمت سالار مسعود رجب سالار رہٹیلہ عرض کی کہ برائے تماشہ و سیر سوار ہو کر ٹہلتے ہوئے باغ کی طرف آئیں۔

---

[۱] مہوہ کا درخت جو سورج کنڈ کے کنارے لگا تھا۔ [۲] میاں دولت کا مزار اندرون درگاہ شریف دکھنی سنگی دروازہ کے باہر بلندی پر ہے۔

چنانچہ باغ جا کر بیلداران لشکر کو جو ہمراہ آئے تھے ان کو اپنے سامنے طلب کیا اور فرمایا
کہ ہمارے ملک کے طریقے سے کیاریاں وچمن آراستہ عمدہ وخوبصورت بناؤ اور میاں دولت
خاص کو اشارہ کیا کہ جابجا آدمی مقرر کر کے ہر قسم کے پھولوں کے درخت مزید باغ کے واسطے لائے
جاویں اور یہ تاکید کی کہ چند ہی روز میں باغ تیار ہو جائے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک چبوترہ میرے
بیٹھنے کے واسطے زیر درخت کلیچکاں بنایا جاوے کہ یہ جگہ مجھ کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے حضور نے
تیاری باغ کی وضع وطرح قطع بتلا کر میاں دولت کو توال خاص ومزدوروں کو اس جگہ چھوڑ دیا
اور خود با حشمت وشوکت رجب سالار بٹیلہ غازی سے باتیں کرتے ہوئے بہرائچ میں آئے۔[۱]
چونکہ میاں دولت خاص بندہ خانہ زاد ومزاجدان تھے دن رات اسی جگہ انتظام میں
مصروف رہتے تھے۔ الغرض دوسرے روز رائے جوگید اس کا قاصد معہ بہت سے سوغات کے کوہ
ہمالیہ سے آکر دربار میں پہونچا (ملک حیدر کے مزار کا نشان معلوم نہیں کہاں پر ہے) ملک حیدر
اس کو سالار مسعود ور جب سالار بٹیلہ کی خدمت میں لے گئے۔ قاصد مذکور نے اپنے رائے کی
طرف سے بندگی بہت مخلصانہ ظاہر کی۔ بعضے دوسرے راجگان در پردہ انتظام جنگ کرتے ہوئے
ظاہراً سالار مسعود ور جب سالار بٹیلہ غازی سے گفتگوئے مصالحت جاری کئے ہوئے تھے اور وہ
راجگان جو اس جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گئے تھے انھوں نے اپنی شرمندگی میں جملہ راجگان
ہند کو خط لکھا کہ ملک آبائی واجدائی میرا و تمہارا ہے سالار مسعود ور جب سالار غازی چاہتے ہیں کہ
اپنی طاقت سے اس پر قبضہ کریں۔ پس میری استدعا ہے کہ آؤ اور میری مدد کرو ورنہ ملک میرے
ہاتھ سے جاتا ہے۔ جملہ راجگان نے جواب لکھا کہ ہم موجود ہیں جلد پہونچتے ہیں تم بھی جنگ کا
انتظام کئے رہو۔ سہر دیو بجولی وبھر دیو بہرائچ چھوڑ کر سہولہ آباد جنگل میں رہتے تھے۔ یہ جنگل بھنگا
اور اس کے اطراف میں بہت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ لوگ بے شمار گروہ کے ساتھ لشکر کفار میں
آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ تم لوگ جنگ کا طریقہ نہیں جانتے ہو۔ اول لوہاروں کو حکم دیا کہ دو
چند ہزار کیلی سینگ اور لکڑی اور لوہے کی زہر آلود تیار کر کے موجود کریں۔ جس کو پانچی کہتے ہیں

---

[۱] موجودہ درگاہ شریف سے لگ بھگ ۳ کلومیٹر آبادی دور تھی۔
سورج کنڈ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر علی کا نور نظر اپنی آخری اور ابدی نیند سو رہا ہے۔ (حسن)

اور لڑائی کے وقت ان پانچوں کو میدان میں گاڑ دیں کہ مسلمان جس وقت بے دھڑک گھوڑے دوڑاتے ہوئے آویں تو ان گھوڑوں کے پیروں میں وہ پانچی گڑ کر ان کا کام بنا دیں۔ اور دوسری آتشبازی بھی تیار کریں۔ دو ماہ کے بعد جملہ راجگان بہرائچ و اطراف بہرائچ جمع ہوئے اور اپنے بے شمار لشکر کے ساتھ لب آب کتھلا قصبہ مندھست میں قیام کیا۔ پھر ایک آدمی سالار مسعود و رجب سالار بٹیلہ کے پاس بھیجا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو آپ مرد چھوڑ کر اسی طرف چلے جاؤ کیوں کہ یہ ملک ہمارے باپ دادا کا ہے ورنہ تم کو اس ملک میں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس پر سالار مسعود کو بہت غیرت معلوم ہوئی اور رجب سالار بٹیلہ غازی نے جواب دیا کہ میر اقدم اس وقت تک خدا کی مہربانی سے پیچھے نہیں ہٹا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم نہیں جانا چاہتے جو تم کو باپ دادا نے دیا ہے یہ ملک خدا کا ہے۔ راجگان کا وہ آدمی واپس گیا واقعہ حال کہا۔ راجگان نے کہا کہ رجب سالار نے ترس نہیں کھایا جواب کہا ہے کچھ خوف نہیں ہے۔ جملہ راجگان لب آب کتھلا سے کوچ کر کے جنگل ستارامنی پہونچے۔ یہ وہ جنگل و پہاڑ تھے جہاں مسلمانوں کے جانور چرنے کے لئے جاتے تھے۔ راجاؤں کے چرواہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے جانور بھی یہاں چرنے آتے ہیں۔ تب راجاؤں نے حکم دیا کہ یہ مقام اچھا ہے سارے کے سارے جانور پکڑ لئے جائیں۔ چند نڈر لوگوں کو بھیجا وہ لوگ سب جانوروں کو پکڑ کر راجاؤں کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ مسلمان چرواہوں نے جب دیکھا کہ سارے جانور پکڑ لئے گئے تو انھوں نے بارگاہ رجب سالار و سید سالار میں عرض کیا کہ کفار ہمارے سارے جانور پکڑ لے گئے۔ سالار مسعود غازی اور رجب سالار بٹیلہ غازی کافروں کے ہی تذکرات میں مصروف تھے۔ سالار مسعود نے کہا کہ اے ملک حیدر جاؤ سالار سیف الدین و امیر نصر اللہ و امیر سید ابراہیم و امیر خضر و ظہیر الملک ابو محمد و ملک سنجر و عین الملک[1] و نظام الملک و شرف الملک سب امیروں کو بلا کر لاؤ۔ سالار مسعود نے فرمایا کہ اے رجب سالار تم بھی اپنی فوج تیار رکھو۔ رجب سالار بٹیلہ غازی اسپ ہیکل پر سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ روانہ ہوئے سالار سیف الدین معہ اپنی فوج کی داہنی طرف ہوئے اور فوج امیر ترکان امیر نصر اللہ بائیں ہاتھ ہوئے۔ جملہ امیران وغیرہ معہ پہلوان لشکر رجب سالار بٹیلہ نے بے دھڑک گھوڑے دوڑائے

---

[1] عین الملک و ملک سنجر کا مزار یوسف جوت بٹیلہ سے پورب $\frac{1}{2}$ ۱ کلومیٹر پر واقع ہے ۱۵ / رجب ۴۲۴ھ کو شہید ہوئے۔

اکثر آدمی ان پانچیوں وآتشبازی سے ہلاک ہوئے اور شہ بت شہادت پیار جب سالار بٹیلہ غازی
نے تلوار علم کر کے کفارو کے سر پر ماری۔ عظیم جنگ ہوئی بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ رجب سالار
بٹیلہ غازی نے اپنے منہ پر زخم کھایا مگر منہ پوچھ کر باندھ کر کے پھر جنگ میں مصروف ہوئے۔ کیا
بہادری و جوانمردی سالار رجب غازی کی تھی کہ زخم کو ہرگز خاطر میں نہ لائے بلکہ فوج کو کافروں
کے مقابلہ میں چھوڑ دی اور خود اس میدان سے نکل کر دوسری طرف کافروں کی فوج پر آپڑے
جنگ عظیم ہوئی دونوں طرف کے آدمی زیادہ مارے گئے آخر کار کافران مجبور ہو کر بھاگے
سالار مسعود ور جب سالار بٹیلہ میدان میں کھڑے ہوئے اور دیکھا کہ بعض امراء پیچھے رہ گئے
ہیں۔ اور لشکر کفار کو تباہ وغارت کر رہے ہیں۔ اس کے بعد یہ امرایان سالار مسعود ور جب سالار بٹیلہ
کی خدمت میں آگئے۔ تب سالار مسعود ور جب سالار بٹیلہ نے میدان کو چھوڑ کر لب آب کتھیلا
پر ڈیرہ کیا اور ایک لکھنے والے کو بھیجا کہ شہیدوں کا شمار کر لاوے کہ کس قدر شہید ہوئے۔ جب
شمار کر کے لائے تین لاکھ و چار ہزار سوار حضرت کے لشکر سے شہید ہوئے اور کفار جنھوں نے دغا
کی تھی بیشمار قتل ہوئے جو سوار و پیادے میدان میں گئے پھر واپس نہ آئے۔ سالار مسعود نے
ان کلمات سے سر اپنا جھکایا اور یہ شعر پڑھا۔ شعر

آہ یکبارگی یار کمیں بار گرفت　　　چوں دل ماتنگ دید خانہ وگر جا گرفت

الغرض تین دن وہاں رہ کر فاتحہ شہیدوں کی روح پر پڑھ کر چوتھے روز بہرائچ میں واپس
آئے چونکہ اکثر پرانے دوست و بعض مصاحبان جنگ میں شہید ہو چکے تھے اُن کا افسوس دفع
کرنے کے لئے اکثر سوار ہو کر باغ دیکھنے کے لئے گئے۔ باغ میں کیاریاں وراستہ وغیرہ بنا ہوا
موجود تھا۔ اکثر درختوں کو حضور نے خود ترتیب فرما کر نصب فرمایا اس کے درخت کلچکان کے نیچے
ایک وسیع اور صاف چبوترہ بنایا تھا اور اسی جگہ بیٹھے تھے اور یہ درخت کلچکان قریب سورج کنڈ
واقع تھا اور بت بالارکھ بھی اسی حوض کے کنارے رکھا تھا اس سورج کنڈ میں نہا کر کفار بت مذکور کو
پوجتے تھے۔ جس وقت سالار مسعود غازی کی نظر اس حوض و بت پر پڑی بیحد متعجب ہوئے۔
چونکہ میاں دولت خاص کہ بندہ شوخ تھے اور حضور کے مزاجدان تھے قیاس سے مزاجدانی
کرتے ہوئے عرض کی کہ آنحضور نے اس جگہ باغ لگایا اور وقت بے وقت حضرت آتے ہیں نماز

بھی ادا فرماتے ہیں پس یہ مقام اسلام کا گھر ہوا اگر حکم ہو تو یہ بت اور بتکدہ کو دور کروں۔ سالار مسعود غازی نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا ہے کہ مجھ کو حق تعالیٰ سے جو راز ہے وہ میں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اس مقام کو میں دوسرے طریقے سے کر دینا چاہتا ہوں چنانچہ ظاہر ہونا چاہئے چند روز ہوئے ہیں کہ فرشتوں نے حکم پروردگار عالم سے کفر کی سیاہی اس مقام سے برطرف کیا اسلام کی روشنی کہ مانند آب حیات چھڑکی یا پھیلائی کفر کی صورت چند روز ہے اس کو خود بخود برطرف ہونا چاہئے مجھ کو جس قدر کہ حکم ہوتا ہے اسی قدر ہاتھ پاؤں پھیلاتا ہوں اور نظر میری اس کی وحدانیت کی طرف ہے چوں کہ اس بتکدے سے مجھ کو شرک کی بو آتی ہے اس لئے یہ غیرت کا پارہ جوش میں لاتا ہے پھر ادب احدیت نیچے بٹھاتی ہے اس رنگ سے سلطان الشہداء کا رخ دوسرے عالم میں روشنی بخشنے لگا اور اسی حالت میں بیہوشی ان کے اوپر ظاہر ہوئی۔ میاں دولت خاص حیران ہوئے عرض کی کہ بندہ نے نقص بینائی سے عرض کیا تھا۔ حق یہی ہے جو حضرت خود بدولت فرماتے ہیں۔ الغرض ہزاروں عام آدمیوں نے حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی کے حق میں بعد ان کے شہید ہو جانے کے جھوٹی باتیں مشہور کیں اور بعضے ناقصین کہنے لگے کہ وہ سالار مسعود غازی کے بھانجے نہ تھے۔

نعوذُ باللّٰہِ مِنَ الکِذْبْ

صاحب تواریخ محمودی لکھتے ہیں کہ ہر شہروں اور ملکوں میں ایک نام کے ساتھ دوسرا نام بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ملک خراسان میں رجب سالار غازی کہتے ہیں اور بعض ملکوں میں عجب سالار غازی کہتے ہیں اور بعض شہروں میں شاہ رجب ہٹیلہ غازی پڑھتے ہیں اور ہر شہر میں تو جب سالار غازی کہتے ہیں۔ اور شاہ محمود غازی کو بھی ہر شہروں میں ایک نام کے ساتھ دوسرے نام سے بھی کہتے ہیں۔ دہلی کے نواح میں آنحضور کو پیر بکلیم کہتے ہیں اور بعض شہروں میں غازی میاں کہتے ہیں اور ہر ملکوں میں سالار مسعود غازی پڑھتے ہیں۔

الحاصل اس حالت (غشی) کے اترنے کے بعد سالار مسعود سوار ہوئے اپنی منزل معہود پر تشریف لے گئے تین روز اسی طرح گذرے کبھی بیہوشی کے عالم میں اور کبھی ہوشیاری کے عالم میں اور عمر شریف آں محبوب الٰہی تقریباً انیس سال تھی۔ عقل و بہادری خلق و مروت اور اسی قسم کے دیگر کمالات بھی تھے۔

الغرض کافران ہر طرف سے جمع ہو کر اور ایک دل ہو کر لشکر انبوہ کیساتھ بیشمار مثل مور و ملخ کے یکجا ہو کر بہرائچ کی طرف آئے۔ سالار مسعود غازی کافروں کا شور و غل سنکر دیوان خانہ سے نکلے اور رجب سالار بٹیلہ غازی سے کہا کہ کیا صلاح ہے رجب سالار بٹیلہ غازی نے کہا کہ فوج کے آدمی حاضر آویں۔ سالار مسعود غازی نے ارکان دولت کو حکم فرمایا کہ آج کے دن جملہ آدمی ہر چھوٹے و بڑے لشکروں کے تیار ہو کر سامنے آجاویں چنانچہ تمام مردمان عام و خاص صفیں باندھ کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت رجب سالار نے سالار مسعود کا ہاتھ پکڑا اٹھے لشکریوں کے آگے آئے اور یہ بات کہنی شروع کی کہ اے عزیزو ابھی چند ہی سال کا عرصہ ہوا کہ ہم و تم ہمراہ ہیں اور کسی آدمی کے کسی قسم کی کدورت نہیں رکھتا ہوں میں۔ اور تم لوگوں کی وفاداری و نیک سلوکات پر میں ہر طرح راضی و شاکر رہا ہوں اور جو کچھ حق برادری و دوستی تھا تم لوگ قطعاً بجالائے۔ اگر میری جانب سے تم لوگوں کو کوئی آزار تکلیف پہونچی ہووے از برائے خدا معاف کرو کہ باطن میں جدائی قریب دیکھی جاتی ہے۔ اس درد آمیز بات سن کر سب لوگ رونے لگے اور منھ زمین پر لا کر تعریفیں کرنے لگے اور تقصیر ہم لوگوں سے ہوئی۔ آں حضور کی طرف سے ہم لوگ راضی و خوش ہیں۔ خداوند کریم آں ہر دو قبلہ کو ہم لوگوں کے سر پر سلامت رکھے کہ ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہیں اور رجب سالار بٹیلہ غازی نے فرمایا اے یارو اس وقت تک چند لڑائیاں میں نے کافروں کے ساتھ لڑیں حق تعالیٰ نے فتح دی۔ اس مرتبہ ہندوستان کے جمیع کفار جمع ہو کر آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ باپ دادا میرے وہ تھے کہ میدان جنگ نہیں چھوڑتے تھے پس مجھکو بھی ضروری ہے کہ میں باپ دادا کی متابعت بجالاؤں۔ لہٰذا یہ جسم جو بہ لباس پردہ ہے خداوند کریم کی محبت میں کھولوں میں۔ اور تم لوگوں کو خدا کے سپرد کیا میں نے۔ کوئی دوسرا راستہ پکڑو اور چلے جاؤ اور جو شخص کہ محض محبت حق تعالیٰ میں شہید ہونے کا ذوق رکھتا ہووے البتہ وہ میرا ساتھ کرے ورنہ نہیں۔ خدا موجود اور دیکھنے والا ہے کہ میں اپنی خوشی سے تم لوگوں کو رخصت کرتا ہوں۔ یہ کلمات کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے کون سا سنگ دل و بدنصیب ہوگا کہ اس حالت میں ان سے جدائی اختیار کرے۔ اکبارگی سب لوگ رونے لگے اور اٹھ کر خلوص دل سے کہنے لگے کہ اگر ہزار ہزار جانیں ہم لوگ رکھتے ہوں تو آنحضور کے قدم مبارک پر نثار کر دیں۔ ایک جان کیا چیز ہے کہ جو آنحضور کی زیارت سے ہم لوگ محروم ہو جائیں۔ سبحان اللہ

وہ دن حشر کا نمونہ تھا بلکہ قیامت سے بھی زیادہ تر۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر مزید محبت میں فاتحہ پڑھا اور جو کچھ رقم اپنے پاس از قسم نقد و جنس رکھتے تھے سب حاضرین کو تقسیم کر کے فرمایا کہ جلد خرچ کر ڈالو کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکڑی کے پیالے اور سوزن کے سبب سے بار نہ اٹھا سکے۔ ہم لوگ اس مصیبت میں کیا بار اٹھا سکتے ہیں۔ بعد ازاں سب آدمیوں کو رخصت کیا کہ لڑائی کے واسطے موجود رہو پھر جنگ کرنے والے آدمی ہمراہ کئے تین لاکھ چار ہزار سوار ہمراہ رجب سالار ہٹیلہ غازی پہلوان لشکر مقرر کئے اور دوسرے سالار سیف الدین کو ایک ہزار سوار دے کر فرمایا کہ تم بطریق چوکی بہرائچ میں بمقابلہ لشکر رہو۔ و سالار مسعود غازی تنہائی میں جا کر باطنی کاموں میں مصروف ہوئے اور اس وقت کھانا و پانی ترک کر دیا صرف پان کھاتے و عطر ملتے تھے۔ جب وقت شہادت قریب آیا سیّدنا سالار مسعود غازی و رجب سالار ہٹیلہ غازی کو سرور و ذوق دریائے توحید میں بہت ہوا۔ پس فرمایا

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک آتش شوق تیز تیز گردد

القصہ بتاریخ ۱۰/ ماہ رجب المرجب ۴۲۴ ہجری وقت صبح کاذب کافروں کا لشکر مردمان متعینہ چوکی بہرائچ کے سر پر پہونچا وہاں بہادران پروانہ کی مانند مسلح موجود تھے عاشق معبود سیّدنا سالار مسعود غازی نے اسی ساعت حکم فرمایا کہ مردمان لشکر موجود ہوں۔ چنانچہ جملہ امرایان جوانان بہادر سوار ہو کر دربار میں حاضر ہوئے۔ حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی سے فرمایا کہ تم پہلے جا کر مردمان چوکی کی امداد کرو اور پیچھے سے ہم بھی پہونچتے ہیں۔ پہلوان لشکر رجب سالار غازی نے پھر پانی غسل کے واسطے منگوایا اور طہارت کامل کر کے بادشاہانہ کپڑے بہ ذوق تمام پہنے اور بہت سا عطر ملا۔ خنجر اور تلوار حیدری کمر میں باندھا۔ ان کا مطلوب محض شہید ہونے سے تھا۔ شہادت پانے کا خیال ان کے دل پر مانند آئینہ کے ظاہر تھا اس روز کوئی اسلحہ و جوشن وغیرہ نہ پہنا تھا اور نماز فجر اسی جگہ ادا کر کے خوش و خرم نکلے اور اسپ ہیکل لڑائی والا بہت آراستگی کے ساتھ لایا گیا۔ اس پر سوار ہوئے تین لاکھ و تیس ہزار سوار ہمراہ رجب سالار غازی روانہ ہوئے۔ اسی ساعت جاسوس خبر لایا کہ لشکر کفار بہت ہے پس کافروں کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے جب شہر سے باہر آئے فوجوں کو آراستہ کیا۔ بعضے داہنے ہاتھ کی طرف و بعضے بائیں ہاتھ کی طرف اور

پھر آگے پیچھے مختلف موقعوں سے کر کے خود درمیان میں ہو کر روانہ ہوئے۔ پورب طرف جب قریب کنارہ آب [1]سرائن پہونچے فرمایا کہ اس زمین سے مجھ کو وطن کی بو آتی ہے۔ سرائن کے کنارے پر بہ ذوق تمام جا کر درخت لرزہ کے نیچے کھڑے ہوئے، رائے سہر دیو پہلے آیا تھا فوجیں، جنگ میں مشغول تھیں۔ صبح سے شام تک عظیم جنگ ہوئی، ہزار طبل ایکبارگی بجنے لگے کہ آسمان اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہوئے۔ چاند جو آسمان پر تھا اس پر بھی صدمہ پہونچا۔ دونوں طرف کے آدمی ہزار ہا قتل ہوئے بھاگ نہ سکے۔ تمام رات دونوں لشکر مقابلہ میں رہے۔ جب صبح ہوئی پھر نقارے بجنے لگے۔ جوانان بہادر پروانے کے مانند بے دھڑک جنگ کو نکلے اور غلبۂ شوق الٰہی میں سوائے شہادت کے ہرگز کوئی دوسرا مطلوب نہیں رکھتے تھے۔ شعر۔

کمالے عاشقی پروانہ دارد   کہ غیر از سوختن پرواہ ندارد

اگرچہ عشق کامل پروانہ رکھتا ہے   مگر سوائے جل جانے کے اور کوئی پروا نہیں رکھتا ہے

الغرض رائے سہر دیو و رائے بہر دیو و رائے رائب وغیرہ راجگان بیشمار تھے ہر طرف سے مثل مور و ملخ جمع ہوئے اور لشکر رجب سالار رہٹیلہ غازی جمع ہو کر اوپر ان کے دوڑا اور پروانہ کے مانند بے دھڑک جنگ کرنے لگے اور جس طرح سے آٹا و نمک ایک میں ملا دیا جاتا ہے مل کر اس طرح سے شہید ہوئے اور اکثر بڑے بڑے امیران اور بیشمار آدمیوں نے شہادت پائی۔ رجب سالار رہٹیلہ غازی نے بھی کچھ زخم اپنے منہ پر کھایا۔ چنانچہ منہ پاک کر کے اور باندھ کر پھر جنگ میں مصروف ہوئے اور رجب سالار رہٹیلہ غازی کے چہرے مقدس پر غلبہ شوق مشاہدہ الٰہی سے ہرگز کوئی تغیر و تبدل نہیں ظاہر ہوتا تھا بلکہ ذوق میں ڈوبے ہوئے تھے کیا خوب جواں مردی و بہادری تھی رجب سالار رہٹیلہ غازی کی زخم کو ہرگز خاطر میں نہ لائے اور نماز مغرب تک جنگ ہوئی۔ رات کو میدان میں کھڑے رہے۔ تھوڑے ترکان بہادر شہید ہوئے اور کفار بہت قتل ہوئے۔ وہ دن اوّل پنجشنبہ (جمعرات) تھا۔ بتاریخ ۱۱ رماہ رجب المرجب ۴۲۴ ہجری کہ قضا کی تلوار رجب سالار رہٹیلہ غازی کے شہ رگ پر پہونچی چہرہ مانند آفتاب روشن اور مثل چاند سفید ہوا۔ مگر کلمۂ شہادت ورد زبان و حرز جاں رہا خدمت گاروں نے اس محبوب الٰہی کو

---

[1] آب سرائن موضع یوسف جوت ہٹیلہ کے پاس ایک جھیل ہے جو اب تک موجود ہے۔

ا کر درخت لرزہ کے نیچے بستر آرام پر لٹا دیا اللہ ربّ العزت کے اس جیالے شیر نے ایک
تبہ آنکھ کھول کر تبسم فرمایا اور کلمہ زبان پر جاری ہوا اور وصال فرما گئے۔ اس حال میں یہ شعر اچھا
یا۔ شعر

نہ پنداری کہ ہماں را رایگاں داد فروغ روئے جاناں دید جان داد

رجب سالار رہٹیلہ شہید ہوئے تب مردکوت نارہ نکلا اور جنگ کرنے کے بعد شربت
ادت چکھا۔ رجب سالار کے گرداگرد خدمت گاران اس طرح تھے جیسے کہ چاند کے قریب
ارے ہوتے ہیں۔ دولاکھ بیس ہزار سواران ہمراہ آں محبوب ربّ العلمین شہید ہوئے تھے۔
ر جو ایک حصہ باقی رہ گیا وہ بھی غلبہ شوق محبت میں ایزدغفار سے آسودہ وسیر نہیں تھا۔ فوراً سالار
سعود غازی کے آگے پہونچے عرض کی کہ رجب سالار رہٹیلہ شہد ہوئے۔ فلاں فلاں امیران
لک[1] سنجر و ملک[2] ابو محمد بہادر ایک شہید ہوئے۔ سالار مسعود غازی بہت روئے اور زبان فیض
جمان سے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بہت آہ وزاری کے بعد حضرت سیّد سالار نے کہا کہ اب قدر یتیمی معلوم ہوئی سبحان اللہ
بعد ازاں خوش ہو کر کہنے لگے شکر ہے اللہ کا مطلوب حقیقی سے مل گئے میں بھی ساتھ نہیں چھوڑتا ہوں۔
کچھ لحظہ میں پہونچتا ہوں۔ بعد ازاں فرمایا کہ رجب سالار رہٹیلہ ودیگر دوستوں کو دفن کریں۔ پس
سپ ماویہ پر سوار ہوئے اور لب آب سرائن اس وقت پہونچے کہ جب وہاں نمونہ حشر بپا تھا اور
بہت نازک وقت تھا۔ بہرکیف نماز جنازہ رجب سالار رہٹیلہ کی ادا کی اور معہ لباس پوشیدنی وسلاخ
یر درخت لرزہ دفن کیا۔ اور روح پاک پر فاتحہ پڑھا اور عمر شریف رجب سالار رہٹیلہ غازی کی اس
قت چالیس سال تھی۔ اس وقت سالار مسعود غازی نے جس طرف نظر ڈالی سوائے شہدائے اسلام
کے اور کوئی دوسری چیز نظر میں نہ آئی بعضے زخمی وبعضے حالت جانکندنی میں وبعضے بے جان وبعضے
دمی صحیح سلامت رہے تھے، جو لوگ کہ صحیح سلامت تھے ان لوگوں نے سالار مسعود غازی سے عرض
کی کہ کفار بہت غالب آگئے ہیں اور لشکر اسلام بہت شہید ہوا۔ اب ہم لوگوں کو کیا حکم ہے؟ آیا جنگ
میں مشغول ہوں یا شہیدوں کو دفن کریں۔ یہ وقت بہت نازک ہے۔ فرمایا کہ شہیدوں کو لا کر

یہ دونوں امیر احاطہ رجب سار میں مدفون ہیں۔

کنارے آب سرائن میں گڈھوں میں وچاہات میں ڈال دو کہ ان کی شہادت کی برکت سے ا
مقام سے کفر کی سیاہی برطرف ہو جاوے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب گڈھوں کو شہیدوں
نعش سے بھر دیا۔ ملک سنجر و ملک ابو محمد کو پانی کنارے سرائن میں برابر دفن کیا۔ پھر فرمایا کہ س
شہیدوں کو لاکر گڈھوں وچاہات میں ڈال دو تاکہ ان کے پاک جسموں پر کافروں کے ہاتھ
پہونچیں اور کوئی بے حرمتی نہ کرسکیں۔ بعد ازاں سالار مسعود غازی اسپ ماویہ سے نیچے اترے وض
جدید کیا نماز ظہر بحضور قلب ادا کی۔ بے شمار شہداء کو کہ جو حوض و کنوؤں میں بھرے گئے تھے برا
کیا۔ گنج شہداء کے داہنی جانب رجب[1] سالار رہٹیلہ کو دفن کیا اور ان کے بائیں طرف میاں پر ہا
ومحمد سالا روسید برہنہ و امیر کور کو برابر دفن کیا جا بجا خاک کا ڈھیر کیا۔ اور ان کی نماز جنازہ پڑھی
اور ان کی روح پاک پر فاتحہ پڑھا۔ اور شیخ سجانی و شیخ برہانی دونوں خدمت گاران رجب سالا
ہٹیلہ کو جو کہ زخمی ہو گئے تھے جب اچھے ہو جاویں آستانہ مبارکہ کی جھاڑو۔ بہارو کرنے و چرا
جلانے کے لئے مقرر فرمایا کہ اپنی تمام عمر جاروب کشی آستانہ مبارک میں مشغول رہ کر صرف کریں
شفقت باطنی رجب سالار ہٹیلہ غازی بھی اوپر ان کے کسی طرح فرزند سے کم نہ تھی اگرچہ مہربا
آنحضور کی عام ہے اور ان کے ساتھ خلوص لڑکوں اور بھائیوں سے زیادہ مہربانی کا تھا۔ شیخ سجا
شیخ برہانی خدمت گاران ہیں جن کے مزارات بھی یہیں پر ہیں جن کا نسب باقی نہیں ہے۔

الغرض سالار مسعود غازی پھر اسپ ماویہ پر سوار ہو کر جملہ باقی ماندہ بہادران فوج
روانہ ہوئے۔ اتر کی جانب کافروں کے سرپر اکبارگی جا پڑے۔ اگرچہ حضرت کی فوج کم تھی ولیک
مثل پہاڑ کے معلوم ہوتی تھی۔ جیسا کہ ایکبارگی غیب سے آجاتی ہے یا جس طرح برف کے تودے
آفتاب نکلنے کے وقت پانی معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر راجگان صاحب گروہ تھے۔ رجب سالا
شہید کر کے باقی رہ گئے تھے بمقابلہ سالار غازی آکر مقہور ہوئے اور کفار غلبہ کر کے اپنی طرف
بھاگے۔ سالار مسعود غازی بھی اس جگہ کھڑے ہو گئے اور جس طرف کہ نظر ڈالی سوائے کشتگا
کے دوسری چیز نظر نہ آئی بعضے زخمی بعضے جانکندنی میں اور بعضے بیجان اور بعضے آدمی کہ جو زند
سلامت تھے وہ بھی کشاکشی و پریشانی میں تھی سالار سیف الدین چچا کو دفن کر کے اس قسم کا وا

[1] یہ امیران احاطہ رجب سار میں مدفون ہیں۔

سوز دیکھا لیکن ہرگز سالار مسعود غازی کے چہرے پر بوجہ غلبات شوق مشاہدہ الہی کوئی تغیر ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ ذوق بڑھا ہوا تھا اور استغناء الوہیت قلبی ان سے روشن تھا۔ ورنہ آدمی سے ایسی حالت میں ایسی بلند پروازی ممکن نہیں ہے۔ اب ان کا واقعہ سننے سے جگر لرزتا ہے اس آدمی کے استقلال کی تعریف ہے کہ جو ایسے واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اپنی حالت برقرار رہے۔

سالار مسعود کا جام شہادت نوش فرمانا

القصہ رائے سہیل دیو و بعضے دوسرے رایان اپنے لشکروں کے ساتھ ایک طرف کھڑے تھے جب دیکھا کہ لشکر اسلام تھوڑا رہ گیا ہے تو یکجا ہوئے اور سالار مسعود غازی کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ آں محبوب الہی کے ساتھ تھوڑے آدمی رہ گئے تھے جو درمیان باغ آپ کے گرد و پیش اقامت رکھتے تھے۔ کافروں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر برسانا شروع کیا۔ اوّل وقت عصر روز یکشنبہ (اتوار) بتاریخ ۱۴؍ ماہ رجب المرجب ۴۲۴ ہجری تیر قضا شہ رگ سالار مسعود غازی پر لگا۔ چہرہ مانند آفتاب بہ مثل ہلال سفید ہوا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اسپ ماویہ کے اوپر سے نیچے اتر آئے۔ خدمت گاروں نے شہید برحق کو درخت کلمچکان (مہوہ) کے نیچے بستر پر لٹایا اور سر کو اپنے زانو پر رکھ کر زار زار رونے لگے سالار مسعود غازی نے ایک مرتبہ آنکھ کھولی تبسم فرمایا کلمہ اللہ ھو زبان پر جاری کیا اور جان بمشاہدہ حق تسلیم کی۔ اور زبان حال سے یہ شعر جاری تھا۔

ایں جان عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست   روزے رُخس بہ بینم و تسلیم وَے کنم

یہ روح بطور امانت ہے کہ جو حافظ حقیقی نے اپنے بندے کے حوالے کی ہے جس روز میں اس کا منھ دیکھوں اس کو تسلیم کروں

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ. یعنی موت پل ہے کہ پہونچاتی ہے دوست کو دوستوں کے پاس (حدیث پاک)

یہ حدیث بالکل حسب حال ہوئی ہے۔

۱۔ رجب سالار کا مزار مبارک موضع یوسف جوت بلیلہ میں جلوہ گاہ عاشقاں ہے۔ رجب سالار کے داہنی طرف کنواں پر ایک نشان ہے جو گنج شہداء ہے۔ ۲۔ فیروز تغلق نے آپ کے گنبد اور احاطہ کی تعمیر کروائی۔ بائیں طرف احاطہ میں میاں پیار رجب اور محمد سالار و امیر کور کے مزارات ہیں تحقیق یہ ہے کہ میاں برہنہ سر کار غازی کے داہنے طرف مدفون ہیں۔ ۳۔ جن کے ہاتھوں میں مشیرہ کی کمان تھی وہ شہید ہوئے سالار مسعود نے اپنے چچا کو بھی اس مقام پر دفن فرمایا جہاں آپ کا روضہ زیارت گاہ خلق ہے۔ فیروز تغلق کی تعمیر یادگار ہے۔

پھر نس رام پہونچا اس نے اسپ ماو یہ کو بھی تیر لگایا۔ گھوڑی نے اسی جگہ ا
صاحب کے قدم کے نیچے جان دیدی۔ بعد ازاں کفار باغ میں آئے۔ جب رات ہوگئی
مبارک سالار مسعود غازی کو کتنا ہی تلاش کیا مگر نہ پایا خداوند عالم نے ان کو ناپاکوں کی نظر
پوشیدہ رکھا اور رائے بہر دیو نے چاہا کہ رات ہوگئی ہے اسی جگہ قیام کریں۔ اس پر دوسر
کفار کہنے لگے کہ جس جگہ خون مسلمان گرا ہووے اس جگہ رہنا موزوں نہیں ہے اپنے لشکر کی
لینا چاہئے کہ کس قدر آدمی مارے گئے اور کس قدر باقی ہیں اور کل پھر اس جگہ آنا چاہئے۔
آخر کار کفار اٹھ کر اپنے قیام گاہ پر آئے چند مسلمان جو زخمی تھے موقع پاکر بہرائچ روانہ
گئے۔ جو کچھ واقعات گذرے تھے وہ میر سید ابراہیم سے کہا میر سید ابراہیم کو سلطان الشہدا
سالار مسعود غازی معہ کچھ سوار و پیادے و شاگرد پیشہ کے ڈیرے پر بہرائچ میں چھوڑ گئے
کہ شاید کفار دوسری طرف سے نہ آپڑیں۔ دو تین آدمی جو کہ زخمی تھے وہ بھی شہر کی طرف
۔ اس باغ میں سوائے شہیدوں کیدوسرا کوئی آدمی زندہ نہ تھا مگر کتا جس کا نام سنگھل تھا زندہ
جب دو گھڑی رات گذری تھی گیدڑ (سیار) پیدا ہوئے سگ مذکور کو قریب جنازہ سلطا
الشہدا کھڑا تھا، جس طرف کہ گیدڑ ان دوڑتے تھے وہ اسی طرف آواز کرتا تھا۔ وہ تین روز ز
رہا۔ آخر کار اپنے صاحب کے قدموں پر جان دیدی۔ کتا سنگھل دوسرا اصحاب کہف ٹھہرا۔ آج بھ
سلطان لشہدا کے پاس دفن ہے۔

القصہ جب خبر شہادت سیّدنا سلطان الشہدا میر سیّد ابراہیم کو پہونچی اس واقعہ جگر
کے سننے سے جسم لرزنے لگا، بیہوش ہوگئے میر مذکور سلطان الشہدا کے چچا بھی لگتے تھے، جمال
کمال رکھتے تھے علم و ہنر میں بے مثال تھے۔ سلطان الشہدا اکثر ان کے ساتھ محبت قلبی
کرتے تھے اور بہت دوست رکھتے تھے۔ آخر کار تھوڑی دیر کے بعد اپنی جگہ پر آئے۔ تم
آدمیوں کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ میں بہ سبب محبت سالار مسعود غازی اس ملک میں آیا تھا ا
واقعہ یہاں اس قسم کا ہوا۔ اب میں کہاں جاؤں اور یہ منہ کسے دکھلاؤں۔ سوائے جام شہادت پ

اسپ ماو یہ وسگ سنگھل سالار نشان بردار کے ہمراہ سلطان الشہدا کے پائنتی دفن ہیں۔
لے میر ابراہیم سالار مسعود کے استاد بھی ہیں۔

کے اور کوئی دوسری تجویز میرے دل میں نہیں آتی ہے۔ اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو بہتر ہے ورنہ تم کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔

جو لوگ کہ ان کے ہمراہ تھے عرض کی کہ میرا اور آپ کا قول ایک ہی ہے۔ لیکن رات کو کہاں جانا چاہئے۔ جب صبح ہووے اس وقت سوار ہونا چاہئے کہ دن میں میں جان پر کھیلوں، صلاح ہم لوگوں کی یہی ہے کہ رات کو توقف کریں۔ آخر کار وہاں سے سب لوگ بستر خواب پر گئے، تمام رات گریہ وزاری میں گذاری، پچھلی رات اسی رنج وملال میں آنکھ لگ گئی۔ اس وقت خواب دیکھا کہ بلندی مانند پہاڑ ہے اور اس پہاڑ پر بہشت کے پھول آراستہ اور جملہ آدمی لشکر کے جو شہید ہوئے تھے اپنے جسموں پر نفیس کپڑے پہنے ہنسی وخوشی کے ساتھ کچھ دور پر بیٹھے ہیں، اس کے بیچ تخت مرصع ومکلل پر سلطان الشہداء نے سرخ کپڑے پہن کر جلوس فرمایا ہے سر پر ان کے چتر شاہی لگا ہے اور پھر رہا ہے۔ میر سیّد ابراہیم ہر چند کہ ارادہ کرتے ہیں کہ بلندی کے اوپر بخدمت آں محبوب رب العٰلمین جاویں لیکن کسی طرح نہیں جاسکتے۔

بیقرار ہو کر آواز دی اس وقت حضرت سلطان الشہداء نے فرمایا کہ تم ہنوز اس مجلس کے قابل نہ ہوئے، انشاء اللہ تعالیٰ کل میری مجلس میں داخل ہوگے۔ پس سالار مسعود غازی جملہ آدمیوں کے ساتھ اٹھے اور گھوڑے ان کی سواری کے واسطے لائے گئے، محبوب الٰہی اسپ ماویہ پر سوار ہو کر طرف باغ متوجہ ہوئے اور میر سیّد ابراہیم نے پیچھے دوڑ کر کہا کہ بندہ کو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ جسم ظاہری میرا باغ میں پڑا ہوا ہے اس کو درخت کلچکان کے نیچے دفن کرو اور اس سکندر دیوانہ کو بھی میرے برابر دفن کرو اور یہ میری سواری کا گھوڑا جس جگہ پڑا ہے اسی جگہ خاک میں چھپا دو اور دوسرے دوستوں کو جہاں ہو سکے دفن کر دو۔

جملہ لشکر تو ہمراہ رجب سالار بٹیلہ شہید ہوا اور رجب سالار بٹیلہ ہم لوگوں سے تین روز پہلے شہید ہوئے۔ ہمارے اور انکے درمیان تین روز جدائی کا اتفاق پڑا۔ دوسرے یہ کہ رائے سہر دیو کو مار ڈالو۔ بس اس قدر کام تم کو بنانا چاہئے۔ جیسے ہی یہ بات ختم ہوئی ویسے ہی میر سیّد ابراہیم جگے۔ جو کچھ عالم باطن میں عالم ظاہری سے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک ساعت اس کو عالم فانی میں رہ کر دشوار پایا۔

پھر اسی ساعت غسل کر کے کپڑے پہنے، سوار ہوئے اور بیلداران لشکر کو ہمراہ لیا، اپنے گروہ کے ساتھ میدان شہادت میں پہونچے۔ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کو معہ لباس و سلاخ زیر درخت کلچکان[1] (مہوہ) نشست گاہ کے چبوترے پر دفن کیا اور سفید گھوڑی کو زیر زمین دفن کیا۔ اور اسکے برابر خاک کا ڈھیر کر دیا۔ کہ کفار کی نظر سے پوشیدہ رہے۔ اس تاریخ سے کفار کی زیارت گاہ برطرف ہوئی اور سلطان الشہداء کی بات کو حق تعالےٰ نے سن کر کفر کی کان کو اسلام کی روشنی سے منور کیا۔ آج بھی فیض کا چشمہ بارگاہ مسعودی سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا اور نام مسعود سے کفر ہمیشہ کتراتا رہے گا۔

المختصر میر سیّد ابراہیم نے اس کام سے ایکپاس میں فراغت حاصل کی اس وقت کفار کو یہ خبر پہونچی کہ لشکر اسلام پھر بدستور سابق میدان جنگ میں کھڑا ہے، رائے سہر دیو مثل بل کھائے ہوئے سانپ کے پھر معہ فوج کے مسلح ہو کر جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔ میر سیّد ابراہیم بمقام بہرائچ اپنے باغ میں موجود تھے، میدان میں نکل آئے۔ دونوں طرف سے جوانان بہادر جنگ میں مصروف ہو گئے، جنگ عظیم ہوئی آخر کو میر سیّد ابراہیم نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا، اس طرف سے رائے سہر دیو بھی نکلا اور میر مذکور کی شان جلالت کی تاب نہ لا کر بھاگا اور جھاڑیوں میں چھپ گیا حضرت ابراہیم بھی اس مقام پر پہونچ گئے جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ اتنی کاری ضرب لگائی کہ سہر دیو کا کام ایک ہی وار میں تمام ہو گیا۔ پھر کفار ٹوٹ پڑے شدید جنگ ہوئی۔ حضرت ابراہیم بھی اس مقام پر شہید ہو گئے۔ دوستوں نے میر مذکور کو اٹھا کر بہرائچ میں اسی جگہ پر لائے اور ان کی وصیت کے موافق اس باغ میں جس کو آپ نے خود بنایا تھا آپ کو دفن کیا بعد ازاں پھر کوئی آدمی مددگاروں میں سے زندہ نہ رہا سب میدان میں شہید ہوئے اس طرح بہرائچ کی پوری زمین شہیدوں کے خون سے لالہ زار ہو کر اہل اسلام کے لئے پیغام زیست نشر کر رہی ہے۔

الغرض جب یہ فقیر تواریخ مذکور دیکھنے سے پہلے حسب الحکم نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ جو اکبر بادشاہ کے بیٹے ہیں اتر جانب پہاڑ کے دامن کی طرف گیا تو وہاں اچارج منی جنیو پہننے والا کوہ ہمالیہ کے راجہ کا وکیل تھا اس نے آکر فقیر سے ملاقات کی۔ اتفاق سے ذکر سالار مسعود غازی ور جب

[1] کلچکان :۔ سورج کنڈ کے پاس مہوہ کا درخت ہے۔

سالار بٹیلہ غازی درمیان میں آپڑا۔ چارج منی زنار دار مذکور تواریخ ہندوی میں بہت مہارت رکھتا تھا۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار بٹیلہ غازی کے ملک ہندوستان میں آنے کے وقت سے واقعہ شہادت جملہ جنگوں کا کہ جو کافروں سے کی تھیں سب قصہ مفصل اپنی تواریخ سے بیان کیا اس تاریخ میں یہ بھی لکھا تھا کہ جب رائے سہیل دیو سالار مسعود غازی کو شہید کر کے اپنے خیمے میں آیا آدھی رات کو سالار مسعود غازی نے اس کو خواب دکھلایا کہ مجھ کو مار کر چاہتا ہے کہ زندہ رہے۔ پس اس خواب سے رائے سہیل دیو کو غیرت معلوم ہوئی۔ صبح کے وقت میدان جنگ میں آیا اور مارا گیا۔

چنانچہ ذکر کیا گیا ہے کہ چند سالوں کے بعد جب تواریخ ملاّ محمد غزنوی میرے ہاتھ آئی اس میں ہر طرح سے ہندوؤں کا واقعہ جنگ تحریر تھا اور انھیں واقعات مندرجہ کو صحت درجہ تک میں نے پایا۔ زنار دار نے کہا کہ یہ رلبہ (جس کا میں وکیل ہوں) سہیل دیو کی اولاد میں سے ہے۔ ہندوی تاریخ اسی کی سرکار میں دیکھا تھا میں نے اور اس قدر مفصل واقعات عام لوگوں کی معلومات کے لئے لکھے گئے ہیں۔ خاص آدمیوں کے لئے واقعات مندرجہ سابق دیباچہ میں کافی ہیں۔

اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی

الغرض سلطان محمود غازی نے شہید ہونے سالار مسعود غازی ور جب سالار بٹیلہ غازی سے تین سال پہلے وفات پائی تھی۔ اس وقت کہ جب سالار ساہو کابلیر سے سترکھ کی طرف متوجہ ہوئے اور سالار زنگی کابلیر سے غزنی کی طرف متوجہ ہوئے اسی سال سلطان مذکور بھی بتاریخ ۲۳ ر ماہ ربیع الاول ۴۲۱ ہجری بہ شب پنجشنبہ ۶۳ برس کی عمر میں وصال پاکر قصر فیروزہ غزنی میں دفن فرمائے گئے۔

مختصر واقعات زوال خاندان محمود غزنوی بوجہہ بصیرت

تواریخ فیروز شاہی کا اس میں لکھتے ہیں کہ سفر کے بعد سے سلطان محمود کا چھوٹا لڑکا سلطان محمد غزنی تخت پر بیٹھا۔ بڑا لڑکا جس کا نام بھی مسعود[1] شہید ہے ملک عراق میں تھا اس نے اسی طرف اشد جمع کر کے غزنی پر چڑھائی کی۔ محمود غزنوی کے رکن رکین لوگ باطن میں مسعود شہید سے

ملے ہوئے تھے۔ سلطان محمد کو قید کر کے اس کی آنکھوں میں سلائی کھینچ کر قید خانہ میں رکھا۔ اور سب لوگوں نے لشکر کا استقبال کر کے مسعود شہید کو غزنی کے تخت پر بٹھایا۔ بعد ازاں مسعود شہید نے اس کو قتل کر دیا اور باپ کا ملک اپنے قبضہ میں لیا۔

بعد ازاں چند سال سلجوقیان نے چڑھائی کی، سلجوقیوں اور مسعود شہید سے تین شبانہ روز جنگ وقتال رہی۔ سلجوقیان غالب آئے۔ اور مسعود شہید ہند کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہ نہ ہو سکا کہ خزائن غزنوی اپنے ہمراہ لاتے۔ یہاں ہندوؤں اور ترکوں نے محمد نابینا کے مشورے سے مسعود شہید بن محمود کو شہید کر دیا۔ عمر اس کی پینتالیس ۴۵ سال تھی اور سلطنت نو سال کی۔ مسعود کی شہادت کے بعد انکی جگہ سلطان محمود بصیر کو پھر تخت پر بٹھلایا۔ سلطان مودود بن مسعود غزنی میں تھے اپنے باپ کی شہادت سنی۔ غزنی کے تخت پر بیٹھا اور باپ کا بدلہ لینے کے واسطے لشکر جمع کیا۔ اور پر محمد بصیر کے۔ کہ چچا اس کا تھا پہونچا دریائے مزدہ داور محمد بصیر کے جنگ ہوئی۔ حق تعالیٰ نے سلطان مودود کو فتح دی اور سلطان محمد قید میں آئے۔ سلطان مودود نے سلطان محمد کو معہ فرزندوں کے قتل کیا۔ اور باپ دادا کے ملک پر متصرف ہوا اور نو برس تک بادشاہی کی اور اسکے بعد انتقال کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد سلطان علی بن مسعود شہید تخت پر بیٹھا۔ یہ صرف دو ماہ بادشاہ رہا انکے بعد سلطان عبد الرشید بن محمد بصیر کو تخت غزنی پر بٹھایا۔ انھوں نے چھ ماہ بادشاہی کی۔

بعد انکے طغرل جو سلطان محمود کا غلام تھا خاندان سلطان محمود کو غارت کیا یعنی سلطان عبد الرشید کو ساتھ گیارہ بادشاہ زادوں کو جمع کر کے مار ڈالا اور صرف چالیس روز بادشاہی کی۔ بالآخر ایک ترک محمودی نے طغرل کو ہلاک کیا۔

الغرض جس روز کہ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی اور رجب سالار رہٹیلہ غازی نے ملک غزنی چھوڑا خاندان محمود میں فساد پیدا ہوا۔ اپنے آپ سے ہلاک ہوتے گئے۔

اس طول قصہ سے صرف یہ مطلب ہے کہ اکثر آدمی نام مسعود شہید بن محمود کو تواریخ میں دیکھتے ہیں اس کو سالار مسعود خیال کرتے ہیں جو غلط ہے مسعود شہید نے صرف نو سال حکومت کی جنکا ذکر بھی تاریخ میں ہے مگر سلطان الشہداء وہ مست جام شہادت ہیں جن کی بادشاہت قیامت تک باقی رہے گی۔ زمانہ کی گردشیں اس شہید دلاور کا نام کبھی بھی مٹا نہیں سکتی خلق خدا ان کے

آستانے کی جاروب کشی میں قسمت کی سکندری محسوس کرتی رہے گی۔ کوڑھی شفا پاتے رہیں گے۔ نابینا آنکھ پاتے رہیں گے۔ لاولد دعائے مسعودی سے صاحب اولاد ہوتے رہیں گے۔ سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی تمام ملک کی بادشاہی قیامت ظاہری و باطنی کریں گے۔ اور تمام ملکوں کے بادشاہ ان کے آستانہ مبارک پر اپنا منہ ملیں گے اور فیض ظاہر و باطن لے جاویں گے دنیا والے انکے تصرف ولایت سے قیامت تک فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

سبحان اللہ ہر دو امیر محبوب رب العلمین ذوق الٰہی میں پیدا ہوئے اور بذوق تمام دوست کے ساتھ ایک ہی رنگ میں جان دی۔ جس وقت کہ صفت حق موصوف ہے۔ پس لوازم حال وہ دونوں محبوب ہے کہ دو جہاں کے بادشاہ ہو کر ہر خاص و عام کو فیض پہونچائیں گے اس بارے میں ایک بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔ شعر

ہر کرا شد ذوق عشق او پدید　　　زود یابد ہر دو عالم را کلید

بعد شہادت سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی کی پہلی کرامت جو زمانہ میں مشہور ہے

وہ یہ ہے کہ موضع نگرور میں ایک اہیرن تھی کہ لوگ اس کو بانجھ قرار دیتے تھے اس کا نام جاسو تھا۔ جاسو کی شادی کے چند سال گذر گئے تھے اولاد سے ناامید ادھر اُدھر بھٹکتی پھر رہی تھی مگر کوئی فائدہ نہیں پاتی تھی، طعنہ سنتی تھی۔ اتفاقاً ایک روز اس کی ساس نے طعنہ مارا کہ مجھ سے دور ہو میں اپنے لڑکے کی دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ روز صبح کو بانجھ عورت کا منھ دیکھنا پڑتا ہے۔ اس اہیرن کو غیرت آئی اور وہ گھر سے نکل گئی، اتفاق سے وہ سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کی چوکھٹ پر پہونچی کچھ دیر ٹھہری خادمان درگاہ نے اس کو رنجیدہ پایا تو اس نے مفصل حال پوچھا اس نے سب واقعات مذکورہ بیان کئے، پس خادمان کہنے لگے کہ حضرت سیّد سالار مسعود غازی خدا کے ولی اور پھر خدا کی محبت میں شہید ہوئے تو سچے دل سے دعا مانگ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے خداوند کریم تجھکو فرزند نرینہ دیوے گا۔ پس اس نے خوش ہو کر نیت کی کہ اگر مجھ کو لڑکا نصیب

ہووے تو میں قبر اپنے ہاتھ سے بناؤں گی۔ اس کا شوہر بھی اپنی عورت کو ڈھونڈھتا ہوا آ کر اسی جگہ
پہونچا، واقعہ حال سے واقف ہوا اور اسنے بھی وہی نیت کی اور عورت مرد دونوں اپنے گھر واپس
آئے۔ بقدرت حق سبحانہ تعالیٰ اسی شب کو اس کو حمل رہا۔ اور نو ماہ بعد فرزند نرینہ پیدا ہوا۔ ا
تاریخ سے وہ اہیر معہ اپنی عورت و گھر والوں کے اتوار کی رات میں متبرک چوکھٹ سالار مس
غازی پر آتے تھے۔ پھر کیا تھا مدعا کے حصول ہوتے ہی دل باغ باغ ہوا دیوانہ وار نچھاور ہو
ہوئی در غازی میاں پر حاضر ہوئی چونہ و دودھ لائی قبر سالار مسعود غازی اپنے ہاتھ سے اونچی
کے بنائی اور معہ اپنے لڑکے کے عمر اپنی آستانہ مذکور کے جھاڑو بہارو میں صرف کردی۔ یہ کرامت
جا بجا ظاہر ہوئی جو شخص کہ کسی کام یا مشکل موقع پر نیت کرتا حق تعالیٰ اسی ساعت اس کو پورا کرتا
پھر خلائق روز بروز زیادہ آنے لگی جب اس طرح عروج ظاہر ہوا ان دنوں کرامت آں محبوب رب
العٰلمین سالار مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی برسات کے پانی کی طرح ان لوگوں پر برسنے
لگی۔ چنانچہ اندھے کوڑھی وغیرہ جو کوئی اس درگاہ محبوب خدا میں پہونچے شفایاب ہوئے جیسا
گاؤں گاؤں شہر شہر ملک ملک کرامت مشہور ہے۔ گویا وہ قبلہ حاجات دنیا ہے۔ سیاح عالم ابن
بطوطہ نے ذکر کیا ہے کہ جس وقت میں بارگاہ سیّد سالار میں پہونچا اس قدر خلق خدا موجود تھی کہ
مجھے گھنٹوں باریابی و زیارت کا شرف حاصل نہ ہوا بعدہٗ جب بھیڑ کم ہوئی تو بارگاہ مسعودی کی
زیارت سے شرف ہوا اب تو چپہ چپہ سے زمانہ حاضر دربار پروقار ہوتا ہے۔

زہرا بی بی کا بینا ہو کر بہرائچ آنا و برادران کے ساتھ تعمیرات گنبد مبارک فرمانا

الغرض منقول ہے کہ سیّد رکن الدین و سیّد جمال الدین زمینداران کہ جو ملک عرب
سے آئے تھے قصبہ ردولی میں متوطن ہوئے تھے۔ بعضے عام آدمی دوسرا نام بھی کہتے ہیں چنانچہ
سیدرکن الدین کے دو لڑکے تھے و سید جمال الدین کے ایک لڑکی بارہ سال کی تھی حق تعالیٰ نے اس

یہ وہ حضرات ہیں جو فریادی بن کر غزنی گئے تھے اور سالار و رجب سالار نے ان حضرات کو انکے مقابل راجہ کو شکست دیکر زمینداری عطا فرمائی تھی

ر کو کمال خوبصورتی سے آراستہ کیا تھا لیکن آنکھ میں روشنی قطعاً نہیں تھی، نام ان کا زہرا تھا۔
ذات مذکور ہمیشہ لڑکی کے احوال سے رنجیدہ رہا کرتے تھے۔ اتفاقیہ بعض آدمی بہرائچ سے آئے
ن کیا کہ میرے سامنے چند اندھے آدمیوں کی آنکھ نے آستانہ سالار مسعود غازی قدس سرہٗ سے روشنی
ں۔ نیز دوسرے امراض والوں نے بھی شفائے کلی پائی۔

سیّد جمال الدین یہ واقعہ سن کر بہت خوش ہوئے، نیت کی کہ اگر سلطان الشہداء سالار
مسعود غازی کی برکت سے آنکھ میری لڑکی کی روشن ہو جائے تو روضہ آں حضرت بناؤں گا میں۔
ں کے بعد واقعہ مذکور اپنی لڑکی کے سامنے بیان کیا پس لڑکی نے بھی نیت کی کہ اگر آنکھ میری روشن
وے تو سوائے آستانہ سلطان الشہداء کی جاروب کشی کرنے کے اپنی زندگی میں دوسرا کام نہ
رونگی۔ آخر کار غائبانہ حالات سلطان الشہداء سن کر زہرہ کے دل میں عشق آں محبوب الٰہی نے
ار لیا۔ اور سوائے آپ کے تذکرات کے کوئی دوسری بات ان کو اچھی نہیں معلوم ہوتی تھی۔
یث نبوی یہ ہے مَنْ اَحَبَّ قَوماً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ نام حضرت سلطان الشہداء کی تسبیح پڑھتی
یں۔ دن بدن محبت انکی بڑھتی جاتی تھی۔ شعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

زہرہ بی بی اپنے زمانے میں زلیخا سے فوقیت رکھتی تھیں۔ اس لئے کہ زلیخا نے خواب میں
ضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا انکے جمال کی عاشق ہوئیں اور بی بی زہرہ نے نام آنحضرت
سنا ان کے عشق میں گرفتار ہوئیں حتیٰ کہ کھانا پینا چھوڑ دیا دن رات مسعود مسعود پکارتی تھیں۔
بی زہرہ عشق سالار مسعود غازی میں دیوانہ کی مانند تھیں، ایک لمحہ کے لئے قرار نہ آتا تھا والد گرامی
ں پریشان تھے مگر غلبہ شوق چین نہ لینے دیتا تھا اور سمجھانے کی کوئی دوا کارگر نہ ہوتی تھی ایک رات
ر آ گئی تو دیکھتی ہیں کہ سلطان الشہداء آئے، آگے ان کے کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے زہرہ
شخص کی تو مشتاق ہے وہ تیرے آگے کھڑا ہے۔ کس واسطے نہیں دیکھتی ہے۔ پس زہرہ نے اپنے
وں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا اگر میں سالار مسعود کے عشق میں مظبوط ہوں تو مجھے روشنی دے
میں محبوب کا جمال دیکھوں نہیں تو موت دے کہ محبوب کی جدائی سے نجات پاؤں میں پروردگار
م نے بہ سبب رسوخ ان کے عشق کے اسی وقت انکی آنکھوں میں روشنی عطا فرمائی۔ پس پہلی چیز

بارگاہ مسعودی میں بارات حضرت زہرہ کی یادگار

القصہ بی بی زہرہ کی وفات سے ماں باپ ان کے معہ اقرباء خود ہر سال ردولی سے آتے تھے اور غلبۂ شوق میں کہتے تھے کہ میں بی بی زہرہ کی شادی کے واسطے بہرائچ جاتا ہوں۔ پس زہرہ بی بی کے والدین انتہائی شان وشوکت سے مقررہ وقت پر زیارت کی شکل میں آتے رہے اور اس رسم کو ادا کرتے رہے۔ چونکہ ماں باپ بی بی زہرہ کے اپنی لڑکی کی محبت میں بیخود ہو گئے تھے اس لئے یہ طریقہ نکالا تھا۔ جو اس لڑکی کی محبت کے سبب سے ۴۳۰ھ سے یہ رسم جاری ہے اور قیامت تک باقی رہے گی۔

لیکن اس حقیر کے اعتقاد میں ایسا ہے کہ یہ شادی محض خواب مذکور کا نتیجہ ہے۔ جو سالار مسعود غازی نے اپنی زندگی میں دیکھا تھا کہ اس کے والدین عقد کے واسطے بلاتے ہیں۔ یقین ہے کہ شہیدوں کی شادی حوروں سے بہشت میں ہوتی ہے۔ چونکہ باطن میں ہمیشہ شہیدان شاد وپر ذوق رہتے ہیں اس لئے اس کا سایہ دنیا میں ظاہر طور پر پڑتا ہے۔ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ یہ ظاہری طرز عمل دنیاوی سایہ عالم باطن کا ہے اور جو کچھ باطن میں ہوتا ہے وہی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ (کَقَوْلِهٖ تَعَالیٰ هُوَ الظَّاهِرُ وَ البَاطِنُ وَ هُوَ بِکُلِّ شَیٍٔ عَلِیْم) یہ غلبۂ شوق تھا جس کا کرشمہ ظاہر ہے اور صاحب باطن کے لئے نور وسرور ہے۔ بد باطن کے لئے ذرّہ ہولناک ہے۔ بارات لانے والوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ ہزاروں روپیہ خرچ کر کے اس رسم کو ادا کرتے ہیں اس کے عوض میں بارگاہ بالے میاں سے جو کچھ مانگتے ہیں اس کے سوا ملتا ہے۔

چند کرامات وعنایات

منقول ہے کہ جب سلطان الشہداء مسعود غازی ور جب سالار ہٹیلہ غازی کے عروج کا ظہور ہوا تمام انبوہ خلق رنگ رنگ کے نشانوں اور چتروں کو لئے ہوئے نہایت ذوق وخوشی کے ساتھ ناچتے وگاتے ہوئے بنارس کی طرف سے آئے۔ جب شہر جونپور میں پہونچے تو ہزاروں

نشان وچتر ان کے ہمراہ ہو گئے اور بہت غل ہوا۔ ایک بدعقل مولوی اس مقام پر علم ظاہری پڑھنے پڑھانے میں مصروف تھا۔ اتفاقاً وہ گروہ مردمان نشان وچتر لئے ہوئے اس کوچہ میں آئے اور وہ غلبات عشق سے ناچتے گاتے ہوئے چلے آرہے تھے اس بدعقل مولوی نے پوچھا کہ یہ کیسا غل ہے شاگردان کہنے لگے کہ خلائق نشان ہائے وچتر ہائے لے کر سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی کی زیارت کے واسطے جارہی ہے۔ ملاّ مذکور نے کہا کہ یہ بدعت کی قسم سے ہے ان کولاؤ کہ ان آدمیوں کے ساتھ سختی کروں میں جب کہ شاگردان اٹھ کر دوڑے جب قریب پہونچے کہ لڑائی کریں غیب سے طمانچہ اس بدعقل مولوی کے منہ پر ایسا پڑا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور جان دے دی۔ شاگردوں نے اس بے عقل کو اٹھایا اور گھر میں لائے تمام شہر کے آدمیوں نے اس واقعہ کوسنا دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے اور تمام لوگوں نے دیکھا کہ مولوی کا منہ سیاہ ہو گیا اس روز سے ناعاقبت اندیش سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی کی ولایت پر ایمان لائے معتقد ہوئے اور اس کی سزا دنیا میں یہی تھی اور سیاہ رو اس کا ہونا دلالت کرتا ہے چنانچہ کسی بزرگ نے اچھا کہا ہے۔

شعر

پروانہ ازاں سوخت کہ باشمع درافتاد

باسوختگان ہر کہ درافتاد وبرافتاد

دوسری کرامت

نقل ہے کہ ایک روز شیخ نور محمد دہلی میں اپنی چوکھٹ پر (یا دروازے پر) کھڑے تھے لیکن آنکھوں میں روشنی نہیں رکھتے تھے بعض آدمی بہرائچ سے آئے نقل کرنے لگے کہ میرے سامنے چند اندھوں نے آستانہ سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی قدس سرّہٗ پر آنکھوں میں روشنی پائی۔ نور محمد اس واقعہ کوسن کر خوش ہوئے اور نیت کی کہ اگر بہ برکت سالار مسعود غازی ورجب سالار ہٹیلہ غازی آنکھ میری روشن ہووے تو ایک مرغ رجب سالار ہٹیلہ غازی کی نیت سے ذبح کروں گا میں اور دوسرا کام نہ کروں گا۔

الغرض غلبۂ احوال رجب سالار ہٹیلہ غازی سن کر نور محمد نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خداوندا میری آنکھوں میں روشنی دے تو محنت اور تکلیف سے نجات پاؤں پروردگار عالم نے تکمیل عشق کے سبب سے اسی ساعت اس کو بینا کر دیا پس پہلی چیز کو جو اس کی نظر میں آئی وہ جمال جہاں آرائے رجب سالار ہٹیلہ غازی تھی بغور دیکھتے ان کی طرف دوڑے۔ مگر وہ آنکھوں سے دکھلا کر نظر سے

غائب ہوگئے۔ کرامات ان کی شہر بہ شہر مشہور ہوئی بہت سے آدمی اس واقعہ کی شہرت سن کر
ہوئے اور نہایت شوق کے ساتھ ناچتے گاتے ہوئے نور محمد مرغ کو لائے اور ذبح کیا پائے
اس کے زمین کے نیچے دفن کئے اور مرغ کو کباب کیا اور ایک کباب کسی ایک بدعقل مولوی کے
سامنے حاضر کیا اس نے پوچھا کہ یہ کباب کس بزرگ کی نذر کا ہے اس نے کہا کہ نذر رجب
سالار ہٹیلہ غازی کا ہے پس اس نے کھایا تو مگر بدعت بدعت کی رٹ شاگردوں سے لگاتا
رہا۔ اس پر مزید جب شاگردان اس کے کہنے لگے کہ خلائق مرغ کو پکڑ کر ذبح کرتی ہے۔ ملا مذکور
نے جواب دیا کہ اس طریقہ سے بدعت ہے ان کو بلاؤ ان پر سختی کرو۔ اس نے منع کیا کہ پائے
اس کے زمین میں نہ دفن کرو تو طمانچہ غیب سے اس بدعقل کے منہ پر ایسا پڑا کہ بیہوش ہو کر زمین پر
گر پڑا اور شاگرد لوگ اس کو اٹھا کر گھر لائے آدھی رات کو اس بدعقل کے پیٹ میں مرغ آواز
دینے لگا اور جسم اس کا لرزنے لگا اس نے صدق دل سے توبہ کی اور نیت کی کہ جلد آزار میرا دور
ہووے تو میں برائے زیارت رجب سالار ہٹیلہ غازی و مسعود غازی بہرائچ شریف جاؤں گا اور
آستانہ متبرک پر ایک بکری اور ایک گائے کو ذبح کروں گا۔ حق تعالیٰ نے بہ برکت رجب سالار
ہٹیلہ غازی و سیّد سالار مسعود غازی دردان کا دور کیا اور بہرائچ آکر آستانہ رجب سالار سالار ہٹیلہ
غازی کی زیارت کی اور ایک بکری اور ایک گائے ذبح کی۔ نذر و نیت اس کی قبول ہوگئی۔ زیارت
سے بھی مشرف ہوا، یہاں چند دنوں قیام کیا اور اس کے بعد دہلی روانہ ہوگیا۔

بارگاہ سلطان الشہداء میں فیروز شاہ تغلق شہنشاہ ہندوستان کی آمد و قطب بہرائچ سے ملاقات

ایک بزرگ نے بیان کیا ہے کہ ایک روز فیروز شاہ بادشاہ کی ماں اپنے بالا خانہ پر
کھڑی تھیں اتفاقاً خلائق انبوہ و نشان ہائے و چتر ہائے رنگ برنگ کے لے کر با ذوق تمام ناچتے
و گاتے ہوئے سالار مسعود غازی و رجب سالار ہٹیلہ غازی قدس سرہٗ کی زیارت کے واسطے
جا رہی تھی۔ واقعۂ حال دیکھ کر والدۂ بادشاہ مذکور کی متحیر ہوئی کہ یہ کس صاحب ولایت کا تصرف

ہے۔ حاضرین نے سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی قدس سرہٗ کے صفات بیان کئے اس زمانہ میں سلطان فیروز ٹھٹھ کی جنگ میں مصروف تھے مادر مشفقہ نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا ٹھٹھ سے فتح کر کے بہ صحت وسلامت واپس آئے تو اس کو برائے زیارت سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ قدس سرہٗ بہرائچ میں بھیجوں گی۔

الغرض بادشاہ مذکور کو ملک ٹھٹھ میں بہت بُرا وقت وموقع پڑ گیا تھا مگر حق تعالیٰ نے بہ سبب سلطان الشہداء سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی قدس سرہٗ ان کو فتح دی۔ وہ صحیح سلامت دہلی میں پہونچے۔ پس مادر سلطان مذکور نے ان کو گھیر کر بہرائچ بھیجا۔ جب سلطان قریب بہرائچ میں پہونچا بعضے ناقص آدمیوں نے عرض کی کہ قبر سالار مسعود غازی دوسری جگہ ہونا سنا ہے۔ بادشاہ کو شک پیدا ہوا کہ زیارت کس طرح نصیب ہووے پس فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس جگہ فقیر کامل خدارس باطن میں ہو تو اس کے ساتھ ہو کر زیارت کروں۔ اس لئے کہ عارفوں کی نظر سے اہل قبر پوشیدہ نہیں رہتے۔

اس زمانے میں خدا کے پہچاننے والے اور محبوب کے بھید سے واقف حضرت سیّد افضل الدین ابو جعفر عرف سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ العزیز عالی درجات رکھتے تھے، اس وقت روز بروز خوارق وکرامات سالار مسعود غازی ور جب سالار رہٹیلہ غازی قدس اللہ سرہٗ العزیز دنیا کے لوگوں پر مثل باراں برساتے یا ظاہر کرتے تھے اس درویش کامل کے خدمت کا واقعہ سبھوں نے سنایا۔

سلطان فیروز کو بہت ذوق ہوا پس اوّلاً بغرض حصول شرف ملاقات حضرت سیّد امیر ماہ صاحب مذکور کے پاس پہونچا۔ اور بعد ملاقات کرنے کے التماس کی کہ میں سلطان الشہداء کی زیارت کے واسطے آیا تھا مگر یہاں کے آدمی دوسری طرح بیان کرتے ہیں چاہتا ہوں کہ حضرت کے ہمراہ ہو کر شرف زیارت سے مستفید ہوں۔ قبروں کے احوال کی کوئی چیز حضرت سے پوشیدہ نہ ہوگی۔ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ فلاں تاریخ کو اسی قبر سے کہ جو روضہ میں ہے سلطان الشہداء برآمد ہو کر و نیز بعد ساعت دوسرا گنبد رجب سالار رہٹیلہ قدس سرہٗ کا ہے جو بہ فاصلہ ایک کوس ہے ان کی قبر بھی اندر گنبد واقع ہے اس قبر سے رجب سالار رہٹیلہ قدس اللہ سرہٗ برآمد ہو کر دو بزرگ تمہاری امداد کے واسطے ٹھٹھ کی طرف گئے تھے۔

اور وہاں فتح کر کے واپس آئے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اپنے اپنے روضہ میں گئے سلطان نے واقعہ نویس کو بلایا اور واقعہ کے کاغذ کو دیکھا تو وہی روز وہی تاریخ کہ جو حضرت امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا۔ یوم فتحیابی ملک ٹھٹھہ تھی کاغذ موافق نکلا۔ سلطان فیروز شاہ کا ولایت تصرفات ہر دو بزرگ پر اعتقاد مستحکم و مضبوط ہوا ہمراہ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہ بہ آستانہ سلطان الشہداء سیّد سالار مسعود غازی پہونچے۔

چونکہ تمام آدمی زیارت کے واسطے گئے تھے۔ کثرت ہجوم بہت تھا حضرت سیّد امیر ماہ وسلطان فیروز شاہ روضہ کے دروازے پر کھڑے تھے جب خلق انبوہ زیارت سے فارغ ہوئی اس وقت سلطان فیروز شاہ و حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ زیارت سے مشرف ہوئے بعد ازاں بادشاہ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ کی طرف مخاطب ہوا۔ عرض کی کہ کوئی چیز کرامات سلطان الشہداء سیّد سالار مسعود غازی ظاہر فرمائیے کیونکہ حق تعالیٰ ایسے درویش کامل کو جو دونوں جہاں میں چاند ہوں زیادہ نور دیئے ہوئے ہے فوراً کہا کہ اس سے زیادہ کون سی کرامت سلطان الشہداء کی آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مثل تمہارا بادشاہ اور مجھ جیسا فقیر دربانی کر رہا ہے۔ بادشاہ بھی ایسی باتوں سے عشق رکھتا تھا۔ لہٰذا بہت لطف اٹھا کر خوش ہوا۔ شمس سراج واقعہ نویس سلطان فیروز شاہ نے قسم پنجم مقدمہ اوّل میں جہاں کہ حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ نے کہا کہ دوسرا روضہ رجب سالار رہٹیلہ غازی بھانجہ سالار مسعود غازی کا ہے وہاں بھی چلیں اور ان کی زیارت سے فیضیاب ہوں۔

پس فیروز شاہ ہند کا اعتقاد مضبوط ہوا۔ وہ بہ ہمراہی حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ بہ آستانہ رجب سالار رہٹیلہ غازی پہونچے۔ چونکہ وہاں بھی تمام آدمی زیارت کے واسطے گئے ہوئے تھے ہجوم بہت بڑا تھا حضرت سیّد امیر ماہ قدس اللہ سرہٗ و سلطان فیروز شاہ روضہ متبرکہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ جب خلق زیارت سے فارغ ہوئی زیارت کر کے بہرائچ آئے بادشاہ نے تعمیر کے سلسلے میں تھوڑے دن قیام کیا اس کے بعد دہلی روانہ ہو گیا۔

آج بھی بہرائچ میں فیروز شاہ تغلق کی یادگار احاطہ سیّد سالار و زنجیری گیٹ و روضہ سیف الدین سالار و روضۂ رجب سالار باقی ہے۔

جلوۂ ابن مریم

جمیل احمد ادریسی مہراج گنج بہرائچ

نبی کے چہیتے علی کے سلونے حسین و حسن کے جگر میرے غازی
ہیں نخل گلستاں خاتون جنت حرم محترم کے کنور میرے غازی
وہ ستر معلیٰ کے آغوش رحمت ہیں سالار ساہو کے دل کی مسرت
ہیں عیسیٰ نفس جلوۂ ابن مریم طبیبوں کے ہیں مقتدر میرے غازی
عبادت میں شہزادگی انکے صدقے ، ذکاوت میں پیروں کی پیری نچھاور
لڑکپن پہ ان کی شہادت کے تمغے کرامت کے ہیں تاجور میرے غازی ،
تھرکتا ہے کوئی مچلتا ہے کوئی نشاں اور بارات لاتا ہے کوئی
عجب ڈھنگ کے تیرے مجنوں ہیں کہتے مدد میرے بالے مدد میرے غازی
یہ بہرائچ ہندوستاں کی ترائی ، جہاں کفرو الحاد کی تھی خدائی
اسے مرکز دین و ایماں بنا کر ہوئے حشر تک جلوہ گر میرے غازی
کسی حوض میں کچھ جذامی پڑے ہیں کہیں کور چشموں کی آہ وبکا ہے
بہ اذن خدا سب کی بھرتے ہیں جھولی سبھوں پہ ہیں رکھتے نظر میرے غازی
کلام خدا نے کیا تم کو زندہ ہے دست تصرف سبھوں پہ ہویدا
بہاریں چلیں سوئے طیبہ سے بنہے ادھر سے چلے جب ادھر میرے غازی
جمیلؔ اب تو سی لو ندامت کی چادر ادب سے کرو نذر روضہ پہ جا کر
یہ سنتے ہیں سب کی سنیں گے تمہاری ہیں مشکل کشا کیپ پسر میرے غازی

ضمیمہ تاریخ بہرائچ شریف

قطعہ تاریخ شہادت

حضرت مسعود غازی خسرو ہندوستاں
بود ذات عالیش شرع نبی را منتظم
یافت از حق چوں حیات سرمدی تاریخ سال
خود خدا فرمود بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ

۴۲۴ھ

حضرت مسعود غازی واقف سر الٰہ
شد فنا فی اللہ زیں دار فنا با عزّ و جاہ
سال تاریخ شہادت در سن ہجری بفکر
زو رقم کلکم وصال قبلۂ ایمان پناہ

۴۲۴ھ

ہندوستان میں اسلام کی آمد

ہندوستان مذہبوں کا ملک تھا اور ہے اور رہے گا۔ یہاں قدیم غیر اسلامی مذاہب بودھ ،جین اور ہندویت نے جنم لیا اور پروان چڑھے۔ غیر ملکی قومیں داخل ہوتی رہیں اور یہاں کا اصل مذہب مختلف رنگ وروپ میں بدلتا رہا اور اصل باشندے جن کا مذہب یہاں کی بناء اصل کہا جاسکتا ہے کالعدم ہو چکا تھا۔ قوم دراوڑ اور شودر کا نظریاتی لب ولہجہ غالب قوموں میں ضم تو نہ ہوسکا مگر فنا ضرور ہوگیا۔ نسلی برتری ہی یہاں کا مذہب قرار پائی جو مغلوب وکمزور ہوئے ان کا مذہب مردہ ہوگیا اور جو غالب وقوی رہے ان کے دھرم کی چھاپ گہری ہوتی چلی گئی اور پھر مغلوب قوموں نے غالب کی تہذیب اور انھیں دھرم اپنا کر اپنے اصل مذہب کا بھی مذاق اڑایا۔

عرب اور ہندوستان میں قدیم تعلقات استوار رہے اسلام کے ظہور سے پہلے بھی ہندوستان اور عرب ملک باہمی تجارتی قافلے اپنی تجارت کی منڈیوں میں ایک دوسرے کو قریب سے دیکھ چکے تھے۔ اگر عرب السیف المہند (ہندوستانی تلوار) پر فخر کر سکتے تھے تو ہندوستان کی جاٹھ اور چھتری قومیں میدان شہسواری میں اسپ تازی (عربی گھوڑا) کا لوہا مان چکے تھے۔ پھر جب تجارت کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو گرم مسالوں کا تبادلہ بھی تجارت کا ایک اہم مسئلہ بن گیا عرب ہندوستانیوں سے اور ہندی عربوں سے میدان تجارت میں ایک دوسرے سے قریب تر ہو چکے تھے۔ انھیں دنوں چھٹی صدی عیسوی کی نصف آخر کی دہائیوں میں مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں اللہ کے آخری نبی خلوت کدۂ ہستی کو اپنے قدم ناز کی برکتوں سے بابرکت بنا چکے تھے۔ لیکن چالیس سال بعد عرب کے جنگجو قبائل ایک نئے اور انقلابی نعرہ کی بازگشت سن رہے تھے، کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ جنکے قلوب ازل کی نورانیت سے منور تھے انھوں نے بغیر پس وپیش کے اس انقلابی کلمہ کا خیر مقدم کیا۔ لیکن دلوں کے ظلمت کدوں میں کفر کے دھندلکوں کا دباؤ جہاں گہرا تھا وہ منکرین کی صف میں کھڑے ہو کر خرق عادت وافعال کا مطالبہ کر رہے تھے۔

اسلام انتہائی سرعت سے حدود مکہ شریف سے نکل کر طائف اور مدینہ شریف میں ذہنوں کی صفائی کر رہا تھا اور اس کی روحانی طاقتیں حدود سے ماورئی پوری کائنات میں اپنے فیض باطنی سے ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی تھیں۔ تاجدار انبیاء صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہری کے بعد شیخین کریمین (حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے اسلام کی سرحدوں کو عجم کی سلطنتوں سے ملا دیا تھا اور ہلالی پرچم قیصر و کسریٰ کے فلک بوس قلعوں پر لہرا رہے تھے۔ لیکن ۲۴ھ کے اوائل میں مشرق وسطیٰ کے جنوب و غرب میں اسلام کا غلغلہ بڑی تیزی سے اثر انداز ہو رہا تھا۔ جس کی دستک ہندوستان میں سندھ کی دہلیز پر سنی جا رہی تھی۔

ہندوستان میں اسلام کی آمد قرن اوّل میں ہو چکی تھی جب کہ عرب ابھی اسلام کی آفاقی قدروں سے نا آشنا تھے۔ ہندوستان میں اس کی روحانی طاقت دلوں کی کایا پلٹ رہی تھی اور بیدار دل نبیٔ رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کا بے دیکھے کلمہ اقراری زبان قال سے نہیں بلکہ زبان حال سے پڑھ رہے تھے۔ ہندوستان میں اسلام کی آمد سے متعلق میرے پاس دو مختلف روایتوں کے ماخذ موجود ہیں۔ ایک قول کے مطابق ہندوستان میں اسلام بائیسویں صدی ہجری میں آیا اور دوسرے قول کے مطابق چالیسویں صدی ہجری میں آیا۔

چنانچہ تاریخ فرشتہ کے مصنف محمد قاسم فرشتہ کے قول کے مطابق بھارت میں اسلام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد عمارت میں آیا اور ہندوستان میں جس مسلمان نے سب سے پہلے قدم رکھا وہ مہلّب ابن ابی صفرہ تھا۔ چونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اسلامی عساکر ممالک عجمیہ پر فتح و کامرانی حاصل کرتی ہوئی آگے بڑھی تھیں۔ لیکن مشرق کی طرف پیش قدمی حضرت عثمان غنی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد مبارک میں ہوئی جیسا کہ محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ۔

"ہجرت نبوی کے اٹھائیسویں (۲۸) سال امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں بصرہ کے حاکم عبد اللہ بن عامر نے فارس پر حملہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو جنھوں نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق کی وفات کے بعد بد عہدی کی تھی شکست دی اور واپس بصرہ آیا۔ ہجرت کے تیسویں (۳۰) سال امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی نے ولید بن عقبہ کو جو کوفے

کا حاکم تھا اس وجہ سے معزول کر دیا کہ اسے شراب نوشی کی عادت تھی اور اس کی جگہ سعید بن العاص کو مقرر کر دیا۔ سعید اسی سال طبرستان کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما بھی اس کے ساتھ معرکے شریک ہوئے۔ اشتر آباد کے دار السلطنت جرجان کو حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قدموں کی برکت سے فتح کر لیا گیا۔ وہاں کے باشندوں نے دو لاکھ دینار سالانہ دینا منظور کئے۔ اہل جرجان اسلام لے آئے اور خوش حالی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے ،،

(تاریخ فرشتہ جلد اوّل مترجم ص ۷۹)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی حکومت مشرق کی طرف تیزی سے پھیل رہی تھی اور اسلام اسی طرح لوگوں کا ہر دل عزیز مذہب بنتا جا رہا تھا۔ چنانچہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عنان حکومت سنبھالی تو اس کا رقبہ ہر چہار سو بہت زیادہ پھیل چکا تھا اسی درمیان اسلامی عساکر ہندوستان کی مغربی سرحدوں پر دستک دے رہی تھیں چنانچہ فرشتہ پھر لکھتا ہے کہ

,, ۴۴ھ میں امیر معاویہ نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ، خراسان اور سیستان کا حاکم مقرر کیا اور اسی سال زیاد کے حکم سے عبد الرحمٰن ابن ربیعہ نے کابل کو فتح کیا اور عرب کابل کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ کابل کی فتح کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایک نامور عرب امیر مہلّب ابن ابی صفرہ مرو کے راستے سے کابل و زابل آئے اور ہندوستان پہونچ کر انھوں نے جہاد کیا اور دس یا بارہ ہزار کنیز و غلام اسیر کئے ان میں کچھ لوگ توحید اور آں حضرت کی نبوّت کا اقرار کر کے مسلمان ہو گئے ،،

(تاریخ فرشتہ جلد اوّل مترجم ص ۸۰)

اس عبارت کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ ہندوستان میں اسلام پہلی صدی ہجری کی نصف اوّل کی چند آخری دہائیوں میں داخل ہو چکا تھا اور پہلا وہ شخص جس نے بھارت کی دھرتی پر قدم رکھا وہ مہلّب ابن ابو صفرہ تھا۔ لیکن تاریخ کا ایک اور مآخذ ہمارے سامنے موجود ہے۔ جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اسلام کا ورود ہندوستان میں پہلی صدی ہجری کی نصف اوّل کی ابتدائی دہائیوں میں ہوا اور حضرت رافع اور رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اصحاب بدر ہیں ہندوستان میں پہلے تشریف لائے پھر ۲۷ھ ہجری میں حضرت مغیرہ بن شعبہ (المتوفی ۵۰ھ) جو مشہور راوی حدیث ہیں ان کا آنا ثابت ہے جیسا کہ ابو محمد ویلشوری کی تصنیف الادلۃ القواطع علےٰ ان امر العربیۃ فی التوابع

سے ظاہر ہوتا ہے۔ موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) ,,کہ اسلام کیرلہ شہر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں آیا۔ اس طرح کہ انھوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی قیادت میں ایک مختصر لشکر ہندوستان کی طرف بھیجا اور وہ لوگ کالیکھٹ پہونچے جہاں کے بادشاہ کا نام زمودان تھا جب اس نے ان کی آمد اور معجزہ شق القمر کی خبر سنی جس کو زمودان اور تمام شہریوں نے دیکھا تھا تو اس واقعہ (شق القمر) کے بارے میں اور اس کے وقت کے متعلق دریافت کیا جب ان کا مشاہدہ ان کی اطلاع کے مطابق ہوا تو خود ملک زمودان اور تمام شہریوں نے اسلام قبول کرلیا اور یہ ۲۷ھ کا واقعہ ہے۔

(کتاب مذکور ص ۶)

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام ہندوستان میں ۲۷ھ میں آیا اور کیرلہ میں کالیکھٹ (جس کو اب کوزھی کود کہا جاتا ہے) کی دھرتی سب سے پہلے مشرف ہوئی۔ لیکن اس کتاب کی اگلی عبارت سے یہ پہلو بھی اجاگر ہوتا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ (متوفی ۵۰ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ورود سے کوئی پانچ سال قبل ہی کالیکھٹ میں اسلام کا ورود ہو چکا تھا۔ مولانا ابو محمد ویلشوری ارشاد فرماتے ہیں۔

,,مجھے بعض ثقہ لوگوں نے خبر دی کہ کالیکھٹ میں قدیم مسجد کی طرح عمارت کے سامنے مسجد پر ایک تختی آویزاں تھی جس میں لکھا تھا ان بناء ذلک المسجد سنة ثنتين و عشرين من الهجرة (اس مسجد کی تعمیر ۲۲ہجری میں ہوئی) راوی نے کہا میں نے اس کو پڑھا ہے جس میں تاریخ بُویَد[1] نوشتہ تھی۔ راوی نے مزید کہا کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت رافع اور رفاعہ اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں بھی اس مسجد کے قریب میں ہیں۔ تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سلطنت کیرلہ میں اس سے (حضرت مغیرہ بن شعبہ کی آمد سے) پہلے داخل ہو چکا تھا اس لئے کہ یہ بعید ہے کہ کسی ملک ہند میں اسلام کے دخول کے بعد مسجد تعمیر نہ کی جائے،،

(الادلة القواطع ص ۷)

---

[1] بُوَید مذکور ہے ابجد کے حساب سے چاروں حرفوں کے اعداد بائیس (۲۲) ہوتے ہیں اور یہی اس کا سن تعمیر ہے۔

مؤخر الذکر عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ ہندوستان میں اسلام ۲۲ھ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں داخل ہو چکا تھا۔ اور پہلے دو افراد جنھوں نے اپنے قدم ناز سے اس دھرتی کو سرفراز فرمایا۔ وہ جنگ بدر میں شریک ہونے والے عظیم مجاہدین حضرت رافع اور رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جنھوں نے یہاں تشریف لا کر جنوبی ہند میں اسلام کی تبلیغ فرمائی اور مسجدوں کی تعمیر بھی کروائی۔

ان ساری عبارتوں سے ہمارے سامنے جو بات واضح ہو کر آتی ہے وہ یہ کہ چونکہ ہندوستان اس وقت چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بنٹا ہوا تھا اور ہندوستان کے حدود اربعہ مشرق میں برما اور مغرب میں افغانستان، شمال میں چین اور جنوب میں لنکا تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسی وجہ سے جنوب میں اسلام کی سرگرمیاں مغرب و شمال تک نہ پہونچ سکیں۔ اگر اس وقت ہندوستان موجودہ بھارت کی طرح ہوتا تو اسلام کی یہ سرگرمیاں پورے ملک کے لئے اکائی کا کام دیتیں۔ تو جنوب ہندوستان میں اسلام ۲۲ھ ہجری میں داخل ہوا۔ اور مغربی ہندوستان میں ۴۵ھ ہجری میں آیا۔

پھر پہلی صدی ہجری کے اواخر میں جب ولید ابن عبد الملک نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو اس نے اسلامی سلطنت کو مزید وسعت دی۔ اسی کے عہد میں فاتح سندھ حضرت محمد بن قاسم نے ہندوستان کا رخ کیا اور فتح و کامرانی کا پھریرا ہند کی سرزمین پر نصب فرمایا اور آپ کے اخلاق و مروت نیز اسلامی قدروں کو دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔ ولید کے عہد میں ہی دیبل کا مضبوط اور تاریخی قلعہ فتح ہوا اور راجہ داہر جیسے نخوت و غرور کے مجسموں کو خاک آلود ہونا پڑا۔ علامہ جلال الدین سیوطی ولید کے عہد کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"۸۸ھ میں جرثومہ، طوانہ فتح ہوئے ۸۹ھ میں جزیرہ متورفہ و میورقہ ہاتھ آجائے۔ ۹۱ھ میں نسف و کبش شعر بان مدائن، بحر آذر بائجان کے قلعہ قبضہ میں آئے۔ ۹۲ھ میں ملک اندلس تمام، شہر ارمابیل و قتریون فتح ہوئے ۹۳ھ میں دبیل وغیرہ پھر کرخ (کیرخ) برہم دباجہ، بیضا خوارزم، سمرقند، سعد فتح ہوئے،،" (تاریخ الخلفاء مترجم ص ۲۸۸)

مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں ۹۳ھ مغربی ہند میں اسلام کا پھریرا دوبارہ لہرا رہا تھا
ہم یہ فتوحات عساکر اسلامیہ کا نتیجہ تھیں جو صرف غزنی ہند تک محدود رہیں۔ لیکن جب اولیائے
کرام کا روحانی ورود بھارت میں ہوا تو یہاں کی حالت یکلخت بدل گئی۔ سلطان مسعود بن
سلطان محمود غزنوی جب کہ ۴۳۱ھ میں لاہور پر اپنے اقتدار کا قبضہ جمائے ہوئے تھا اس
وقت عارف باللہ حضرت شیخ علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ لاہور میں تشریف
لائے اور تشنگان زندگی کو اسلام کی تڑپ عطا فرمائی اور مغربی ہندوستان ان کی مسیحا نفسی کے فیض
سے اسلام کا قلعہ بن چکا تھا۔ لیکن یہ اثرات ابھی ہندوستان کے صرف چند خطوں تک محدود تھے
کہ ۴۱۵ھ میں سومنات کی فتح کے بعد فاتح اعظم حضرت سیّد سالار مسعود غازی (متوفی
۴۲۴ھ ۱۰۳۳ء) علیہ الرحمۃ والرضوان غزنی سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور
۴۲۰ھ ۱۰۲۹ء میں دہلی میں ان کا ورود شمالی ہند کے لئے مژدۂ جانفزا بنا ہوا تھا۔

چنانچہ ابھی تک شمالی ہند میں اسلام کی جاذب اور دلکش شعائیں نہیں پہونچ سکی تھیں۔
حضرت سیّدنا سالار غازی میاں علیہ الرحمۃ نے جہاں عساکر اسلامیہ کی قیادت میں فتح و کامرانی کا
پھریرا نصب فرمایا وہیں اسلامی تبلیغ کا اثر و نمود دلوں کی کایا پلٹ چکا تھا اور شمالی ہندوستان بھی اسلام
کی روحانی توانائیوں کی آماجگاہ بن گیا لیکن حضرت غازی علیہ الرحمۃ کی شہادت کے بعد اسلام کی
آبیاری کا وہ جذبہ قائم نہ رہ سکا کیونکہ قدرت تاجدار ہند کی جلوہ سامانیوں کا اہتمام پردۂ غیب سے کر
چکی تھی۔

اور خواجہ خواجگان سلطان الہند سیدنا معین الحق والدین سنجری علیہ الرحمۃ کا تسلّط دائمی طور پر
ہندوستان کا دائمی حصہ بن چکا تھا۔ چھٹی صدی ہجری کا نصف آخر جس کی ابتدائی اکائیوں میں افق
ہند کا مطلع کسی شمس الاولیاء کی تابانیوں کے لئے صاف ہو چکا تھا۔ حضرت خواجۂ خواجگان علیہ
الرحمۃ نے اجمیر معلّٰی کو اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرما کر ہندوستان میں اسلام کا غلغلہ ہر چہار سو
بلند کیا جیسا کہ مرقوم ہے کہ

"حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ
معین الدین والملّت دو مہینہ تک حضرت مخدوم علی ہجویری کے مزار پر معتکف رہے بعد حصول

فوائد بیشمار کے دہلی تشریف لائے اور ایک مدت تک دہلی میں قیام فرمایا پھر متوجہ خطۂ اجمیر ہوئے اور تاریخ دس محرم الحرام ۵۶۱ھ کو اجمیر میں نزول اجلال فرمایا،،

(قطب الاقطقطاب مہرولی گائڈ صف ۱۷)

پھر تو پورے ہندوستان میں اسلام کی ایک لہر تھی جو ہر چہار سو محسوس کی جارہی تھی اور ہند کی سرزمین پر اولیا کا لامتناہی سلسلہ وارد ہوتا رہا۔ مشرق میں حضرت سیّدنا اخی سراج الدین علیہ الرحمۃ اور اولیائے پنڈوہ اپنے کشف سے زنگ آلود دلوں کو مجلّٰی کرتے رہے۔ یوں بھارت اولیاء اور علماء سے کھچا کھچ بھر گیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت بندہ نواز گیسو دراز، حضرت مخدوم سمنانی، حضرت قطب رانچوری، حضرت مخدوم بہار وغیرہم علیہم الرحمۃ جیسے جلیل القدر اولیاء نے سوز نفسی کا وہ کام کیا۔ ہندوستان میں ہر سو اسلام کا پھریرا لہرانے لگا۔ سلاطین اسلام مغلیہ، لودھی، التمش وغیرہ نے مزید سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور پورا بھارت اسلامی روپ اختیار کر گیا ذرّوں کو اوج ثریا سے بلند کر کے نور و نکہت کی وہ تازگی بخشی گئی کہ اس سے بام و در جگمگا اٹھے اور بھارت کے کونے کونے میں اسلام زندہ باد کے فلک شگاف نعرے سنے جانے لگے۔

ماخذ :- تاریخ فرشتہ، تاریخ الخلفاء، تذکرہ سید سالار، مقدمہ کشف المحجوب

دین حق کا مجاہد

اسم گرامی :- سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ ۔ والد ماجد :- حضرت سالار ساہو علیہ الرحمۃ

تاریخ پیدائش :- ۲۱ر شعبان المعظم ۴۰۵ھ مطابق ۱۵ر فروری ۱۰۱۵ء (بوقت فجر)

مقام پیدائش :- اجمیر شریف

تاریخ شہادت :- ۱۴ر رجب المرجب ۴۲۴ھ بروز یکشنبہ (بوقت عصر)

مختصر تعارف ہندوستان جیسے کفر و الحاد کی خاردار جھاڑیوں میں زندگی کا راستہ ہموار کرنے کے لئے جن سورماؤں کے قدم پہونچے ان میں سید سالار مسعود غازی کا نام ہنوز روشن و تابندہ ہے آپ کی پیدائش سے قبل ہی مقدس ارواح و رجال الغیب نے نشاندہی کر دی تھی ۔ آپ کی شکل و شباہت سے عکس جمال مصطفوی اور مرتضوی جاہ و جلال عیاں تھا ۔ آپ کے والد ماجد حضرت سالار ساہو سلطان محمود غزنوی کے سپہ سالار اعظم تھے اور والدہ ماجدہ بی بی ستر معلی سلطان سبکتگین کی صاحبزادی اور سلطان محمود غزنوی کی بہن تھیں جو پارسائے وقت اور عرفان شریعت میں یکتائے روزگار تھیں ۔ جس خانوادے کا خمیر عشق و مستی کے جذبہ سے لبریز ہو اس کے چشم و چراغ کا کیا کہنا کہتے ہیں کہ جب آپ چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو رسم بسم اللہ خوانی کا شاندار اہتمام کیا گیا ۔ دور اندیش اور مستقبل شناس باپ نے سیّد ابراہیم بارہ ہزاری کو آپ کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کیا ۔ بیش قیمت زر و جواہر کا شاندار نذرانہ استاذ محترم کو پیش کیا گیا ۔

حضرت سیّد ابراہیم بارہ ہزاری جہاں علوم ظاہر میں دسترس رکھتے تھے وہیں علوم باطنی کا گوہر نایاب بھی اپنے قلب میں لئے ہوئے تھے ۔ انھوں نے قدر شناس نگاہوں سے جان لیا کہ اس ہونہار بچے کو کیسی غذائی ضرورت ہے ۔ سعادت مند شاگرد نے بھی استاذ بزرگوار کا خواب شرمندۂ تعبیر کر دکھایا اور صرف نو سال کی عمر شریف میں تمام علوم باطنی و ظاہری میں منتہائے کمال حاصل کر لیا ۔

عہد طفلی کا ایک واقعہ

سلطان محمود غزنوی کی نگاہوں میں حضرت سالار ساہو کی قدر کوئی کم نہ تھی حضرت سالار مسعود غازی پہ سلطان فریفتہ تھا۔ اس سے اکثر مقربان سلطان سے بدگمان اور حسد و جلن کی آگ میں تپ رہے تھے۔ چنانچہ جب آپ اجمیر سے کابلیر کی جانب روانہ ہوئے تو آپ کا گذر راول قلعہ سے ہوا جس میں خواجہ احمد کا کوئی عزیز شیوکن قیام پذیر تھا۔ سپہ سالار مسعود غازی کے آنے کی خبر مشہور تھی۔ حضرت کا قافلہ پہونچا تو ان لوگوں نے اپنے غریب خانے پر آرام کرنے کی خواہش کا اظہار کیا مگر آپ نے مصلحتاً انکار کر دیا۔ رات کوراول کے باہر قیام کیا۔ صبح کوچ کرنے سے قبل شیوکن نے دوسومن مٹھائی ساتھ کر دی۔ حضرت نے اسے قبول فر مالیا اور قافلہ والوں کو کھانے کا حکم نہ دیا۔ جب اگلی منزل پر قیام کیا تو ایک مٹھائی ایک کتے کو دی گئی جس سے کتا فوراً مر گیا۔ سب قافلے والے اس راز سے واقف ہو گئے۔

ہند سے غزنی اور غزنی سے ہند تک

ہندوستان کی جنگی مہمات کا دائرہ بڑا وسیع تھا جس میں سومنات کا محاذ تاریخ میں اہم مقام رکھتا ہے۔ مذہبی مرکز ہونے کی بنیاد پر ہندو راجاؤں کا باہمی اتحاد آپ اپنی مثال تھا۔ اس خوں ریز لڑائی میں سلطان محمود غزنوی کے ساتھ سیّد سالار مسعود غازی بھی تھے۔

سلطان محمود غزنوی کو حضرت سے بایں قدر دلی لگاؤ ہو گیا تھا کہ سلطان وقت سومنات کی فتح کے بعد غزنی آئے تو سیّد سالار مسعود غازی کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئے۔ دربار سلطانی میں آپکی قدر و منزلت کسی ایک آنکھ کو نہ بھاتی تھی بادشاہ کا وزیر خاص خواجہ احمد حسن حسد رکھتا تھا۔ بادشاہ کو ہر چند کے اس بات کی اطلاع تھی۔ مگر سیاسی مصلحت کی بنیاد پر وزیر کی برطرفی کو معلق رکھا اور مجاہد اعظم کو دارالسلطنت سے دور رکھنے کا فیصلہ کیا۔ آپ مخصوص ساتھیوں کے ساتھ شہر غزنی روانہ ہوئے لوگ آپ کے اخلاق و کردار سے حد درجہ مرعوب تھے۔ اپنا وطن چھوڑ کر گیارہ ہزار سرفروش مجاہدین کا دستہ آپ کے ساتھ ہولیا۔ یہ مقدس قافلہ کابل کے راستے سے ہوتا ہوا جلال آباد کی سمت سے کابلیر پہونچا۔ سلطان محمود غزنوی کے حکم کے مطابق سپہ سالار ساہو نے آپ کو وہیں قیام کرنے کو کہا مگر اشاعت اسلام کا جذبہ اتنا حاوی تھا کہ والدین کی محبت و شفقت پاؤں کی زنجیر نہ بن سکی ماں نے

اپنی مامتا کی جوش میں لاڈلے بیٹے کو روکنے کی بہت کوشش کی مگر ہائے رے شوق جہاد کے پائے مستقیم پر جنبش بھی نہ ہوئی۔ جب والد نے دیکھا کہ مجاہد اعظم کو کسی بھی صورت روکا نہیں جا سکتا تو اپنے لشکر میں سے چیدہ چیدہ اور تجربہ کار سرداروں کو آپ کے ہمراہ کر دیا۔ اللہ اکبر کس مٹی کے بنے مسلمان تھے کہ اپنے لاڈلے کو آندھیوں کی زد پر چراغ جلانے کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ کس جذبۂ صادق کے پتلے تھے کہ عظمت اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لئے پرخطر وادیوں میں اپنے جگر پاروں کو روانہ کر دیا کرتے تھے ایک عظیم مقصد کے تحت نکلا ہوا یہ مقدس قافلہ ہندوستان کی سرحد میں داخل ہوا اس کارواں کا ہر ہر مجاہد شوق شہادت کے نشہ میں چور تھا۔ ان کفن بر دوش مجاہدین کو صرف اللہ پر بھروسہ تھا۔ اس دستہ کو خدا کی قسم داد دو کہ ان کی پشت پناہی نہ کوئی حکومت کر رہی ہے اور نہ ہی شاہی خزانہ کا آسرا تھا بس۔

ساتھی ہے کوئی اور نہ کچھ زاد سفر ہے ‏ ‏ ‏ اللہ پہ بھروسہ ہے محمد پہ نظر ہے

سالار اعظم ہند دہلی میں

سالار اعظم کا یہ مقدس قافلہ دریائے سندھ کے راستے دہلی پہونچا دہلی ہندوستان کا مرکزی مقام تھا جس کا حاکم راجہ مہیپال رائے تھا۔ گرد و نواح کے راجہ اس کی فوجی طاقت سے خوف زدہ رہتے تھے جب اس نے سنا کہ محمود غزنوی کا بھانجہ اس جانب آ رہا ہے تو اپنے لشکر کو مستحکم کرنا شروع کیا اور تیرہ لاکھ نوے ہزار سوار و پیدل کے ساتھ جن میں ڈھائی ہزار ہاتھی تھے۔ مقابل ہوا۔ خونریز جنگ ہوئی۔ مسلمان اگر چہ دشمن کے مقابلے قلیل تھے مگر ان کے حوصلے جوان تھے۔ ایک ماہ تک جنگ جاری رہی۔ مگر فتح و نصرت اور شکست کی کوئی علامت نہیں ملتی تھی۔ ایک روز مجاہد اعظم سر بسجود ہوئے اور مالک حقیقی سے دعا مانگی۔ دونوں فوجیں بالمقابل جنگ میں مشغول تھیں کہ غیبی امداد نے چہرے کا بوسہ لیا اور ایک قاصد نے خبر دی کہ سالار سیف الدین ملک دولت شاہ اور سالار رجب ایک لشکر جرار لیکر آ رہے ہیں پھر تو بڑی زور دار جنگ ہوئی۔ مجاہدین نے دشمنوں کی صفیں الٹ کر رکھ دیں خود تو جام شہادت نوش کیا اور دشمنوں کو جہنم میں ڈال دیا۔ پھر کیا تھا دشمنوں کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اس طرح دہلی کا تخت آپ کے قبضہ میں آ گیا۔ آپ نے امیر بایزید جعفر کو حکومت دہلی کی باگ ڈور سونپی۔

دہلی میں آپ کی فتح و نصرت نے سارے ہندوستان کے راجاؤں پر ہیبت طاری کر دی

تھی ۔ ہر راجہ اپنی گدی کے لئے مجاہد اعظم کو خطرہ محسوس کرتا تھا ۔ یہاں سے آپ نے میرٹھ کا رخ کیا راجہ ہروت ڈور راجپوت نے چونکہ پہلے ہی بلند شہر پر حملہ کے وقت محمود غزنوی کی اطاعت قبول کر لی تھی اس لئے میرٹھ کے قریب پہونچتے ہی اس نے بیش قیمت تحائف کے ساتھ اطاعت قبول کر لی تھی اس کے ساتھ ہی گرد و نواح کے کئی راجاؤں نے آپ کی اطاعت قبول کر لی۔

میرٹھ سے آپ نے قنوج کی جانب رخ کیا یہ وہ زمانہ تھا جب قنوج شمالی ہندوستان کا پایہ تخت شمار کیا جاتا تھا۔ اطراف کے سارے علاقے اس کے زیر نگیں تھے ۔ جب آپ قنوج پہونچے تو یہاں بھی آپ کی فاتحانہ شہرت راجہ کو مرعوب کر چکی تھی علاوہ ازیں مجاہد اعظم کے والد بزرگوار نے قنوج کے راجہ کی سفارش کر کے محمود غزنوی سے اس کی ریاست واپس دلوائی تھی ۔ اس احسان عظیم کے تلے راجہ دبا ہوا تھا ۔ بے چون و چرا راجہ نے اطاعت قبول کر لی۔

سالار اعظم ہند بہرائچ میں

ستر کھ سے چل کر یہ مقدس قافلہ بہرائچ پہونچا ۔ بہرائچ میں موجودہ درگاہ شریف کے پاس ایک مہوے کا درخت تھا جس کے سائے میں قیام فرما ہوئے ۔ یہ جگہ حضرت کو کافی ہر دلعزیز تھی ۔ ایک روز خلاف عادت شکار کے لئے نہیں گئے اور علماء اور درویشوں کی صحبت میں رہے ۔ دوران گفتگو فرمایا جب سے ہم اس ملک میں آئے ایک دن بھی سکون نہ ملا ۔ باوجود ان تفکرات کے میں اس مقام پر اطمینان محسوس کرتا ہوں ۔ دانش مندوں نے اس کا مطلب سمجھ لیا اس مجلس سے اٹھے پھر وضو کیا اور قیلولہ کر کے لیٹ گئے ۔ آنکھ لگی تو خواب میں دیکھا کہ دریائے گنگا کے کنارے پدر بزرگوار کا خیمہ نصب ہے جو نہایت آراستہ و پیراستہ ہے ۔ ہر طرف مسرت و شادمانی کا سماں ہے آپ پردہ اٹھا کر خیمہ کے اندر گئے تو مادر محترمہ کا نورانی چہرا نظر آیا جو ہاتھ میں پھولوں کا سہرا لئے انتظار کر رہی تھیں ۔ آپ کو دیکھا تو کہنے لگیں بیٹا مسعود جلدی آؤ دیکھتے نہیں ہم نے تمہاری شادی کا انتظام کر رکھا ہے ۔ اتنا کہنے کے ساتھ ہی سہرا مجھے پہنا دیا ۔ بیدار ہو کر عالموں اور عارفوں سے تعبیر پوچھی گئی تو معلوم ہوا کہ بہت جلد مرتبۂ شہادت پر فائز ہوں گے ۔ صف ۵۶ (تذکرہ سیّد سالار مسعود غازی)

جب سالار اعظم نے بہرائچ میں قیام فرمایا تو ارد گرد کے کئی راجاؤں نے آپ کو وہاں سے چلے جانے کی ترغیب دی مگر مجاہد اعظم نے جانے سے انکار کر دیا اور معاہدے کے ذریعہ چند

دنوں تک رہنا چاہا۔ راجاؤں نے معاہدہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ بلا شرط یہاں سے جاویں۔ آپ نے اپنی حقیقت شناس نگاہوں سے حالات کا جائزہ لیا اور لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ دریا بھکلہ کے کنارے دشمنوں کے دستے پڑاوڈالے ہوئے تھے جونہی پہونچے لڑائی کا نقارہ بج گیا مجاہد اعظم نے لشکر کو ترتیب دیا تمام راجاؤں نے مل کر مقابلہ کیا مجاہدین اسلام کے دستے نے مخالفین کی صفوں کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ بالآخر بھاگ کھڑے ہوئے اور فتح نے بڑھ کر آپ کے قدم چوم لئے۔

اس جنگ میں شکست فاش نے سارے راجاؤں کا غرور خاک میں ملا دیا مجلس شوریٰ بلائی گئی اور یہ طے ہوا کہ اب جو جنگ ہمیں لڑنی ہے اس میں بہادری سے زیادہ ہوشیاری کو بروئے کار لانا ہے۔ پھر کیا تھا دیگر جنگی انتظام وانصرام کے ساتھ ساتھ میدان جنگ میں لوہے کی کیلوں کا جال بچھا دیا گیا تھا تاکہ مسلمانوں کے گھوڑے زخمی ہو کر زمین پر ڈھیر ہو جائیں۔ جب سارا انتظام مکمل ہو جائے تو راجاؤں نے ایک ایلچی کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں مگر مجاہد اعظم نے فرمایا کہ ہر ملک، ملکِ ماست۔ پھر کیا تھا خونریز جنگ ہوئی ہزار تدابیر کے بعد بھی سالار اعظم کو فتح نصیب ہوئی۔ ٹھیک ہی کہا ہے کہ فوجی غیر مسلموں کا جواب تو ان سورماؤں کے پاس تھا مگر ایمانی طاقت کا کوئی جواب نہ تھا شکست ان کا مقدر بن چکی تھی بالآخر دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

دو متواتر شکستوں کے بعد تمام راجہ مرنے مارنے پر کمت بستہ ہو چکے تھے۔ از سر نو فوجوں کو منظم کیا اور سبھوں نے دھرم رکھشا کے نام پر دس بھائیوں میں نو ۹ کو میدان جنگ پر جانے کے لئے آمادہ کر لیا۔ دیکھتے دیکھتے جدید ہتھیاروں سے لیس ہمالیہ کے دامن سے لے کر دریائے گھاگھرا تک ٹڈی دل فوج لگ گئی۔ ویسے تو سرفروش مجاہدین نے اس جنگ میں بھی حوصلہ مندی کا ثبوت دیا مگر غزنی سے آنے والے رفقاء میں سے اکثر حضرات متعدد جنگوں میں شہید ہو چکے تھے۔ فوجی طاقت قدرے کم محسوس ہو رہی تھی کہ اتنے میں سالار اعظم کی آواز فضا میں گونجی کہ دشمنوں نے کتنا بڑا لشکر ہمارے مقابلہ میں جمع کیا ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے اگر آپ جانا چاہیں تو بطیب خاطر میں ان سبھوں کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں مگر وہ راہ

شوق شہادت کے سرشار مجاہدین سبھوں نے بیک زبان کہا اے مجاہد اعظم آپ کی آواز پر تو ہم نے اپنے گھروں کو خیر باد کہا، عزیز واقارب سے منہ موڑا، جنگلوں اور صحراؤں کی خاک چھانی ب جب کہ مقصد عظیم کے حصول کا وقت آیا تو آپ ہم کو اپنے سے جدا کر رہے ہیں۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کر سکتے ہیں مگر جدائی کا غم برداشت نہیں کر سکتے۔

تمام سرداروں اپنے ماتحتوں کو خصوصی ہدایت دی، جنگ کا نقارہ بجا اور سرفروش مجاہدوں نے باطل کا سر قلم کرنے کے لئے خود کو پیش کر دیا۔ شوق شہادت کے متوالوں کا کلیجہ آج خوشی سے پھولے نہ سمارہا تھا۔ مجاہدین کی تلواریں جس جانب اٹھتیں باطلوں کے سروں کا انجمن بناتی جاتیں صبح سے شام تک یوں ہی قتل وخون کے معرکے ہوئے۔ رات آتے ہی دونوں جانب کے سپاہی ہاتھ روک لیتے۔ ایک دن بالکل قریب تھا کہ دشمن غالب آجاتے کہ اتنے میں آپ نے سیف الدین برادر سالار ساہو کو چند مجاہدیں کے ساتھ بھیجا۔ جس سے دشمن ایک بار گھبرا گئے۔ اب دشمن کی جانب سے تیروں کی بارش ہونے لگی۔ جس سے آپ لہولہان ہو گئے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن

ابر رحمت ان کی تربت پر گہر افشانی کرے

مجاہد اعظم ہند کا مجاہدانہ کردار

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر | کے بید بھی زندہ ہے شان رہبری تیری

ولادت باسعادت :- ۲۱ رشعبان یکشنبہ ۴۰۵ھ ہجری بروز اتوار

مقام ولادت :- اجمیر شریف

والد :- سیّد سالار ساہو رحمۃ اللہ علیہ

والدہ :- حضرت بی بی ستر معلیٰ علیہا الرحمۃ

ارض ہندوستان پر ایک سے ایک عظیم شخصیتیں نمودار ہوتی رہیں۔ ان عظیم ہستیوں نے فروغ اسلام کے خاطر جام شہادت نوش کیا اور بت کدۂ ہندوستان کو اسلام کی نورانی

شعاؤں سے مزین فرماتے رہے۔ ہر دور میں اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے کفار نے انگڑائیاں لیں مگر ارحم الراحمین اسلام دشمن عناصر کے پنجہ کو موڑنے کے لئے اس خاکدان گیتی پر کوئی نہ کوئی مرد مجاہد پیدا فرماتا رہا۔

آج سے ہزار سال پیشتر جب ہندوستان کفر کی گھنگھور گھٹاؤں سے محیط تھا۔ ہر صوبہ ہر خطہ کفار و شرکین کا مسکن بنا تھا۔ خدا کا نام لینا کیا جام شہادت کا قبول کرنا یا جیل کی آہنی دیواروں کا مکیں بننا تھا۔ ٹھیک اسی دور میں اجمیر کی مقدس سرزمین پر ایک عظیم مجاہد اسلام دین کو فروغ دینے کے لئے جنم لے چکا تھا جو شکل و صورت میں جمال مصطفوی کا پیکر اور شجاعت و عدل میں ثانی مرتضیٰ و فاروق تھا۔ بچپن کا زمانہ ہے ابھی اپنے اور بیگانوں کا امتیاز کیا جائے۔ مگر شان قدرت تو دیکھئے کہ بچپن ہی میں اپنی مجاہدانہ حرکتوں سے مومنوں و کفار کے دلوں میں اپنا الگ الگ مقام بنا رکھا تھا اور جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی سید سالار بن کر اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کرتا رہا۔ یہ عظیم مجاہد پورے ہند کی سیاحی فرماتے ہوئے سرزمین بہرائچ پر رونق افروز ہوئے جو اس وقت بت پرستی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی یہ شہر ظالم بادشاہوں کا مسکن تھا۔ جن کا ظلم و تشدد کرنا اہم مشغلہ تھا۔ اسلام کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکنے کا ان ظالم لوگوں نے اپنا مستحکم ارادہ بنا رکھا تھا۔ ان ظالم بادشاہوں کو کیا معلوم تھا کہ ہماری حکومتوں کو پاش پاش کرنے کے لئے ایک مرد مجاہد قدم رکھ چکا ہے۔ خدا کو کچھ ایسا ہی منظور تھا کہ سید سالار مسعود غازی کا سرزمین بہرائچ پر رونق افروز ہونا ہی کیا تھا کہ یکا یک باطل کی شیشہ پلائی دیواروں میں شگاف پیدا ہونا شروع ہوگیا۔

ابھی چند ہی روز بہرائچ کی سرزمین پر اقامت پذیر ہوئے تھے کہ بشارت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ سفر کی تھکان کے باعث آپ پر غنودگی طاری ہوئی تو آپ قیلولے کی غرض سے بستر استراحت پر تشریف لے گئے تو آپ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ لب گنگا پر پدر بزرگوار کا خیمہ لگا ہوا ہے جو نہایت ہی آراستہ و پیراستہ ہے۔ ہر سمت مسرت و شادمانی کا سماں ہے۔ آپ پردہ اٹھا کر خیمہ میں گئے تو والدہ محترمہ کے چہرے کی زیارت کی جو اپنے

مقدس ہاتھوں میں پھولوں کا ہار لئے ہوئے انتظار کر رہی تھیں۔آپ نے فرمایا بیٹے مسعود جلدی آؤ دیکھتے نہیں کہ میں نے تمہاری شادی کا انتظام کر رکھا ہے ؟ اتنا کہنے کے بعد والدہ نے گلے میں ہار ڈال دیا۔آپ بیدار ہوئے تو فوراً عالموں اور عارفوں سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی تو لوگوں نے بتلایا کہ آپ عنقریب جام شہادت نوش فرمانے والے ہیں۔

ابھی چند ہی رات ظالم کے کاشانہ میں گذاری تھی کہ من جانب اللہ امتحان کا سلسلہ شروع ہو گیا۔مخبر نے خبر دی کہ آپ کے سر سے والد بزرگوار کا سایہ اٹھ چکا ہے ابھی ماں کے انتقال کا زخم پر نہیں ہوا تھا کہ دوسرا زخم پھر آ لگا مگر قربان جاؤ اس مرد مجاہد پر کہ ایسی کٹھن ساعت میں والد کے انتقال جیسا اہم حادثہ بھی دل کو شکست خوردہ نہ کر سکا آپ ہمیشہ رضائے الٰہی پر اپنی رضا کا اظہار فرماتے رہے۔یہی وہ منزل ہے جہاں پہونچ کر بڑے بڑے سورماؤں کے قدم بھی ڈگمگاتے ہیں۔

آزمائش ہے نشان بندگان محترم　　　امتحاں ہوتا ہے انکا جن پہ ہوتا ہے کرم

ان سب کے باوجود بھی آپ نے اپنا مشن جاری و ساری رکھا۔ظالم بادشاہوں کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔حضرت سیّد سالار مسعود غازی کا وجود اتر پردیش کے تمام شمالی سر برآوردہ حکمرانوں کے لئے ایک اہم مسئلہ بن گیا تھا۔سب نے جنگ کا مستحکم ارادہ کر لیا تھا۔بالآخر ظالموں نے اعلان جنگ کر ہی دیا۔مسلمان اپنی شجاعت،دلیری و بہادری کا سکہ کافروں کے دلوں پر جماتے رہے اور بخوشی اسلام کی آبیاری کے لئے جام شہادت نوش فرماتے رہے۔

قدم قدم پہ نیا گلستاں سجائیں گے　　　جگر کے خون سے نقش چمن بنائیں گے

چودہ ۱۴ رجب کی صبح ستارے اشکوں کی بارش کر کے شہداء کو الوداعیہ دیکر روپوش ہو چکے تھے،سورج اپنی نئی شعاؤں کے ساتھ مرد مجاہد کی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون میں حرارت پیدا کر رہا تھا۔چند نفوس جو ابھی ظالموں کے ظلم کا منہ توڑ جواب دے رہے تھے جسم تیروں اور برچھیوں سے زخمی ہو چکا تھا۔مگر دل کی خداوندی کی وجہ سے محفوظ تھا جو اپنے سینوں میں جذبات کا سمندر سمیٹے ہوئے عشق کی آخری تمغہ حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت

لے جا رہے تھے۔ لاکھوں وحشی انسانوں خوں آشام تلواریں چند غربت زدہ پیلر ممیت پر حملہ

رہی تھیں جن میں ہر شخص اپنے دل میں یہی ناپاک ارادہ رکھتا تھا کہ ہماری تیر و تلوار مجاہد اعظم

کے جسم کو پار کرے۔ مگر مجاہد اعظم کے چند عاشق جو عنقریب دم توڑنے والے تھے اپنے جسموں

کی ڈھال بنا کر مجاہد اعظم پر ہونے والے حملے کو روک رہے تھے مگر وہ مجاہد اعظم جس کا جسم تیر

تلوار سے زخمی ہو چکا تھا، کپڑے خون سے تر تھے مگر حوصلہ بلند و بالا تھا۔ آپ اسی حالت میں

اپنے اسپ نیل پر سوار ہو کر گیدڑوں کی جھرمٹ میں تیر کی طرح دشمنوں پر حملہ کرتا رہا اور خدا کے

عظیم مجاہد کی شہ رگ پر تیر لگی جس کے ذریعہ بعد نماز عصر داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

مجاہد اعظم ہند ارباب نظر کی نظر میں

سرکار غازی علیہ الرحمۃ کی از ابتداء تا انتہائی زندگی رضائے الٰہی پر قائم صبر و شکر کا

حامل اور دین اسلام کی مبلغ نظر آتی ہے وہ تمام کمالات و خصائل جو کسی مقرب اللہ کے لئے

ضروری ہیں آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ کرامات و تصرفات کا وہ ذخیرۂ کتب جیسے آپ کے

ہم عصروں نے صرف طوالت کے پیش نظر قلم بند نہ کیا۔ ایک ایک لکھے جاتے تو ایک انبار ہو

جیسا کہ مرأت مسعودی کے مصنف نے لکھا ہے کہ صدہا تصرفات جو فقیر کے سامنے جاری

ہوئے وہ اگر لکھے جائیں تو پورا دفتر ہو جائے۔

پیدائش سے پیشتر ہی جب آپ کے والد ماجد حضرت سیّد سالار ساہو مظفر خاں کی امداد

کے لئے اجمیر کی جانب روانہ ہوئے تو راہ میں مردان غیب کا ظہور ہوا وہ سب ایک فرزند باکمال

کی پیدائش کا مژدہ سنا کر رخصت ہوئے اسی طرح دوسرے روز اور تیسرے روز بھی ہوا۔ یوں

ہی شہدائے غزوات اور شہدائے کربلا نے سلطان الشہداء کے بارے میں انکشاف کیا کہ ہم

لوگ امّت محمدیہ کے شہید ہیں ہماری سردار شکر شہید امجد حضرت محمد بلخی ہیں اور سلطان سالار

مسعود ہیں جو اگرچہ ابھی رحم مادر سے تشریف نہیں لائے مگر ہمارے افسر ہیں۔ اسی سفر میں

حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات اور ولادت سرکار غازی کا ذکر بھی تاریخ مسعودی اور دیگر کتابوں میں موجود ہے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ کا ذکر کیا ہے۔ص

اسی میں ایک جگہ ملتا ہے سادات بہرائچ نہایت صحیح النسب ہیں۔ سیّد ابو جعفر افضل الدین عرف امیر ماہ شاہ علیہ الرحمۃ سے مجھے نیاز حاصل تھا۔ ایک بار سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ کے روضہ پاک کی زیارت کر رہا تھا اسی دوران حضرت خضر وعلیٰ نبینا علیہ السلام نے ان کی عظمت روحانیت بیان کی اور ان کی شان کا ذکر کیا۔

میر علی قوام رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنے خلفاء با کمال کو وصیت فرمائی تھی۔ ان خلفاء میں حضرت شاہ موسیٰ بھی ہیں۔ کہ قرب خداوندی کا حصول مقصود ہے۔ حضرت سلطان الشہداء سیّد سالار مسعود غازی رضی اللہ عنہ کی روحانیت سے رجوع کرو اور اسے اپنا امام جانو کہ آپ کی روحانیت عارفان حق پر خورشید کی طرح روشنی ڈالتی ہے۔ اکثر اولیاء ان کی روح پاک سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔ عقل منداں را اشارہ کافیست۔

خواجہ مصلح الدین کے نواسے شیخ مرتضیٰ ملفوظات حضرت میر سلطان قدس سرہٗ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت میر سلطان دہلی میں ایک پرانی قبر کے اندر جو اندر سے خالی تھی۔ عبادت میں مشغول تھے۔ بارہ سال کے بعد قبر سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار کوڑھی کو زوردار چابک رسید کیا اور وہ تلملا کر زمین پر آرہا دو چار لگتے لگتے تندرست ہو گیا۔ اور خوش پوش ایک طرف چلا گیا۔ اب وہ سوار حضرت میر سلطان قدس سرہٗ کی جانب مخاطب ہوا۔ اور تین بار قطب جہانگیر کے لقب سے آواز دی آپ نے اس سے پہلے عالم ظاہر میں کسی کی زبان پہ یہ لفظ نہ سنا تھا۔ پہلی بار سنا تو متعجب ہوئے اور پوچھا آپ کون ہیں شہ سوار بولا مجھے سالار مسعود کہتے ہیں۔ ولیوں کی دیگ میں نمک ولایت میرے ہاتھوں پہونچتا ہے۔

غزانامہ مسعود کے بموجب میر سیّد سلطان بہرائچ تشریف لائے اور فیضان روحانی سے مالا مال کردیئے گئے۔

آئینہ مسعودی میں ہے کہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری مخدوم بہار رحمۃ اللہ علیہ
کے ایک مرید نے دریافت کیا کہ بہت سے لوگ جگہ جگہ حضرت سیّد سالار مسعود غازی رضی اللہ
عنہ کا نشان بنا لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے آپ کو وہ تصرف اور اختیار بخشا ہے کہ
اگر ... کے ہر گھر میں آپ کا نشان بن جائے تو آپ ہر جگہ موجود ہوں اور فیض پہونچائیں۔ ہر
شخص کو ... جان بے حد عزیز ہوتی ہے۔ جس نے اپنی عزیز متاع کو ہنسی وخوشی غیر وطن میں آ کر
صرف رضائے الٰہی کے لئے قربان کر دیا اور عین مشاہدہ حق میں شہید ہو گئے۔ ایسے باوقار عاشق
رب کے لئے۔

ہر زماں از غیب جاں دیگر است

اگر دنیا بھر کے ہر مکان میں سالار مسعود کی نشان یاد قائم کر لیں تو آپ ہر جگہ موجود
ملیں گے انشاء اللہ (مخدوم بہار)

مجاہد اعظم ہند ایک تاریخ ساز شخصیت

مجاہد اعظم حضرت سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
بارہویں پشت میں سے ہیں۔

ولادت :- آپ کی ولادت باسعادت ۲۱ رشعبان المعظم بروز یکشنبہ ۴۰۵ھ مطابق ۱۵ رفروری
۱۰۱۵ء سرزمین اجمیر شریف میں ہوئی۔ بیحد خوشیاں منائی گئیں۔ حضرت کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ
کا فرمان ہے کہ دوران حمل مجھکو جس چیز کے کھانے کی تمنا ہوتی وہ فوراً من جانب اللہ مہیا ہو جاتی
نیز آپ کے والدین کا بیان ہے کہ آپ کی ولادت کے بارے میں مقدس ارواح ورجال الغیب
نے پہلے ہی سے پیش گوئی فرما دی تھی۔ آپ کی شکل وشباہت سے مصطفوی جمال ومرتضوی کمال
ظاہر و باہر تھا۔ کشادہ پیشانی، ابھری ہوئی بینی، سرمگیں آنکھیں، تبسم و دل لبھانے والا چہرہ
نہایت بھلا معلوم ہوتا جو آپ کو دیکھ لیتا دل وجان سے آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

سلسلۂ نسب

آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے ۔ مجاہد اعظم حضرت سیّد سالار مسعود غازی ابن سالار ساہو غازی بن عطاء اللہ غازی بن طاہر غازی بن طیب غازی بن محمد غازی بن عمر غازی بن آصف غازی بن بطال غازی بن عبدالمنان غازی بن محمد ابن حنفیہ غازی بن امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت علی شیر خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہے۔

تعلیم و تربیت

جب حضرت مجاہد اعظم غازئ ملت سیّد سالار مسعود غازی کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپ کی رسم بسم اللہ خوانی ہوئی۔ نو سال کی عمر شریف میں آپ نے جمیع علوم عقلیہ و نقلیہ و تصوف کو حاصل کر لیا۔ آپ کو رأس الاتقیاء، امام الاولیاء حضرت ابراہیم بارہ ہزاری علیہ الرحمۃ القوی جیسا استاذ کامل ملا۔ جس نے علم ظاہری کر ساتھ ساتھ علم باطنی سینے میں موجزن فرما دیا تھا۔ پھر تو سارے عالم نے دیکھا کہ ہر میدان میں آپ طاق ہی نظر آئے۔ آپ کا کوئی ہمسر آج تک نظر نہ آیا۔ وللہ الحمد والصلوٰۃ علیٰ حبیبہ الکریم۔

سلطان محمود غزنوی سے ملاقات

حضرت مجاہد اعظم غازئ ملت سیّد سالار مسعود غازی حضرت سلطان محمود غزنوی کے بھانجے تھے۔ جب آپ نے علم حاصل کر لیا پھر حضرت محمود نے آپ کو دیکھنے کی غرض سے غزنی بلوایا۔ آپ مع اپنی والدہ و چند ہزار سواران لشکر کے ہمراہ اجمیر سے روانہ ہوئے۔ راستے میں شوکن نامی راجہ نے آپ کی دعوت کی مگر آپ نے قبول نہ کی تو وہ مٹھائی میں زہر ملا کر آپ کی

خدمت میں لایا۔ آپ نے اس کو باورچی خانہ میں بھیج کر جمیع ہمراہیوں سے تنبیہ کی کہ خبردار! اس کو کوئی کھا نہیں سکتا ہے اور شوکن کو انعام دے کر بخوشی واپس فرمادیا۔ تھوڑی دور چل کر اس مٹھائی میں سے کتے کو کھلایا گیا تو کتا فوراً مر گیا۔ پھر آپ کے ہمرکاب بغرض انتقام واپس ہوئے شوکن کو جب یہ خبر ملی کہ سالار مسعود کا قافلہ پھر واپس آرہا ہے تو وہ سب کچھ سمجھ گیا اور فوج لے کر آپ کے بمقابل آگیا اور بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر شوکن کو شکست ہوئی اس کے زن وفرزند سب گرفتار ہوئے۔ یہ حضرت کی پہلی جنگ تھی۔ آپ ان گرفتار شدگان کو لیکر اپنے مشفق ماموں حضرت سلطان محمود غزنوی کے دربار میں حاضر ہوئے۔ سلطان نے بھانجے کی اس بلند ہمت و کامیابی پر سجدۂ شکر ادا کیا اور بیشمار زر و جواہرات صدقات کیے۔

ہندوستان واپسی

غازئ اسلام سالار مسعود غازی تقریباً تین سال مختلف جنگوں میں حضرت سلطان محمود کے ساتھ شریک رہے۔ آئینۂ مسعودی و تاریخ فرشتہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سومنات کی فتح میں اپنے ماموں سلطان محمود کے ساتھ تھے اس کے بعد ملکی سیاست کے تحت سلطان محمود نے آپ کو ہندوستان بھیجنے کی رائے ظاہر کی آپ نے خندہ پیشانی سے اس پیشکش کو یہ کہہ کر قبول فرمالیا کہ مجھے تبلیغ دین و اشاعت اسلام کی اجازت دیدی جائے۔

ماموں نے فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہی کی طرف آپ کا رجحان ہے اور آپ کے اس رجحان کو دیکھتے ہوئے آپ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے ہوئے رخصت کیا۔

الغرض آپ جس وقت غزنی سے روانہ ہوئے تو آپ کے ہمراہ گیارہ ہزار عقیدت مند اشخاص جو آپ کی جدائی نہ برداشت کر سکے آپ کے ساتھ ہو لئے یہ کاروان کابل کے راستے سے گذرتا ہوا جلال آباد سے کاہلیر پہونچا۔ وہاں والد نامدار سپہ سالار ساہو سے شرف ملاقات حاصل کی۔ مصنف ,,مرأۃ مسعودی،، کے بیان کے تحت وہاں کچھ عرصہ قیام کیا پھر آپ کو

شجاعت اسلام کے شوق وذوق نے اتنا بیخود کردیا کہ والدین کریمین کی بے پایاں شفقت ومحبت بھی آپ کے پیروں کی زنجیر نہ بن سکی۔ ماں نے اپنے اکلوتے لاڈلے کو روکنے کی بیحد تدبیریں کیں مگر آپ تو شوق تبلیغ دین محمدی وذوق وصال خداوندی میں بالکل بیخود ہو چکے تھے۔ گویا آپ اپنے عزم مصمم میں جبل استقامت کی طرح اٹل تھے کہ دنیا کی کوئی طاقت آپ کو ٹس سے مس نہ کر سکی۔ جب سالار ساہو نے دیکھا کہ اس مہ پارے کو روکنا میرے بس سے باہر ہے تو انھوں نے اپنے لشکر سے چیدہ چیدہ نوجوان، ہم عمر ذوق اشخاص پر مشتمل جنگ آزمودہ سرداروں کو ہمراہ کر کے راہ خدا میں روانہ فرمادیا۔

ایک عظیم الشان مقصد کے لئے نکلا ہوا یہ قافلہ ہندوستان کی سرحد میں داخل ہوا۔ یاد رہے اس کارواں کا ہر ہر فرد بادۂ شہادت کا طالب بن کر نکلا تھا انھیں نہ تو کسی بادشاہ کے خزانہ شاہی کی پشت پناہی حاصل تھی نہ کسی قصر و محل کی عظمت کا سہارا تھا۔ ان بادۂ توحید کے متوالوں کو کسی تاجدار کے پایۂ تخت کو مضبوط کرنا تھا نہ کسی کو تخت سلطنت سے اتار کر ذلت وخواری کے غار میں ڈھکیلنا تھا ان کا تو صرف اور صرف ایک مقصد تھا اور وہ کلمۂ حق کا بلند کرنا تھا۔ لوگوں کو تاریکی سے اجالے میں لانا، ظلمت سے روشنی میں لا کھڑا کرنا، گمراہوں کو صراط مستقیم دکھانا تھا۔

راجہ رائے مہپال سے جنگ

جب حضرت غازئ اسلام سیّد سالار مسعود غازی دہلی پہونچے تو اس وقت رائے مہپال دہلی کا حکمراں تھا اس سے جنگ شروع ہوئی قریب چالیس دن تک یہ جنگ جاری رہی۔ بڑے بڑے بہادروں کے چھکے چھوٹ گئے۔ آخر کار آپ کو فتح ونصرت حاصل ہوئی۔ آپ کے دو دانت اس جنگ میں شہید ہوئے اور سیّد اعجاز الدین جو آپ کے سب سے بڑے جاں نثار تھے اس جنگ میں شہید ہوئے۔ بعد فتح آپ شہر دہلی میں تشریف لے گئے سرداران قوم نے درخواست کی حضور تخت پر جلوہ افروز ہوں اور اپنا سکہ چلائیں۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا ہم حکومت کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ دین کے سپاہی بن کر حاکم حقیقی کی وحدانیت کا اعلان کرنے آئے ہیں ہم کو سلطنت

سے کیا سروکار! اور بایزید جعفر کو تین ہزار سوار کا سردار مقرر کرکے دہلی کا حاکم بنایا۔۔۔ سپرد کر دیا

ہندوستان میں بیشمار جنگیں

دہلی کی فتح یابی کے بعد آپ نے چھ ماہ وہیں قیام فرمایا۔ اور اس کے بعد ہندوستان کی مختلف ریاستوں پر آپ نے حملے کئے اور ہند کے چپہ چپہ میں اسلام کا پرچم لہرا دیا۔ کبھی میرٹھ پر حملہ کیا تو وہاں کے راجہ کو سر جھکائے بنی۔ قنوج کا راجہ تو آپ کے خوف سے خود آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور آپ کی غلامی اختیار کی۔ کبھی ملیح آباد کو فتح کیا تو کبھی ستر کھ ضلع بارہ بنکی میں جمائے۔ تو کبھی مالک پور کے راجہ ویدنرائن سے لڑے اور اس کی منکرانہ حالت کو تہس نہس کر دیا اور اس کے بیشمار لشکر جرار کو پاش پاش کر دیا۔

ستر کھ میں لوگوں کو انتظام سلطنت پر مامور فرمانا

ستر کھ ضلع بارہ بنکی کی آب و ہوا آپ کو بہت پسند آئی اس لئے یہاں کچھ دن قیام فرمایا اور انتظام درست کر کے سالار سیف الدین اور رجب کوتوال کو بہرائچ روانہ کیا بہرائچ میں ۔۔۔ قوم آباد تھی۔ یہ لوگ سورج کی پوجا کرتے تھے اور یہاں اونچ نیچ ذات کا رواج تھا اور مہی بختا۔۔۔ کو اور ملک فردوست کو کانور بھیجا۔ امیر حسن کو مہوبہ میں مامور فرمایا میر سیّد علی کو پامؤ میں آ۔۔۔ اور ملک فیض کو بنارس روانہ کیا۔ بھورے خاں کو امروہہ میں مقرر فرمایا اور سیّد ملک غاز اللہ ۔۔۔ لکھنؤ میں جنگ کی اور یہ سب آپ کی سپہ سالاری میں لڑے۔ ان تمام حضرات کو انہیں جگہوں پر شہادت ملی اور آج بھی ان کے مزارات مرجع خلائق ہیں۔ قیام ستر کھ کے دوران اجمیر سے مظفر خاں کا خط قاصد لیکر آیا جس نے خبر دی کہ رائے دین، اجے پال، دیا پال اور دیگر راجاؤں نے مل کر بڑی ادھم مچا رکھی ہے۔ قلعہ کے اردگرد فوج لگا دی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے حساب ۔۔۔ سے مشورہ کیا اور اتفاق رائے سے سیّد ابراہیم بارہ ہزاری کے ساتھ سیّد حمید الدین، سیّد محمود و سیّد بدیع الدین مع لشکر کے امدادی مہم کے لئے اجمیر روانہ کیا۔ ان لوگوں نے وہاں پہونچ کر ۔۔۔

حاصل کی۔ اس جنگ میں سید بارہ ہزاری کو شہادت نہ ہوئی۔ ادھر آپ نے اپنے والد سے بہرائچ آنے کی اجازت طلب کی۔

آپ کا بہرائچ میں آنا

جب آپ نے بہرائچ آنے کی اجازت طلب کی آپ کے والد ماجد نے فرمایا ابھی آپکی والدہ نے وصال سے دل بیقرار کردیا۔ اور اب تم جدا ہو رہے ہو آپ بھی آبدیدہ ہو گئے۔ اور عرض کی والدہ کی جدائی کا دل پر سخت صدمہ ہے جاکر کہیں شکار ہی سے دل بہلاؤں۔ بہر حال آپ شعبان ۴۲۳ھ کو بہرائچ تشریف لائے۔ یہاں بہرائچ کے جنوبی مشرقی سرحد سے داخل ہوئے آپ کے بہرائچ آنے کے دو مہینے بعد حضرت سالار ساہو بھی آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکے ان کو کسی طرح قرار نہ آیا۔ ایک طرف شریک حیات کا غم دوسری طرف فرزند ارجمند کی جدائی کا غم انہیں غموں کی وجہ سے ۱۵ ر شوال المکرم کو آپ کے سر میں درد شروع ہوا اور وہ درد بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۲۵ ر شوال کو آپ کا وصال ہو گیا۔ آج بھی ستر کھ ضلع بارہ بنکی میں آپ کا مزار مقدس ہے۔ جب حضرت سالار ساہو کے وصال کی خبر پہونچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا دو دن تک کسی سے کلام نہ فرمایا، کھانا و پینا چھوٹ گیا، یاد الٰہی نے کچھ ڈھارس بندھائی، رنج و غم کچھ کم ہوئے سیر و تفریح ہی میں دل بہلانے لگے۔

اب محرم کے چاند نے نئے سال کا مژدہ سنایا، آپ نے تمام ارکان دولت کو نئے سال کی خوشی میں خلعت سے سرفراز فرمایا۔ پھر خلوت گاہ میں تشریف لے گئے اور نوافل میں مشغول ہوئے، رات کی تنہائی میں نیند نے غلبہ کیا، آپ بستر استراحت پر آرام فرما ہوئے خواب میں دیکھا کہ والد ماجد دریائے گنگا کے کنارے لشکر ٹھہرائے ہیں اور شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پکار اٹھتی ہیں آہ! کہ تیری شادی رچانے کو دل بے قرار ہے۔ پھولوں کا ہار گلے میں ڈال کر اپنے دولہے کو سینے سے لگا لیتی ہیں۔ بعد بیداری فقراء، علماء سے تعبیر معلوم کی تو بتایا گیا کہ یہ شہادت کی نشانی ہے۔ یہ سن کر آپ بیحد مسرور ہوئے اور اللہ سے صبر کی مدد چاہی۔

غازیٔ اسلام پر کئی راجاؤں کا حملہ

بہرائچ پانچویں صدی ہجری میں ایک جنگلی علاقہ تھا یہاں پر چھوٹی چھوٹی ریاستیں بہت تھیں اور یہ خطہ سبزہ زار ہونے کی وجہ سے نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ کوہ ہمالہ سے نکلتے ہوئے در بہرائچ کے مختلف اطراف میں بہہ رہے ہیں۔ مشرق و مغرب میں دریائے بھکلہ میں اور اسی جانب سر جو بھی جاری ہے۔ دریائے گھاگھرا بھی بہہ رہا ہے۔ خود بہرائچ کے اندر کئی نہریں جاری ہیں ج بگھیل، انارکلی، چتورہ ہیں جنمیں انارکلی بہت مشہور ہے۔ اسی انارکلی کے کنارے سورج دیوتا کی مورتی تھی جس کا نام کتب تواریخ میں بالارکہ ملتا ہے۔ یہ مندر سورج کنڈ کے نام سے مشہور تھا ج بہت بڑے رقبہ میں بنا ہوا تھا۔ پورے ملک ہند میں دو مندر تاریخ کے صفحات پر ایسے ملتے ہیں جن کو مشرکین کے مذہب میں بالادستی حاصل تھی۔ ایک تو سومنات جس کو حضرت محمود غزنوی نے پاش پاش کیا۔ سومنات میں چاندی کی مورتی تھی۔ اور بہرائچ میں سورج دیوتا کی پوجا کا بڑا مہان تھا۔ ہر اتوار کو میلہ لگتا تھا جس میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے مشرکین پوجا کے لئے آتے تھے۔ حضرت غازیٔ اسلام سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ نے اس جگہ کو دارالاسلام بنادیا جس جگہ پر آپ کا مزار مقدس مرجع خلائق خاص و عام ہے۔

بہرحال! اردگرد کے کئی راجاؤں نے آپ کو بہرائچ سے نکالنے کا عہد کیا اور اس سلسلہ میں ایک ایلچی کو خط دیکر آپ کے پاس بھیجا۔ ایلچی نے کہا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ یہ جگہ آپ کے رہنے لائق نہیں مجاہد اعظم غازیٔ ملّت نے فراست ایمانی سے فوراً تاڑلیا اور جواب دیا جنگل میں شکار کھیلا جاتا ہے آباد نہیں ہوا جاتا ہے۔ اس لئے شکار کی وجہ سے کچھ دن رک کر خود چلا جاؤں گا اگر ضرورت ہو تو مختصر خدمت کے لئے کوئی صلح نامہ مرتب ہو جاوے۔ آپ کا جواب سن کر والیان ریاست نے غور کیا اس میٹنگ میں کرن کلیان، ارجن بھیکن، ہرپال، سری پال، ترسنگھ، گنگ، بیربل کلیان وغیرہ راجہ جو بھی تھے ان میں کلیان نے صلح کا خیال ظاہر کیا۔ مگر دوسرے راجاؤں نے چلنے ن دیا اور سب لوگوں نے کہا کہ کوئی شرط نہیں تم لوگ بلا شرط واپس چلے جاؤ ورنہ جنگ کے لئے تیار رہ

جاؤ اس غرور بھری بولی کو سن کر فوراً غازی ملت نے اپنے انداز میں لشکر ترتیب دے کر راجاؤں کی فوج پر حملہ کر دیا اور پندرہ راجاؤں کا غرور خاک میں ملا دیا۔ آپ کے جم غفیر نے لاکھوں مشرکین کو فنا فی النار کر دیا، بڑے بڑے سورماؤں کی تلواریں چھوٹ گئیں اور ہزاروں مشرکین تہ تیغ ہوئے۔ جب پردیسی مجاہد اعظم نے ۱۵ ار سے زائد لشکر کو شکست فاش دیدی تو ہر بر سر اقتدار سلطنت خاندان اپنے لئے خطرہ محسوس کرنے لگا۔ گرد و نواح کے تمام رجواڑے مجاہد اعظم کو اپنی راہ کا کانٹا سمجھنے لگے۔ ہر چڑھتے ہوئے سورج کے آگے سر جھکا دینا مصلحت اندیش لوگوں کا وطیرہ ہے۔ اس فتح کے بعد کوہ ہمالیہ کے راجا جوگی داس و گو بند داس نے آپ کی بارگاہ میں سر جھکا دیئے۔

چونکہ ان تمام راجاؤں کے لئے فتح ایک اہم مسئلہ بن گیا تھا۔ اس لئے آپ سے خفیہ طور پر اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے اور زیادہ جوش و خروش سے تیاری ہونے لگی۔ گرد و نواح کے بڑے بڑے راجاؤں سے مدد حاصل کی جانے لگی۔ خود بہرائچ کے گرد و نواح میں تقریباً چالیس راجہ تھے ان میں بہر دیو و سہر دیو اونچی حیثیت کے تھے ان کے پاس تمام راجگان سے فوجی طاقت بہت زیادہ تھی۔ تمام راجگان ان کی قیادت تسلیم کرتے تھے۔ علاوہ ازیں پورے ملک ہندوستان میں مشرکین نے اعلان کر دیا غرضیکہ سورج دیوتا کے نام پر پورے ملک میں آگ لگا دی اور ہر ایک کو مدد کے لئے پکار کر بڑے بڑے جٹا دھاری پنڈتوں سادھوؤں نے ہر شہر و ہر قریہ میں پہونچ کر دھرم رکھشا پر لوگوں کو ابھارا۔ دور دراز کے راجاؤں نے اپنی اپنی ریاستوں سے آزمودہ کار سپاہیوں کی کمک روانہ کی۔ ادھر شکست کھا جانے والے راجاؤں نے یہ اعلان کر دیا کہ دس بھائیوں میں سے نو کو جنگ میں جانا ضروری ہے۔ فوج اس قدر تھی کہ مورخین لکھتے ہیں ہمالیہ کے دامن سے لیکر دریائے گھا گھرا تک ٹڈی دل فوج ہی فوج تھی۔ کئی کروڑ فوج صرف چند سپاہیان اسلام کے لئے تھی۔ ایک ایک سپاہی پر لاکھوں لاکھ فوج! مگر واہ رے غازیان اسلام کہ ہٹائے نہ ہٹے۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ بکریوں کے بیشمار ریوڑ میں کوئی شیر ببر گھس گیا ہے۔

ادھر بیشمار لشکر جرار، ادھر چند مسلمان بے یار و مددگار، اس جانب بڑے بڑے راجہ اور ادھر کمسن شیر خدا کا لاڈلا، جو راجہ لڑائی میں شامل تھے وہ اکیس تھے۔ جنگی فہرست اس طرح تھی۔ شنکر،

کرن، بیربل، شری پال، ہری کرن، ہرپال، ہرکھو، زہر، بھابھر، اجودھاری نرائن، دلّو، ہرسنگھ، کلیان، رائے صاحب، راجن، بھکن، گنگ، مکردو، ادھر بیشمار ہتھیار، ادھر خالی ہاتھ مسلمان، ساتھ ساتھ ان ظالموں نے ایک دھوکہ اور کیا زمین پر زہریلی کیلوں کا جال بچھادیا۔ تا کہ سپاہیان اسلام کے گھوڑے لہولہان ہوکر گر جائیں۔ اور جس کے کیل چبھ جائے وہ پھر ختم ہی ہو جائے اور ساری تیاری کے بعد اعلان جنگ کیا۔ ادھر بھی غازیٔ ملّت مجاہد اعظم حضرت سیّد سالار مسعود غازی نے مجاہدین کو تیار ہونے کا حکم دیا۔ دریائے بھکلہ کی طرف چل پڑے پہلے ہی حملہ میں دشمن بیچ سے میدان خالی دیکر ہٹنے لگے۔ مسلمان دلیری کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ انھیں کیا معلوم کہ گھوڑوں کے پیر زہریلی کیلوں سے چھلنی ہورہے ہیں۔ کسی پریشانی کا خیال نہ کرتے ہوئے قدم آگے بڑھتے رہے۔ یہ اللہ اکبر! سرکار غازی کا حملہ کیا تھا قہر خداوندی تھا۔ جوش حیدری نے لشکر باطل کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اس کو سرکار غازی کا حملہ کہا جائے یا قہر آسمانی کہ جس نے خرمن باطل کو جلا ڈالا۔ اللہ اکبر! جدھر آپ کی تلوار کا رخ ہو جاتا ہزاروں بے سر کے ہو جاتے، جدھر آپ تلوار گھماتے لاکھوں مشرکین فی النار ہو جاتے۔ کبھی داہنے کو گھومتے کشتوں کے پشتے الٹ جاتے، کبھی بائیں جانب رخ انور گھماتے ہزاروں کو تہ تیغ کر دیتے کبھی قلب لشکر میں غوطہ لگاتے تو شیر کی طرح مشرکین کو پھاڑ کے چلے جاتے، کبھی غضب میں پلٹ جاتے تو سینکڑوں خوف سے مر جاتے۔ مسلمان آگے بڑھتے گئے جنگ جب بدست بدست ہونے لگی تو آتشیں گولوں کا استعمال مشرکین نے شروع کیا جس سے مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا۔ مگر سرکار غازی کے دیوانے اپنے آقا پر اپنی جان قربان کر رتے رہے۔ حصول شہادت کی خاطر ایک دوسرے پر پیش قدمی کرتے رہے۔ دشمنوں نے بہت ترکیبیں اور بہت بہادری دکھائی مگر ساری ترکیبیں اور بہادری پر خاک پڑگئی۔ اور شیر خدا کے لاڈلے نے جب اسد اللہی ہاتھ دکھائے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ بادلوں کی اوٹ سے بجلی کے کوندے لپک رہے ہیں۔

الغرض نصرت الٰہی نے فتح مبیں کا مژدہ سنایا۔ دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جنگ ختم ہونے پر معلوم ہوا کہ آپ کے ایک تہائی احباب فردوس بر کنار ہو چکے ہیں۔ تمام شہداء کی تدفین کی گئی اور راجاؤں کی راجپوتانہ بہادری کے سارے کارنامے بھکلہ ندی کے کنارے دفن ہو گئے۔

انسانیت سوز حملہ

دو مرتبہ شکست فاش کی وجہ سے تمام راجہ بوکھلائے ہوئے تھے۔ اس بار پھر ملک گیر مدد سے بیشمار لشکر کے ساتھ حملہ کر دیا۔ اس مرتبہ غزنی سے آنے والے رفقاء میں اکثر داغ مفارقت دے گئے تھے ادھر کوئی خاص مجاہدین کی ترتیب بھی نہ ہو سکی۔ دوپہر میں آپ اپنے لگائے ہوئے باغ میں مہوا کے پیڑ کے نیچے دھوپ سے بچنے کے لئے اپنی سواری سے اتر کر جلوہ فرماتے تھے اور لوگوں سے حکم فرمایا شہیدوں کو جہاں جگہ ملے دفن کر دو۔ سب کام میں لگے تھے یہ تیسری لڑائی تھی اور دھوپ کی تمازت کی وجہ سے لڑائی کچھ کم پڑ گئی تھی کہ قضا نے کوچ کا نقارہ بجا دیا۔ سہر دیو چھپ کر آیا۔ اور عصر کے وقت تک باغ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ فوراً سوار ہو کر جنگ کے لئے تیار ہو گئے کہ اچانک تیروں کی بوچھار ہو گئی۔ غازی دشمنوں سے بھڑ گئے سب فرداً فرداً لڑنے لگے۔ حضرت کے کئی تیر لگے ایک تیر سہر دیو نے ایسا مارا کہ حضرت غازیٔ ملّت کے حلق مبارک میں آ کر لگا۔ آپ کو سکندر دیوانہ نے فوراً سواری سے اتار لیا۔ اور اپنے زانو پر حضرت کا سر رکھ کر رونے لگے۔

سکندر دیوانہ کے کافی زخم آئے مگر زانو سے سر نہ ہٹایا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور تبسم فرمایا اور کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ زبان پر لائے اور عصر و مغرب کے درمیان اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اسی طرح ۱۴ ررجب المرجب ۴۲۴ھ مطابق جولائی ۱۰۳۳ء کو آپ نے شہادت عظمیٰ حاصل فرمائی۔

دیکھتے ہی آن کی آن میں عزم و حوصلہ کا تراشہ نگینہ، عشق و محبت، عالم و آگہی کا پیکر احباب کی نگاہوں کے سامنے لاشہ کی شکل میں ہے۔ آنکھیں اشکبار ہوئیں۔ دنیا انہیں بے جان لاشہ سمجھ رہی ہے مگر قرآن انھیں زندہ کہہ کر پکار رہا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ؕ

آج بھی آپ کے مزار سے فیض کا دریا جاری ہے۔ ہزاروں گمشدہ راہوں کو آپ سے راستہ مل رہا ہے اسی لئے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

شہید اعظم ہند اہل ہند کے لئے ابر رحمت

جب بھی دنیا میں ظلم وستم بام عروج پر پہونچتا ہے، ناتواں غریب انسانوں کو پریشان کیا گیا ہے۔ انسانیت کی پیشانی کو داغدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انسان نما درندوں نے انسانیت کو مجروح کرنے کے لئے حملہ کیا ہے۔ معاشرے میں بدامنی اور درندگی کا سلوک کر کے معاشرے کو تباہ و برباد کرنا چاہا ہے خدائے واحد کے بجائے ہزاروں دیوتاؤں پر ایمان لایا گیا ہے تو ایسے وقت میں خداوند قدوس نے اپنے بندوں کی اصلاح نیک صفات والے بندوں کے ذریعہ کی ہے اور شمع ایمان سے لوگوں کے اذہان وقلوب کو منور کیا ہے۔

تاریخ بظاہر قصہ وحکایات معلوم ہوتی ہے مگر یہی حکایات وقصے قوموں کو زندگی کی روح اور اسلاف کے سنہرے حرفوں میں لکھے جانے والے کارناموں کی داستان ہوتی ہے. جس ملک و قوم کے پاس اپنے بزرگوں کی تاریخ نہ ہو دنیا کے بازار میں اس قوم وملک کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی جو قوم زندہ رہتی ہے وہ اپنے بزرگوں کو یاد رکھتی ہے۔

ہندوستان کے شمال ومغرب میں اسلام کی ضیاء کو پھیلانے والا مرد مجاد، مظلوموں کا فریاد رس، قوم کا راہبر، سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ والرّضوان ایسے ہی تیرہ وتاریک ماحول میں یہاں تشریف لائے اور اپنے تقویٰ وطہارت اور جہاد فی سبیل اللہ کی روش سے خدا کی اس زمین پر دین حق کو قائم کرنے کی جدو جہد میں مصروف ہو گئے۔ اصول جہاد کے مطابق لوگوں کو حق پرست گروہ میں شامل کیا اور انسانیت کو ایک مشن کے ذریعہ جوڑا اور پوری انسانی برادری کو دائرہ حق میں شامل کرنے کی جدو جہد میں مصروف رہے۔

سالارِ اعظم سیّد سالار مسعود غازی کی پیدائش اجمیر شریف میں بروز یکشنبہ ۲۱ رشعبان المعظم ۴۰۵ھ میں ہوئی آپ کے اندر خیبر شکن شیر خدا حضرت علی جیسا جلال جواں مردی، شجاعت، فنون جنگ میں مہارت جیسی صفات موجود تھیں ۔ آپ کے والد سیّد سالار ساہو بڑے ہی نیک اور محمود غزنوی کے جنرل تھے ۔ آپ کی والدہ بی بی ستر معلّیٰ ہیں ۔ جو عبادت وریاضت اور پابندئ شریعت میں یکتائے روزگار تھیں آپ نے چار سال کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی سیّدنا سالار ساہو علیہ الرحمہ نے سیّد ابراہیم بارہ ہزاری کو آپ کا استاد مقرر کیا سیّد ابراہیم بارہ ہزاری علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطن کے بھی استاد تھے ۔ تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نو سال کی عمر میں علوم ظاہری وباطنی سے فارغ التحصیل ہو چکے تھے ۔

علوم ظاہری وباطنی سے فراغت کے بعد آپ محمود غزنوی کے ساتھ جہاد میں شریک ہو گئے ۔ محمود غزنوی کے تاریخ ساز معرکہ سومنات ۱۰۲۵ء میں شریک رہے ۔ اس وقت آپ کی عمر نو سال کی تھی، اپنے ماموں محمود غزنوی کے ساتھ غزنی چلے گئے ۔ (محمود غزنوی رشتہ میں آپ کے ماموں لگتے ہیں) لیکن وہاں کے حالات درست نہ ہونے کے باعث ہندوستان لوٹ آئے آپ جب غزنی سے ہندوستان لوٹنے کے لئے روانہ ہوئے تو گیارہ ہزار فوج اور بہترین قسم کے جنرل بھی آپ کے ساتھ کر دیئے گئے ۔

دریائے سندھ بذریعہ کشتی پار کر کے آپ اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے دلّی، میرٹھ، قنوج، بلگرام، ملاوان، سندیلہ، ملیح آباد، سترکھ، بارہ بنکی پہونچے ۔ راستے میں راجاؤں نے اسلام قبول کیا اور کافی تعداد میں لوگ جوق درجوق مشرّف بہ اسلام ہوئے ۔ ملّت کی آبرو کے پاسبان سیّدنا سالار مسعود غازی تھے ۔ اس لئے وقت مقررہ پر اسلام ان کے لہو سے چراغ روشن کرنے کا مطالبہ کر سکتا تھا ۔ اس لئے آپ نے انسانیت کے وقار کو بچانے کے لئے بہرائچ کی سرزمین پر شعبان ۴۲۳ھ کو قدم رکھا ۔ یہ جنگلی علاقہ تھا ۔ یہاں چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں تھیں ۔ اس علاقہ میں بھڑ قوم کا بسیرا تھا ۔ یہاں انار کلی نام کا ایک تالاب ہے اس کے کنارے دیوتاؤں کی مورتی تھی ۔ جس کی وجہ سے تمام مذہبی حلقہ میں اس کو شہرت وعزت حاصل تھی بھڑ قوم دور ہی سے مورتی کی پوجا کر سکتی تھی ۔ وہ دھرم وید منتر نہیں سن سکتے تھے ان کا دھرم انھیں روحانی وجسمانی طہارت دینے سے قاصر تھا اونچی قوم کے افراد ان پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھاتے تھے اور برے سلوک سے پیش آتے تھے ۔ ایسے موقع پر ملّت کی آبرو کے

پاسبان سیّد سالار مسعود غازی سے اسلام نے ان کے لہو سے چراغ کو روشن کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ آپ نے وہاں پہونچ کر اسلام کی حقیقت سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ اور اعلان فرمایا کہ اے لوگو! اسلام نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر نہ اونچی ذات کو نیچی ذات پر نہ نیچی ذات کو اونچی ذات پر فضیلت ہے۔ اگر فضیلت ہے تو صرف تقویٰ کو۔ اسلام کا دروازہ تمام انسانوں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ اس آواز پر بھڑ قوم اور دوسری قوموں کے افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ ان سب حالات کو دیکھ کر راجاؤں نے اسلام کا فروغ دیکھا تو دھرم رکھشا نام آندولن چھیڑا۔

یکشنبہ ۱۴ ررجب ۴۲۴ھ مطابق ۱۰ رجولائی ۱۰۳۳ء کی رات میں سالار اعظم نے اپنی فوج سے خطاب کیا اے لوگو تم اپنی جانیں بچا کر یہاں سے جا سکتے ہو میری طرف سے اجازت ہے۔ تمام فوجیوں نے باآواز بلند عرض کیا کہ سرکار ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہم آخری دم تک بھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔

بالآخر وہ صبح آئی جس صبح کو حق و باطل کی جنگ کا آغاز ہونا تھا۔ بعد فجر جنگ کا نقارہ بجا دونوں طرف کی جنگی صفیں درست ہونے لگیں۔ سیّد سالار مسعود غازی اپنی اسپ نیلی پر سوار ہوئے اور معرکۂ جنگ کا آغاز ہوا۔ آپ کے ہمراہ اللہ پر ایمان رکھنے والے مجاہدین بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے۔ صبح سے عصر تک کافی افراد جام شہادت نوش کر چکے تھے یہ وہی مجاہدین اسلام تھے جو قوم و مذہب کی عظمت کے لئے سب سے بڑی قربانی پیش کر رہے تھے۔ جنھوں نے مذہب کے احترام و تقدس اور اس کی نشر و اشاعت کے لئے اللہ کی راہ میں محبوب جانیں قربان کیں۔

سیّد سالار مسعود غازی کا قاتل سہیل دیوٹیلوں کی آڑ لیتا ہوا آپ کے قریب آیا اور نشانہ لیکر گلوئے مبارک پر تیر سے وار کیا جس سے آپ کا جسم اقدس لہولہان ہو گیا جب آپ کا سواری پر توازن برقرار نہ رہ سکا تو آپ کو سکندر علیہ الرحمۃ (سکندر دیوانہ) نے سنبھالا اور ایک مہوے کے درخت کے نیچے لٹایا۔ سر مبارک اپنے زانو پر رکھا، کلمۂ طیبہ آپ کی زبان مبارک پر جاری تھا۔ اسی حالت میں عصر و مغرب کے درمیان آپ نے اس دار فانی سے دار البقا کی طرف مسکراتے ہوئے رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ط

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

اس عالی شان مجاہد نے اپنے لہو کا آخری قطرہ بھی خدائے برتر کی خوشنودی کے لئے نچھاور کر دیا۔ سلام ہو اے میر کارواں تجھ پہ کہ تو نے اپنے لہو کے قطرات کو بقائے انسانیت اور اسلام کی مان و مریادہ پر قربان کیا۔ اسلام تیرے خون سے سر سبز و شاداب ہوا۔ سلام ہو اے شہید اعظم کہ تجھ سے ہند کی دھرتی پر صدائے نعرۂ تکبیر بلند ہوئی۔

بہرائچ کے نومسلم جو شہید اعظم کے دست مبارک پر ایمان لائے تھے اور آپ کے اخلاق فاضلہ کو دیکھا تھا۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ انسانیت کی فلاح و بہبود چاہنے والا سردار ہم مظلوموں کا فریادرس عظیم راہ بر اسلام کی مان مریادہ پر قربان ہونے والا شہید اعظم ظالم راراجپوتوں کے نرغہ میں ہے تو مدد کے لئے جماعت در جماعت بہرائچ پہونچے، معلوم ہوا کہ اسلام کی عظمت کا نقیب شمالی ہندوستان میں قیامت تک کے لئے اپنی عظمتوں کا علم نصب کر دیا ہے۔ دور دراز سے آئے ہوئے سب ہی مسلمانوں نے عظمت کے اس مینار کو خراج عقیدت پیش کیا۔ پھولوں کے نذرانے آنسوؤں کے موتی اور حوصلوں کے انبار پیش کر کے سبھی اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

غلام ان کا بظاہر قبر میں مٹی کے نیچے ہے — مگر ان کی محبت کا ابھی پیغام زندہ ہے۔

(بیکل)

سلطان الشہداء کے بڑے والد حضرت سیّدنا امیر نصر اللہ شاہ غازی رضی اللہ عنہ دکولی شریف پرتو قوّت حیدر کرّار ہیں

وصال ۱۲/۱۳ رجب المرجب ۴۲۴ھ کے درمیان

نمیر دشیخ نورانی کہ شد در راہ حق فانی — بقا نازو بدربانی پے عشاق یزدانی

ہمیں آید ندا از قبر آں سلطان محبوباں — کہ من پنہاں زد دنیا گشتہ ام لیکن نیم فانی

درگاہ شریف بہرائچ سے شمال کی طرف بھنگا روڈ پر ۱۲ کلومیٹر جانے کے بعد مغرب کی طرف ایک پختہ راستہ جاتا ہے تقریباً ۱۲ کلومیٹر چلنے کے بعد دکولی شریف کی آبادی شروع ہو جاتی ہے، آبادی میں داخل ہوتے ہی دو طرفہ مزارات مبارکہ کے کچھ ابھرے مٹے اور کچھ درست حال میں نشانات ملتے ہیں جو حضرت سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ کے رفقاء کی ہیں اور اس پرانی آبادی کے آگے پچھم باغ میں املی کے درختوں کے درمیان بشکل درگاہ معلّی سیّدنا سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ ایک وسیع اور عظیم الشان کہنہ و پرانی عمارت نظر آئے گی۔

اس مقدس عمارت کے کھلے میدان میں مسجد کے اتری حصہ میں ایک طویل مزار پاک ہے جو حضرت سیّدنا امیر نصر اللہ شاہ غازی رضی اللہ عنہ کی ہے۔ مگر اب آپ کے مزار پر ضلع بستی کے کچھ لوگوں نے گنبد تعمیر کر دیا ہے یہ تعمیر اپنی مرادوں کو پانے کے بعد غیر مسلم حضرات نے کرائی ہے فقیر خود گنبد شریف کی تعمیر کے وقت حاضر تھا۔ آپ حضرت سیّدنا سالار مسعود غازی کے بڑے والد ہیں۔ سیّدنا سلطان الشہداء نے آپ کو دریائے بھکلہ[1] کے اہم مورچہ پر سپہ سالار اعظم بنا کر متعین فرمایا تھا۔ آپ نے ترائی کے تمام راجاؤں کے اور ان کی فوج کے دانت کھٹے کر دیئے اور موضع دکولی میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ یہ عظیم معرکہ رجب ۴۲۴ھ مطابق جون ۱۰۳۴ء کے عشرۂ اوّل میں واقع ہوا جس میں تین لاکھ چار ہزار مجاہدین اسلام نے جام شہادت نوش فرمایا جو اس زمین کے ارد گرد آسودۂ خواب ہیں جن کے نشانات اور وجود کا بھی علم نہیں[2] ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار مشرکین بھی مقتول ہوئے۔ (مرأۃ مسعودی)

اللہ کے اس عظیم مجاہد کو آج بڑے پروف اور بڑھوٗ بابا کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ جیٹھ کے میلے کے موقع پر بہرائچ شریف آنے والے زائرین سب سے پہلے آپ کے در پاک پر حاضر ہوتے ہیں اور عقیدت کی نذر پیش کرتے ہیں۔ نیز بہرائچ حاضر ہوتے ہوئے شاہان اسلام بھی اپنے اپنے دور میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے جس کی شہادت وہاں کے قدیم اور کہنہ در و دیوار دے رہے ہیں۔

خادم کئی بار مختلف وقتوں میں حاضر ہوا۔ انتہائی پرکشش اور بارونق و بابرکت مقام معلوم ہوا خاص جمعہ اور اتوار کے دنوں میں کافی لوگ نذر و نیاز کے لئے حاضر ہوتے اور فیض حاصل

---

[1] دریائے کٹھلہ جو اب بھکلہ کے نام سے مشہور ہے۔ [2] (مرأۃ مسعودی)

کرتے ہیں۔ شہر سے دور ہونے کی وجہ سے انتظام واہتمام میں کمی محسوس ہوتی ہے مگر مکان کو زینت مکیں سے ہوتی ہے وہ تمام تر زینت وہاں پائی جاتی ہے جو ایک بادشاہ کے بارگاہ کی ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو۔

مست جو جام اٹھالے وہی پیمانہ بنے
جس جگہ بیٹھ کے پی لے وہی میخانہ بنے

الغرض یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جو میخانۂ وحدت کے ایسے مست ہیں جن کو خدا کی مقدس کتاب قرآن پاک ہمیشہ یاد کرتی رہے گی اور ان کے مزارات سے وفاداران اسلام کو یہ صدا ہمیشہ آتی رہے گی

دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
اور افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

آپ کا مزار مبارک آج بھی قبولیت دعا کا مرکز ہے۔ حاضری باعث سعادت و نیک بختی ہے۔ (ملخص از مرأۃ مسعودی)

حضرت سیّدنا سالار سیف الدین غازی عرف سرخرو سالار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اے بے خبر بکوش کہ صاحب خبر شوی
تا راہ رو نباشد تو کے راہبر شوی

حضرت سیّدنا سالار سیف الدین غازی عرف سرخرو سالار رہبرو رہرو منزل عرفان ھیں

شہادت: ۱۱؍رجب المرجب ۴۲۴ھ بروز چہار شنبہ (آپ کو حضرت سیّدنا سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ والرّضوان کے چچا ہونے کا شرف حاصل ہے)

درگاہ شریف جاتے ہوئے محلّہ بخشی پورہ حضرت حافظ حیرت علی شاہ علیہ الرّحمۃ کی خانقاہ کے اتر سے پچھم کی طرف ایک وسیع راستہ جاتا ہے تقریباً دو سو گز چلنے کے بعد سلطان فیروز شاہ تغلق کا تعمیر کردہ ایک عظیم الشان کہنہ پختہ گنبد نظر آئے گا یہی وہ پرنور گنبد ہے جس کے سایہ میں سلطان الشہداء سیدنا سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ کے وفادار چچا آرام فرما ہیں۔ آپ عہد محمود غزنوی میں منصب جلیلہ پر فائز تھے۔ مگر وصل مولیٰ کی تمنا میں حکومت کی کرسی پر چین نہیں ملا، سالار مسعود سے عرض کیا بیٹا اب دل میں شوق شہادت مچل رہا ہے مگر منزل مقصود آپ کے چہرۂ پرنور پر قربان ہونے میں ہی مل سکتی ہے۔ ع گر در سرت ہوائے وصال است حافظا

بائد کہ خاک درگہ اہل بصر شوی (حافظ شیرازی)

سالار اعظم نے بطیب خاطر ہمرہی کا اذن فرما کر ہندوستان کی طرف کوچ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ملک بقا کا راہی اپنے بھتیجے کے ہمراہ ہندوستان کے مختلف معرکوں میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد فرماتا رہا۔ بالآخر وہ گھڑی آگئی جس کی تمنا میں غزنی کی حکومت کو ٹھکرایا تھا اور ہندوستان تشریف لائے تھے یعنی ۱۱؍رجب المرجب ۴۲۴ھ کو بہرائچ کی سرزمین پر تیسری اور

خری فیصلہ کن جنگ عظیم کو معرکہ گرم ہوا۔ سالار مسعود نے میمنہ کی کمانڈری کے لئے اپنے بڑے
الد حضرت سیّدنا نصر اللہ شاہ غازی کو دکولی اور میسرہ کی کمانڈری کے لئے اپنے بھانجے حضرت
جب سالار بٹیلہ غازی کو متعین فرمایا۔ حق و باطل کی اس جنگ عظیم میں میسرہ کی کمانڈری فرمانے
لے شاہ پور یوسف جوت بٹیلہ میں شہید ہو جاتے ہیں۔ بعد اطلاع سالار اعظم نے اپنے چچا کو
یسرہ کی کمان عطا فرمائی۔ اللہ کے اس شیر نے خون مرتضوی کے وہ جوہر دکھائے کہ مقابل فوجوں
ں بھگدڑ مچ گئی پھر کفار نے مجتمع ہو کر تیروں کی بارش شروع کی، آپ لڑتے ہوئے موجودہ مقام پر
ہاں آپ محو خواب ہیں دشمن کا ایک تیر شہ رگ کو پار کرتا ہوا نکلا۔ حیدر کا لعل زخم کی تاب نہ لا کر
نت اسپ سے نیچے تشریف لاتا ہے اور کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا اپنی جان کو مالک جسم و جان کے
والے کر دیتا ہے اور فضل شہادت سے شرف ہوتا ہے۔

سیّد سالار مسعود غازی نے اپنے چچا کو اسی مقام پر دفن فرما دیا جہاں پر آپ نے جام
ہادت نوش فرمایا تھا۔ دیگر شہداء کو بھی اطراف و جوانب میں دفن فرمایا جن کے نشانات باقی نہیں
ں۔ آپ کے گنبد کے سایہ صرف چند رفقاء کی قبروں کے نشانات پائے جاتے ہیں جو زبان حال
ے پکار رہے ہیں۔ نشان منزل مقصود ہے مری تربت

اولیائے باوقار صوفیائے نامدار ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کو یہ مقصود ہو کہ سالار مسعود اس کی
ظار دنہ فرمائیں تو پہلے وہ اس وفادار چچا کی بارگاہ میں حاضری دے اس لئے کہ یہ وہ وفادار چچا ہیں
نھوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے بھتیجے کے حکم پر سیکڑوں تیر کھا کر سنّت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ادا
رتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہا ہے۔ سالار مسعود اس وفادار کو کبھی فراموش نہ فرمائیں گے۔

اکثر صوفیائے کرام و عاشقان پرتو جمال خداوندی کو دیکھا گیا ہے کہ دربار سلطان الشہداء
ں حاضری سے پہلے حضور سیّدنا سالار سیف الدین غازی کے دربار میں حاضر ہو کر چلّہ کشی فر
تے ہیں اور اذن حاضری پا کر سلطان الشہداء کی چوکھٹ پر حاضری دیتے ہیں۔

آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ خلق ہے۔ پر وقار عظیم الشان گنبد عزم و استقلال قوت و
نت کا پیکر بناتا ہے۔ آپ کا عرس مبارک ۱۵ رجب المرجب کو انتہائی شان و شوکت سے منایا
تا ہے۔ لنگر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ آپ کی شہادت ہم مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہدایت ہے۔

جن کے قطرات خون کی برکتیں ہمیشہ چمن اسلام کی آبیاری کرتی رہیں گی۔

حضرت نینا دائی صاحبہ

معروف ہے کہ آپ نے حضور سلطان الشہداء کو دودھ پلایا تھا آپ کا مزار قلعہ کے اندر پورب ودکھن کے کونے میں ایک حجرے کے اندر ہے لوگ زیارت کرتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔

حضرت سیف الدین نشان بردار

سلطان الشہداء کے مزار مبارک کے بیرونی احاطہ میں تین قبریں ترتیب سے ہیں جن میں ایک قبر حضرت سیف الدین نشان بردار کی ہے جو فوج کے علم بردار و مقام کی رہنمائی کے لئے تھے اور آپ کی شہادت سرکار غازی میاں رضی اللہ عنہ کے بعد شہادت ہوئی اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے۔

سگِ سانگل

یہ وہ وفادر کتا ہے جو سلطان الشہداء کے شہادت کے بعد تنہا آپ کے جسم مبارک کی حفاظت کرتا ہا ہے اور کسی بھی موذی کو آپ کے جسم مبارک سے قریب نہ ہونے دیا۔ دوسرے روز جب بشارت کے مطابق حضرت سیّدنا ابراہیم بارہ ہزاری نے آپ کے جسد پاک کو سپرد خاک کیا تو سگ سانگل نے بھی فراق محبوب کی تاب نہ لاکر وفاداری کا ثبوت پیش کیا اور جان دے کر اصحاب کہف کے کتے کی طرح محبوب کے قدموں میں ہمیشہ کے لئے جگہ پایا۔ اس کی بھی قبر گنبد سلطان الشہداء کے باہر احاطہ سنگی میں نشان بردار کے پہلو میں ہے۔

اسپ نیلی

یہ وہ اسپ مادیہ ہے جس پر سوار ہو کر آخری دم تک سلطان الشہداء جہاد فی سبیل اللہ فرماتے رہے۔ یہ وہی گھوڑی ہے جو سلطان محمود غزنوی نے حضرت رجب سالار ہٹیلہ غازی کو عطا

فرمایا تھا۔ نمل پر ہار لنکا کے راجہ کو شکست دینے کے بعد حضرت رجب سالار نے یہ گھوڑی اپنے ماموں سلطان الشہداء کے نذر کردی تھی جو آخری دم تک آپ کے ساتھ رہی سلطان الشہداء کے شہادت کے بعد سگ سانگل سے قبل انس رام کا تیر کاری گھوڑی کو لگا اور اس نے دم توڑ دیا۔ وصیت کے مطابق حضرت ابراہیم نے اس کو بھی سیّدنا سالار مسعود غازی کے پائتیں دفن فرمایا اس طرح ہمیشہ کے لئے اپنے محبوب کے قدموں میں جگہ پائی۔

گنج شہیداں

مزار سلطان الشہداء کے اندرونی احاطہ میں پچھم کی طرف ایک عظیم الشان کہنہ گنبد ہے جس کی تعمیر بھی سرکار غازی میاں کے گنبد کے ساتھ ہوئی۔ یہ وہ بابرکت کنواں ہے۔ جس میں لاتعداد شہدائے اسلام محو خواب ہیں۔ جن میں کچھ تو ایسے ہیں جن کو سالار اعظم نے خود دفن کیا اور کچھ ایسے ہیں جو حضرت ابراہیم بارہ ہزاری کے ہاتھوں دفن ہوئے۔ خدائے پاک رحمتیں نازل فرمائے۔

حضرت زہرا بی بی

حضرت سلطان الشہداء کے گنبد سے متصل مغرب کی طرف احاطہ سنگی سے اتر کی طرف نکل کر ایک گنبد میں داخل ہوں گے جس میں حضرت سیّدہ بی بی زہرا ردولوی آرام فرما ہیں۔ سرکار غازی میاں کے جمال پر انوار پر زندگی کے گوہر لٹانے کے لئے حاضر درگاہ مبارک ہوئیں اور حضرت سالا اعظم کے طفیل آنکھیں نصیب ہوئیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے شہید اعظم جن آنکھوں سے میں نے آپ کا جمال دیکھ لیا ہو اب میں نہیں چاہتی کہ وہ نظریں کسی اور کو دیکھیں۔ پھر نابینا ہو کر جاروب کشی فرماتی رہیں۔ اور ۴۳۰ھ بروز اتوار بعد نماز عصر بعمر اٹھارہ سال وصال فرمایا۔ وصیت کے مطابق سلطان الشہداء کے داہنے پہلو میں دفن کی گئیں۔

سیّد احمد و سیّد خاصہ

حضرت زہرا بی بی کے مزار مبارک کے اتری دروازے سے نکلتے ہوئے دکھنی دروازے سے ایک عظیم الشان کہنہ گنبد میں داخل ہوں گے۔ اس گنبد کی تعمیر بھی سلطان الشہداء کے گنبد کے ساتھ ہوئی جس میں حضرت سیّد احمد و سیّد خاصہ ردولوی برادران حضرت سیدہ زہرا بی بی محو خواب ہیں۔ بشارت کے طور پر آپ حضرات بھی خادم درگاہ معلیٰ رہے اور وہیں وصال فرما کر مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی تربت پر رحمتوں کی بارش فرمائے۔

جھورا بھورا پہلوان

یہ دونوں بڑے پہلوانوں میں سے ہیں جو حضرت کے ساتھ تھے انکے مزاروں کے قریب رکھا ہوا کنڈل انکی یاد ہے یہ حضرات بعد شہادت سرکار غازی میاں وصال پائے۔

حضرت امیر خضر علیہ الرّحمۃ والرّضوان

حضرت سیّدنا امیر خضر رضی اللہ عنہ حضور سلطان الشہداء کے خادم خاص اور مجاہدین اسلام کے اہم ترین صاحب تدبیر افراد میں سے تھے۔ آپ کی عقل و خرد و دیانت داری کی بنیاد پر سالار مسعود نے خزانچی کے عہدہ پر فائز فرمایا تھا ۴۲۴ھ کی آخری جنگ عظیم میں جو بہرائچ کے ہر طرف پھیلی ہوئی تھی، موجودہ انار کلی جھیل کے اتری کمان پر جو انار کلی جھیل سے اتر کی جانب لگ بھگ ایک کلومیٹر کی دوری پر ہے، آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ مزار پاک قبولیت دعا کا مرکز ہے اہل اللہ زیارت کے کے لئے برابر تشریف لاتے ہین اور حضرت خضر کے فیوض سے مالا مال ہوتے ہیں۔

گنبد واقع عیدگاہ درگاہ شریف

زنجیری دروازہ سے نکل کر مغرب کی طرف چلیں تھوڑی دور چلنے کے بعد مزارات شہداء سے گذرتے ہوئے عیدگاہ نظر آئے گی جس کے اخری حصہ میں بے شمار قبریں آج بھی ہیں جو منتظمین درگاہ کی بے توجہی کی شکار ہیں اور زبان حال سے اہل بہرائچ کی نااہلی کی غمازی کر رہی ہیں۔ اس عظیم الشان گنبد میں ایک مزار پاک جس کا نام و پتہ نہ مل سکا صرف تخصیص مکانی سے خصوصیت ذاتی سمجھ میں آتی ہے۔

قدم رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام

درگاہ شریف کے زنجیری پھاٹک سے باہر ہو کر سیدھے دکھن کی جانب ایک کہنہ و پختہ چار عظیم گنبدوں پر مشتمل ایک پر شکوہ و دیدہ زیب عمارت نظر آئے گی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک اور دست مبارک کے نشانات ہیں۔ اس کا مستقل انتظام بھی درگاہ شریف کے حوالے ہے۔ غربی دروازہ کے دکھن طرف ایک عالی شان مسجد بھی ہے۔ احاطہ قدم رسول میں متعدد مزارات بھی ہیں جو شہدائے اسلام کی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا رحم فرمائے۔

گنج شہداء

قدم رسول سے نکل کر پھر سڑک پر آ کر دکھن ہی کی طرف چلئے اور کنڈ تالاب کے پاس جائیے اس وقت وہاں پر ایک چھوٹی سی پلیا بنادی گئی ہے۔ سڑک کے مغرب کی طرف ایک ... تی مسجد اور اسی کے آس پاس بے شمار قبریں ہیں جو گنج شہداء کے نام سے مشہور ہے پھر اور آگے چل کر محلہ بخشی پورہ حافظ حیرت شاہ کے مزار کے پچھم طرف بھی گنج شہداء کے نشانات پائے جاتے ہیں۔

حضرت عالم شہید علیہ الرّحمۃ

شاہی گھنٹہ گھر سے قاضی پورہ روڈ پر جاتے ہوئے تقریباً ۵۰ قدم چلنے کے بعد داہنے طرف لب سڑک ایک عظیم الشان مرقد مبارک ہے۔ جو حضرت عالم شہید کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے ۴۲۴ھ کی آخری فیصلہ کن لڑائی میں پچھمی ہائی کمان کی کمانڈری فرماتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا اور مقام شہادت ہی پر مدفون ہوئے۔ آپ کا روضہ بھی زیارت گاہ خلق خدا ہے۔ آپ کے مزار پاک سے متصل ہی عالی شان مسجد ہے۔ جو مسجد عالم شہید کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

حضرت خنجر شہید رضی اللہ عنہ

حضرت خنجر شہید منبع نور خدائے ذوالجلال ہیں۔ شہادت ۱۴ رجب المرجب ۴۲۴ھ مزار پاک شاہی گھنٹہ گھر کے پورب سڑک کے درمیان چہار دیواری میں واقع ہے۔

عجب رایست راہِ عشق کانجا

کسے سر پر کند کس سر نباشد

حضرت خنجر شہید علیہ الرّحمۃ حضرت سیّدنا سلطان الشہداء سالار مسعود غازی کے ہمراہ ۱۴ رجب المرجب ۴۲۴ھ کو بہرائچ کی آخری جنگ عظیم میں بہرائچ سے دکھن لکھنؤ روڈ پر واقع مقام فخر پور میں شہید ہوئے مگر اس زمین پر آپ کا سر مبارک تن سے علیحدہ گر گیا جو اسی جگہ مدفون ہے۔ مگر آپ پشت اسپ پر سوار رہتے ہوئے بہرائچ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس مقام پر جہاں آپ کا مزار مبارک ہے یہ خبر محسوس ہوئی کہ میرا سردار و مقتدا شہید ہو چکا ہے آپ گھوڑے سے نیچے تشریف لاتے ہیں اور حقیقی طور پر وصل مولیٰ ہو جاتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک شاہی گھنٹہ گھر کے پورب چوک بازار سے درگاہ روڈ پر جاتے ہوئے درمیان سڑک پر ایک خوبصورت چہار دیواری کے درمیان واقع ہو کر زیارت گاہ خلق ہے۔ انگریز حکمران کئی بار سڑک

سیدھی کرنے کے لئے آپ کی تربت کے ساتھ توہین کی غرض سے آگے بڑھے مگر قدرت نہ
سکے رب کی طرف سے ایسی کاری ضرب لگی کہ سڑک تو ٹیڑھی کرلیا مگر مزار مقدس کی توہین نہ
ر سکے اور کیسے کر سکتے تھے رب کائنات نے اپنی بارگاہ میں شہید ہونے والوں کو وہ قوت عطا فر
ں ہے کہ وہ زندوں سے زیادہ تصرف کے مالک ہوتے ہیں۔ آج بھی خنجر شہید درمیان سڑک
آرام فرما ہو کر اپنی حکومت کا سکہ قلوب انسانی پر قائم فرمارہے ہیں۔ آپ کے مزار سے قریب
ب مسجد، مسجد خنجر شہید کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت سیّدنا ابراہیم شہید بارہ ہزاری
استاذ کریم سیّدنا سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ

رہبر و رہرو منزل شہادت ہیں۔ شہادت : ۴۲۴ھ

آپ کو سلطان الشہداء سیّدنا سالار مسعود غازی کے استاذ ہونے کا شرف حاصل ہے
پ خود اپنے شاگرد کی خداداد صلاحیت پر فخر فرماتے ہوئے حیات کے آخری لمحہ تک ساتھ رہے
ر بعد قتل سہر دیو آپ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک موجودہ محلہ اکبر پورہ
ں لب سڑک خوبصورت دروازہ کے اندر احاطہ میں واقع ہے۔ دیگر شہداء کی قبروں کے نشانات
ھی پائے جاتے ہیں جن کا کسی کو علم نہیں ہے۔ اس طرح شہر مبارک میں نہ جانے کتنے شہیدان
بت کے مزارات طیبات کے نشانات اور بوسیدہ خانقاہیں پائی جاتی ہیں جن کا شمار دشوار ہے۔
د یہ کہ بہرائچ اور اس کے قرب و نواح میں کوئی جگہ ایسی نہ مل پائے گی کہ حتمی طور پر کہا جا سکے کہ
جگہ شہیدوں کی نہیں ہے۔ حضور سیدنا امیر ماہ علیہ الرحمۃ کے قول و فعل سے بھی یہی ظاہر ہوتا
ہے جیسا کہ تاریخ فیروز شاہی میں مرقوم ہے۔

****
****
****
****

حضرت فیروز شہید ترک بخاری بہرائچی

رضی اللہ عنہ

آپ نے ۸۶۰ھ میں گجرات کی مہم سے واپسی پر بہرائچ کے معرکہ حق و باطل میں لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ تاریخ کے اوراق کے مطالعہ سے یہ بات روشن و ظاہر ہوتی ہے کہ شیخ فیروز نے ہندوستان کی اتری سرحد سرزمین بہرائچ میں اس وقت جام شہادت کو اپنے لبوں سے لگایا جبکہ ہندوستان آپ کے علم و ہنر تفکر و تدبر کا محتاج تھا۔

خاندان :- آپ حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محقق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ کے پردادا ہیں۔

کرامت :- جہاد میں جاتے وقت شیخ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا تھا تم کو اولاد ہوگی جس کے نسل میں ایک ایسا بچہ جنم لے گا جس سے ہمارے خاندان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ بشارت کے مطابق یہی بچہ بانی حدیث بن کر ہندوستان میں چمکا اور چورانوے سال تک علم حدیث سے فضائے ہند کو منور فرماتا رہا۔ آج بھی حوض شمسی کے کنارے بلندی پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عظیم الشان گنبد اہل علم کا مرکز ہے۔ (اخبار الاخبار)

مزار پاک :- آپ کا مزار پرنور شہر بہرائچ کی قدیم عیدگاہ کے پشت پر دولت خانہ ندیا گھاٹ کے بلند ترین سطح پر پُر فضا و خوشگوار ماحول مین واقع ہو کر اہل دل کا مرکز عقیدت ہے، خلق خدا فیض پاتی ہے۔

کشتۂ شمشیر عشق از مرگ باشد در اماں
زندۂ جاوید باشد مردۂ بے جان عشق

حضرت سیّدنا امیر حسن پیر بھتنی شریف

واصلِ منزلِ عارفاں ھیں

آپ نے ۲۴ھ کی جنگ حق و باطل میں بہرائچ کے مغربی و اتری گوشے بمقام

پیر بھتنی شریف (علاقہ نواب گنج ناںپارہ) میں جام شہادت نوش فرمایا آپ اس مقام کی کمانڈری
ر مارہے تھے اور سالار مسعود کے سپاہ کے سردار و تاجدار شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کا اہم ترین
مقابلہ چردا کے راجہ سے ہوا تھا جو روپئی ڈیہہ کے قریب میں واقع ہے جہاں پر اس زمانہ کے
قلعہ کا ٹیلہ اور نشان بطور یادگار باقی ہے۔

حضرت امیر حسن کا مزار پاک تجلّیات ربانی کا مرکز ہے۔ خلق خدا اس شہید راہ وفا
سے فیض لازوال پاتی ہے۔

حضرت بھولے شہید علیہ الرّحمۃ

وصال : ۴۲۴ھ

آسام روڈ پر رسیا حسین پور موڑ سے دکھن کی طرف لگ بھگ ایک کلومیٹر چلنے کے بعد
سر جوندی کے کنارے بلندی سے جاتے ہوئے املی اور پُر خار درختوں کے سایہ حضرت بھولے
شہید کا مزار مبارک ہے۔ آپ نے ۴۲۴ھ کی جنگ عظیم میں انار کلی پر متعینہ فوج کی ہمراہی میں
اس مقام پر جا کر لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ پہلے کھلے میدان میں مدفون تھے تعمیر
کو پسند نہ فرماتے تھے بعدہٗ حضور محدث اعظم ہند نے اجازت چاہی تو فرزند رسول کی شفارش پر
تعمیر کی اجازت دے دی تب چھت اوپر سے ڈال دی گئی۔ آپ کی بارگاہ میں اہل عقیدت ہندی
ماہ پوس میں پہلے جمعرات کو میلہ کی شکل میں حاضر ہوتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔
کرامات :۔ جنگلی علاقہ ہونے کی وجہ سے انسان کا گذر کم ہوتا تھا تو رب کائنات نے آپ کے
آستانہ کی جاروب کشی کے لئے شیر کو مقرر فرمایا جو اپنی دم سے جاروب کشی کر کے وفاداریٔ
فدا، کا ثبوت پیش کرتا رہا اور آخری سانس تک حضرت بھولے شہید رضی اللہ عنہ ہی کے قدموں
میں جان توڑی۔ اس وفادار کی قبر بھی آپ کی قبر کے ساتھ موجود ہو کر زیارت گاہ خلق ہے

ہرگز نہ میرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق   ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

****

انارکلی جھیل

درگاہ شریف سے پچھم کی طرف لگ بھگ ایک کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے ایک پر فضا، بابرکت مقام ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر سالار مسعود نے بہرائچ شریف آکر اپنے رب کی عبادت کا پہلا سجدہ ادا فرمایا۔ آج بھی انارکلی جھیل کے بلندترین پوربی سطح پر اس کا نشان باقی ہے اہل اللہ قبولیت دعا کے لئے اس مقام خاص کے قریب عبادت فرماتے ہیں۔

خصوصیت:- ۴۲۴ھ کی تیسری اور آخری جنگ عظیم جو اس جھیل تک پھیلی ہوئی تھی بیشمار فرزندان اسلام نے جام شہادت نوش فرمایا جو اس جھیل کے سپرد کردیئے گئے۔ ربّ کائنات نے شہدائے اسلام کے خون مبارک کی برکتوں سے اس جھیل کو بابرکت بنادیا جو لاعلاج مریضوں کا شفاخانہ بن گئی۔ عقیدت مند غسل کرتے ہیں اور اپنی بیماریوں سے نجات پاتے ہیں۔ جھیل کا پانی اہل عقیدت دور دور تک لے جاکر اپنے مریضوں کو پلاتے ہیں سالار اعظم کی دعاؤں سے ان کو شفائے کلی حاصل ہوتی ہے۔ میلہ کے اہم ترین موقع پر عقیدت مندوں کی بھیڑ قابل دید ہوتی ہے۔

چتّوڑا جھیل

بہرائچ شریف سے چل کر یہ تاریخی جھیل گونڈہ روڈ پر تقریباً ۵ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر حضرت سیّدنا سالار مسعود غازی علیہ الرّحمۃ کو دھوکہ سے شہید کرنے والا سہر دیو بھاگ کر جھاڑیوں میں چھپا ہوا تھا۔ ۱۵ ررجب ۴۲۴ھ کو حضرت ابراہیم بارہ ہزاری نے سراغ لگا کر اسی مقام پر اس کو قتل فرما کر واصل جہنم فرمایا تھا۔ اس کی یاد کے طور پر چتر کا نشان وہاں باقی ہے۔ بعد قتل سہر دیو حضرت ابراہیم بارہ ہزاری نے جنگ فرماتے ہوئے شہر بہرائچ کے موجودہ محلّہ اکبر پورہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ جہاں آپ کا مزار شریف زیارت گاہ عالم ہے۔

محمدؐ نالہ

محمد نالا آسام روڈ سے نانپارہ جاتے ہوئے ریلوے کراسنگ سے اتر کی طرف ریلوے لائن سے جاتے ہوئے ملے گا جس کی بلندی پر کچھ شہداء کے مزارات کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ ۴۲۴ھ کی جنگ عظیم جو چرداء حد نیپال تک پھیلی ہوئی تھی، محمد نالا پر بھی عظیم مقابلہ ہوا بہت سے شہدا، اسی نالا میں محوخواب ہوئے۔ اور اسی کے دکھن حضرت امیر خضر کا بھی مزار پر انوار ہے۔ محمد نالا کی وجہ تسمیہ و نسبت معلوم نہ ہو سکی مگر یہ تو ضرور ہے کہ نسبت میں کوئی خصوصیت ضرور ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت قاسم شہید رضی اللہ عنہ

حضرت قاسم شہید کا مزار چاند پورہ چوراہا سے نانپارہ روڈ پر جاتے ہوئے آزاد انٹر کالج کی عمارت سے قبل تعمیر شدہ دوکانوں سے پہلے ایک راستہ محلّہ کے اندر دکھن کی طرف جاتا ہے۔ سڑک سے محلّہ کی طرف جاتے ہوئے پورب کی طرف ایک کھلے چبوترے پر حضرت قاسم شہید کی مزار ہے جن کے نام کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس محلّہ کا نام قاسم پورہ بولا جاتا ہے۔ اشیاء کی عظمت اپنے نسبتوں سے بھی پہچانی جاتی ہے۔

زنجیری گیٹ کا بیرونی منظر

زنجیری دروازہ کے باہر دکھن رخ کرکے کھڑے ہونے پر حد نظر سامنے داہنے، بائیں ہر طرف مزارات و قناتی مساجد کا پر انوار منظر ہے۔ دور تک پھیلے ہوئے بیشمار شہدا، اپنی دو دو گز زمین میں محو استراحت ہیں۔ مگر افسوس اہل زمانہ کی ناعاقبت اندیشی پر کہ وہ شہدائے اسلام جنھوں نے اپنی جان عزیز راہ خدا میں نچھاور فرما کر ہم کو لذت حیات و دین اسلام سے روشناس

رایا تھا آج ہم ان کی تربتوں پر چولھے اور تنور جلوا رہے ہیں۔ کاش کہ اہل درگاہ انھیں کی
بیری رقم ان پر صرف کر کے ان کی تربتوں کی حفاظت کرتے اور اس طرح کی حرکتوں سے میلہ
میں کے موقع پر لوگوں کو باز رکھتے۔

سیّد سالار مسعود سے منسوب شدہ قرآن شریف وصدری مبارک

سیّدنا سلطان الشہدا ء کے تبرکات میں سے ایک قرآن پاک جو ساتوں قرأتوں کا مجموعہ ہے، جس کو آپ تلاوت فرماتے تھے جو امتداد زمانہ کے باوجود ابھی تک موجود ہے اور انتہائی جاذب نظر بھی ہے۔

صدری :- سیّدنا سلطان الشہدا ء کے تبرکات میں یہ وہ مقدس خرقہ ہے جو آپ بوقت شہادت زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ سہر دیو کا تیر جو پشت اطہر کو پار کیا تھا اس کا نشان بھی موجود ہے۔ سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ پوری صدری پر کتاب اللہ مکتوب ہے جو آلۂ خوردبین سے دیکھا جا سکتا ہے اور صدری پر پڑے ہوئے خون کے قطرات بھی محسوس ہوتے ہیں۔ بادشاہ تغلق نے ایک صدری اسی شکل کی لمبائی اور چوڑائی میں بنوائی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ جب امتداد زمانہ کے باعث اصل باقی نہ رہے گی تو یہ بطور نسبت یادگار رہے گی۔ مگر واہ رے خدا والوں کے تصرفات اصل ابھی باقی ہے اور تغلق کی بنوائی صدری کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ ھذا بفضل اللہ عزوجلّ

سیّدنا ابو جعفر افضل الدین امیر ماہ رضی اللہ عنہ

حضرت سیّدنا امیر ماہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین قطب زماں مرشد دوراں و عارف روزگار ہیں۔ نام مبارک :- آپ کا نام پاک ابو جعفر سیّد افضل الدین حیدر معروف بہ امیر ماہ ہے۔ وصال :- ۲۹/ ذیقعدہ ۷۷۲ھ۔

سیّد سالار مسعود غازی علیہ الرحمۃ کے نام نامی کی وجہ سے کون ہے جو بہرائچ کے نام
سے واقف نہیں۔ تاریخ کے ہر دور میں بہرائچ کا تذکرہ ملتا ہے مہا تما بدھ کے زمانے کے
آثار کی گواہی آج بھی ضلع کے کچھ کھنڈرات سے ملتی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور
سلطان محمود غزنوی کے حملوں کے بعد بہرائچ کا نام تاریخ کے اوراق کی زینت بنتا ہے۔ سید
سالار مسعود غازی اپنی فوجی طاقت کے ساتھ شمالی ہندوستان کی سیاسی طاقتوں سے مورچہ لینے
بہرائچ آکر گھر جاتے ہیں۔ یہاں بھڑ قوم کے راجاؤں نے متحد ہو کر ان سے جنگ کی اور
۴۲۴ھ مطابق ۱۰۳۳ء میں ۱۴ر ماہ رجب روز یکشنبہ کو آپ یہاں شہید ہو گئے۔ آپ کا مزار
اس کے بعد کو یہاں بنا اور میلہ بھی لگتا ہے۔ اسی زمانہ سے بہرائچ کی شہرت برابر قائم ہے۔ محمد شاہ
تغلق اور فیروز شاہ تغلق دونوں آپ کے مزار پر حاضری دینے آئے۔ فیروز شاہ تغلق کی آمد کے
موقع پر سیّد امیر ماہ نامی بزرگ کا نام آتا ہے۔ اس نے ہی بزرگ کی معیت میں سید سالار مسعود
غازی کے مزار پر حاضری دی تھی۔ سیّد امیر ماہ کے روحانی اثرات سے متاثر ہوا تھا اور اس کی
زندگی میں بعض تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ فیروز شاہ کی آمد سیّد امیر ماہ صاحب کی ملاقات کے متعلق
تاریخ فیروز شاہی کی شہادت ہے کہ "بسیار صحبت نیک دگرم برآمد" کتابوں کے دیکھنے سے پتہ
چلتا ہے کہ سیّد امیر ماہ کے زمانے میں آپ کو سب نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس دور کے
جتنے صوفی بزرگ ہیں سب نے کسی نہ کسی انداز میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کے ملفوظات
میں آپ کا نام نامی موجود ہے۔

۱ آپ کا پورا نام سیّد افضل الدین ابوجعفر امیر ماہ بہرائچی ہے۔ فیروز شاہی عہد
حکومت (۷۵۲ھ ۱۳۵۱ء تا ۷۹۰ھ ۱۳۸۸ء) کے مشہور بزرگ ہیں۔ تاریخ فیروز شاہی
میں آپ کا تذکرہ ہے۔

۲ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (متوفی ۷۸۲ھ) بہار کے مشہور صوفی
بزرگ کے ملفوظات میں بھی آپ کا مختصر ذکر ہے۔

۳ حضرت سیّد اشرف جہاں گیر سمنانی متوفی ۸۰۸ھ کے ملفوظات لطائف اشرفی
وغیرہ میں جس کو ان کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ نظام الدین عرف یمنی نے جمع کیا ہے۔ آپ کا

ذکر ان الفاظ میں ہے ۔از سادات بہرائچ سیّد ابو جعفر امیر ماہ را دیدہ بودم، یعنی بہرائچ کے سادات میں سے سیّد ابو جعفر امیر ماہ کو میں نے دیکھا ہے۔

۴ حضرت امیر سیّد علی ہمدانی (متوفی ۷۸۶ھ) کشمیر کے سب سے پہلے صوفی اور صاحب تصنیف اور مشہور بزرگ ہیں اپنی کتاب عمدۃ المطالب میں ہندوستان کے ان بارہ صحیح النسب خاندانوں کا حال لکھا ہے جو ولایت سے ہندوستان آئے ۔ان میں بھی سیّد امیر ماہ صاحب کا نام نامی ہے۔

۵ تاریخ فرشتہ نے فیروز شاہ کے سفر بہرائچ کے تذکرہ میں امیر ماہ کا تذکرہ کیا ہے۔ فیروز شاہ آپ کی بزرگی سے متاثر ہو کر آپ کے ہی ساتھ سیّد سالار مسعود غازی کے مزار پر حاضر ہوا تھا۔راستہ میں سیّد صاحب سے حضرت سیّد سالار مسعود غازی کی بزرگی و کرامات کے واقعات پوچھنے لگا آپ نے فرمایا کہ ''یہی کرامت کیا کم ہے کہ آپ جیسا بادشاہ اور مجھ جیسا فقیر دونوں ان کی دربانی کر رہے ہیں'' اس جواب پر بادشاہ جس کے دل میں عشق کی چاشنی تھی بہت محظوظ ہوا۔

۶ تاریخ فیروز شاہی کے سلسلے میں پروفیسر خلیق احمد نظامی (علیگڈھ مسلم یونیورسٹی) اپنی کتاب ''سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات'' میں لکھتے ہیں ''میر سیّد امیر ماہ بہرائچ کے مشہور و معروف مشائخ طریقت میں تھے ۔سیّد علاؤالدین المعروف بہ علی جاوری سے بیعت تھی ۔وحدت الوجود کے مختلف مسائل پر رسالہ المطلوب فی العشق المحبوب لکھا تھا۔فیروز شاہ جب بہرائچ گیا تھا تو ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوا تھا اور ''بسیار صحبت نیک و گرم برآمد''۔

فیروز شاہ کے ذہن میں مزار حضرت سیّد سالار مسعود غازی سے متعلق کچھ شبہات بھی تھے۔جن کو سیّد امیر ماہ نے رفع کیا۔عبدالرحمٰن چشتی (مصنف مرأۃ الاسرار) کا بیان ہے کہ اس ملاقات کے بعد فیروز شاہ کا دل دنیا کی طرف سے سرد پڑ گیا تھا۔اور اس نے باقی عمر یاد الٰہی میں کاٹ دی۔

یہ بیان مبالغہ آمیز ضرور ہے لیکن غلط نہیں ، بہرائچ کے سفر کے بعد فیروز شاہ پر مذہب کا غلبہ ہو گیا تھا۔

۷ مصنف آئینہ اودھ نے حضرت سیّد احمد کے والد ماجد مولانا خواجگی کے ذکر کے سلسلے حضرت سیّد علی ہمدانی کی دوسری کتاب منبع الانساب سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ حضرت میر سیّد مخدوم مولانا خواجگی صاحب قبر او در کٹرہ است بسیار بزرگ و صاحب کمال از خلفائے میر سیّد علاؤالدین جے پوری اند حضرت ابوجعفر امیر ماہ بہرائچی و حضرت مخدوم مذکور ہم تاش خواجہ بودند این ہر دو بزرگان و خلیفۂ کامل حضرت میر سیّد علاؤالدین جے پوری اند"۔

میر سیّد علاؤالدین کو مصنف بحرالانساب حضرت سیّد علی ہمدانی نے امام عالم، عالم مقتدیین قطب السادات فی وقتہ، استاذ الارادات اور سیّد السادات کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ آپ سلسلۂ سہروردیہ کے مشہور رہنما ہیں۔

مصنف مرأۃ الاسرار مولوی عبدالرحمٰن چشتی نے جو حضرت سیّد سالار مسعود غازی کی روح پرفتوح سے فیضیاب ہوئے تھے اور عرصہ تک بہرائچ میں مقیم رہے تھے۔ اسی عقیدت میں مرأت مسعودی لکھی ہے۔ مرأت مداری بھی آپ کی تصنیف ہے۔ مرأت الاسرار میں مکتوبات حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر کچھوچھوی کے حوالے سے لکتے ہیں۔

"میر سیّد اشرف جہاں گیر ملتانی اپنے ایک مکتوب کے ۳۲ میں (جس میں سادات بہرائچ کا تذکرہ ہے) لکھتے ہیں" سادات خطۂ بہرائچ کا نسب بہت مشہور ہے۔ سادات بہرائچ میں سیّد ابو جعفر امیر ماہ کو میں نے دیکھا ہے وادئ تقادت میں بے نظیر تھے۔ سیدنا سالار مسعود غازی شہید کے مزار کی حاضری کے موقع پر میں اور سیّد ابوجعفر امیر ماہ اور حضرت خضر علیہ السلام ساتھ ساتھ تھے۔ ان کی مشیخت کے اکثر حالات کے لئے میں نے خضر علیہ السلام کی روح سے استفادہ کیا ہے۔ سیّد امیر ماہ کا مزار زیارت گاہ خلق ہے"

مرأۃ الاسرار کے بیسویں طبقہ میں میر سیّد علاؤالدین کنتوری کے حالات کے بعد حضرت سیّد امیر ماہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی علیٰحدہ سرخی قائم کر کے تفصیل سے حالات لکھے ہیں۔ عارف پیشوائے یقیں، مقتدائے وقت، کاملان روزگار، صاحب اسرار کے القاب سے تذکرہ شروع کیا ہے لکھتے ہیں" شان عظیم و کرامات و حال قوی و ہمت بلند داشت" صاحب عالی مقام بود۔ عالمے از نعمت او فیض مند گشت"

آپ کا زمانہ حضرت نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی (متوفی ۷۵۷ھ) کے زمانے سے لیکر حضرت میر سیّد اشرف جہاں گیر (متوفی ۸۰۸ھ) تک ہے۔ خزینۃ الاصفیاء کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری نے بھی معارج الولایت کے حوالے سے حالات لکھے ہیں۔

تاریخ آئینہ اودھ کے مصنف مولانا شاہ ابوالحسن قطبی والحسامی مانکپوری نے افسران کمشنری کے ساتھ اپنی ملازمت کے دوران سفر کیا۔ خود ۱۸۷۵ء میں بہرائچ آئے اور یہاں کے لوگوں سے ملکر تحقیقات کر کے ایک پورے باب میں اس کی تفصیلات لکھی ہیں۔ اس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

''ہلاکو خاں کے ہنگامۂ بغداد سے پریشان ہوکر ۶۵۷ھ مطابق ۱۲۵۸ء میں سیّد حسام الدین جدّ سیّد افضل الدین ابوجعفر امیر ماہ بہرائچی بغداد شریف سے جلا وطن ہوکر براہ غزنی لاہور آئے بعد قیام چندے لاہور سے دہلی آئے اس وقت بادشاہ دہلی سلطان غیاث الدین بلبن تھا اس نے آنا آپ کا باعث یمن سمجھ کر وظیفہ مقرر کردیا ۷۴۳ھ میں جب محمد شاہ تغلق نے دہلی کو ویران کر کے دیوگڑھ دولت آباد دکن لے جانا چاہا اس وقت سیّد نظام الدین والد ماجد حضرت کے وہاں نہ گئے اور جانب اودھ متوجہ ہوئے۔ ۷۴۴ھ میں سواد مقام بہرائچ پسند مزاج ہوا اور طرح اقامت ڈالی ۷۵۴ھ میں جب فیروز شاہ تغلق سفر بنگالہ سے وارد بہرائچ ہوا تو سیّد افضل الدین ابوجعفر امیر ماہ کا معتقد ہوکر چند دیہات واسطے صرف خانقاہ کے عطاو معاف کئے۔ ان کے بیٹے سیّد تاج الدین، ان کے سیّد مسعود، ان کے سیّد احمد اللہ، ان کے سیّد محمود، ان کے سیّد مبارک، ان کے سیّد ناصر الدین، ان کے سیّد نظام الدین، ان کے سیّد رکن الدین، ان کے سیّد علی الدین، ان کے سیّد غلام حسین، ان کے سیّد غلام رسول اس وقت تک سب لوگ محی سنّت آبائی کے رہ کر طریقۂ رشد و ارشاد جاری رکھتے تھے اور اہتمام اعراس کا کرتے رہے جب ان کے بیٹے سیّد غلام حسین ثانی ہوئے ان کو ویسا فضل و کمال حاصل نہ تھا، وہ طریقۂ آبائی رشد وارشاد ضعیف ہوگیا۔ ان کے دو پسر غلام محمد و غلام رسول ثانی یہ معاصر تھے نواب شجاع الدولہ بہادر کے بعد صلح بکسر کے جب صلح نامہ گورنمنٹ انگلشیہ سے ہوا تو نواب ممدوح الذکر نے حکم ضبطی کل معافیات صوبہ اودھ کا صادر کیا یہ دونوں بھائی بطمع بحالی معافی بہ

تبدیل مذہب آبائی پابند مذہب امامیہ ہو گئے اس قدر فائدہ تبدیل مذہب سے ہوا کہ نصف معافی بحال اور نصف ضبط ہو گئی۔ اس وقت سے بجائے اعراس کے تعزیہ داری کرنے لگے۔

خاندانی شجرہ کے بعد سید صاحب کے روحانی شجرہ کو جو سہروردیہ تھا پچیس واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اس طرح لکھا ہے۔

ذکر سید افضل الدین ابوجعفر امیر ماہ بہرائچی۔ یہ وہ مرید و خلیفہ حضرت علاؤالدین جے پوری، اور وہ حضرت قوام الدین اور وہ اپنے باپ امیر کبیر سید قطب الدین محمد مدنی، اور وہ نجم الدین کبریٰ، اور وہ حضرت عمار یاسر اور وہ حضرت ابونجیب سہروردی، اور وہ شیخ احمد غزالی، اور وہ حضرت ابوبکر نساج، اور وہ ابوالقاسم گرگانی، اور وہ حضرت ابوعثمان مغربی اور وہ ابوعلی کاتب اور وہ حضرت علی رودباری، اور وہ حضرت ابوالقاسم قشیری، اور وہ ابوعلی دقاق، اور وہ حضرت ابوالقاسم نصیر آبادی، اور وہ حضرت ابوبکر شبلی، اور وہ حضرت جنید بغدادی، اور حضرت سری سقطی، اور وہ حضرت معروف کرخی، اور وہ حضرت امام علی ابن موسیٰ رضا، اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم، اور وہ حضرت امام جعفر صادق، اور وہ حضرت امام باقر، اور وہ حضرت امام زین العابدین، اور وہ حضرت امام حسین، اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تھے۔

سلسلہ انساب پدری یہ ہے:- سید افضل الدین ابوجعفر امیر ماہ بہرائچی بن سید نظام الدین بن سید حسام الدین بن سید فخر الدین بن سید تقی بن سید ابوطالب بن سید محمود بن سید حمزہ بن سید حسن بن سید عباس بن سید محمد بن سید علی بن سید ابومحمد اسمٰعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سیدنا امام حسین شہید کربلا بن سیدنا امام المسلمین علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

۱ مراۃ الاسرار کے مصنف سید احمد ماہ سے خود ملے تھے وہ لکھتے ہیں۔

"میر سید احمد را در سلطنت جہانگیر بادشاہ دیدہ بودم مردے نیک بود"

۲ بہرائچ کے ایک پرانے خاندان کے معزز فرد ڈاکٹر خطیب احمد صاحب کی ملکیت تاریخ آئینہ اودھ کے حاشیہ پر ایک عبارت لکھی ہوئی ہے۔ یہ تحریر حکیم محمد فاروق صاحب کی ہے جنھوں نے ۲۹ رشوال ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۶ رستمبر ۱۹۴۶ء روز پنجشنبہ میں انتقال کیا اپنے

وقت کے ذی علم ہستی تھے۔

تاریخ آئینۂ اودھ کے صفحہ ۱۵۵ پر امیر ماہ صاحب کے حالات میں اس خاندان کے ایک بزرگ مولوی علی الدین صاحب کا تذکرہ آیا ہے، انکے نام پر مولوی محمد فاروق صاحب نے ذیل کا حاشیہ لکھا ہے۔

''یہ حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ صاحب (متوفی ۱۲۱۸ھ) کے مرید تھے اور مظہر جان جاناں سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ ان ہی کی فرمائش سے بشارات مظہریہ حضرت نے لکھی ہے اس میں ان کا ذکر محمد ماہ کے نام سے ہے، بہت سے شاہی کاغذات میں میں نے جب محمد ماہ صاحب کی مہر دیکھی تو حضرت نانا صاحب سے سوال کیا، انھوں نے جواب دیا کہ یہ خاندان امیر ماہ کا ہے، سجادہ محمد ماہ کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ اور شہر بھر میں جب تک قاضی کی مہر کے ساتھ ان کی مہر نہ ہوتی تھی وہ کاغذ معتبر نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ ان کے خاندان کے شیعہ ہو جانے سے اہل علم میں بڑا ہیجان پیدا ہوا اس سے صاحب ازالۃ الغین اودھی تعلق رکھتے۔ انھوں نے ازالۃ الغین لکھی اس خاندان کے بہت سے لوگ اودھ میں تھے۔

سیّد شائق حسین صاحب ماہ کلیم نگروری نے (جو اسی خاندان کے معتبر اور ذی علم فرد ہیں) جو شجرے ہم کو دیکھنے کو عنایت فرمائے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندان کی اچھی خاصی آبادی اودھ (اجودھیا) ضلع فیض آباد میں اب بھی ہے اور اس سے سلسلہ مناکحت برابر قائم ہے۔

اولاد و امجاد

اولاد کے سلسلہ میں صرف دو صاحبزادوں کا تذکرہ ملتا ہے جن سے خاندان پھیلا

۱- حضرت سعید ماہ عرف چاند ماہ ۲- حضرت تاج ماہ۔

تصانیف

تصانیف کے سلسلہ میں صرف ایک کتاب المطلوب فی عشق المحبوب نامی رسالہ کا ذکر

تا ہے۔اس رسالہ کے پہلے باب در بیان عشق کا کچھ حصہ مرأۃ الاسرار نے نقل کیا ہے۔اور کچھ حصہ حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ صاحب بہرائچی نے اپنی کتاب معلومات مظہریہ میں نقل کر کے سالک کے کچھ درجے اور مقامات بتائے ہیں۔

قطعۂ تاریخ وصال

این میر ماہ عارف بدختر شہادت — ہیں نام والد او حضرت نظام الدین بود
بغداد بود اصلش بہرائچ است مسکن — علم دو کون حاصل از اہل درد بود
بعد از وصال آں مہ حورے ہمیں دعا را — باد ایں جناں منور از میر ماہ فرمود

حضور سیّدنا مخدوم شیخ محمد اجمل بہرائچی

وصال :- ۲۵ رمضان المبارک ۸۶۴ھ

حضرت سیّدنا قاضی عبدالملک معروف بہ شاہ اجمل بہرائچی قدوۃ الابرار والاخیار واقف رموز ربانی ہیں۔

آپ متعدد سلسلوں سے وابستہ ہیں، خصوصیت کے ساتھ آپ نے سلسلہ چشتیہ قادریہ وسہروردیہ میں حضرت مخدوم سیّدنا جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت متوفی ۸۰۰ھ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر مذکورہ تمام سلسلوں کی اجازت و خلافت سے فیضیاب ہوئے۔اور سلسلۂ نقشبندیہ میں اپنے پیر شاہ شیخ عبدالحق سے خلافت حاصل تھی جن کو حضرت خواجہ عبید کی ارادت وخلافت میں داخل ہونے کا شرف حاصل تھا۔اس کے علاوہ آپ کو شیخ قوام الدین دہلوی مرید وخلیفہ حضور سیّدنا خواجہ نصیرالدین روشن چراغ دھلی سے خلافت حاصل تھی۔آپ نے اپنے زمانہ کے ان مرشدان راہ طریقت سے شمار کیے جاتے تھے کہ ابرار و اخیار علما و مشائخ آپ کے در پاک کی جاروب کشی میں قسمت کی سکندری تصور کرتے تھے۔ایک مدت تک بہرائچ کی سرزمین آپ کے علم و ہنر کشف وکرامات سے فیض پاتی

رہی ۔ دور دراز سے خلق خدا آپ کی زیارت کے لئے برابر تشریف لاتی رہی ۔ خود مرشد اعظم مخدوم معظم نے اپنے مرید کی محبت میں کئی مرتبہ بہرائچ کا سفر فرمایا۔ اور راہ طریقت کے جام کو پلایا آخر کار رشد و ہدایت کا یہ آفتاب عالمتاب مخلوق خدا کو بلا تخصیص فیض پہونچا کر ۲۵؍رمضان المبارک ۸۶۴ھ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو واصل بحق ہو جاتا ہے۔

مزار پاک :- آپ کا مزار مبارک موجودہ ریلوے اسٹیشن چوراہے سے صدر اسپتال کی طرف جانے والی سڑک پر لگ بھگ ۲۰ گز چلنے کے بعد بائیں ہاتھ اتر کی طرف ایک کہنہ چہار دیواری کے درمیان کھجور کے درخت کے سایہ میں واقع ہو کر فیض بخش عام ہے۔

خلفاء :- آپ کے خلفاء میں مشہور ترین خلیفہ حضرت سیّدنا میر قاسم اودھی ہیں، جن کا مزار پاک فیض آباد اجودھیا میں زیارت گاہ خلق ہے۔ (ضیاء القلوب)

حضرت مخدوم شیخ سیّدنا بڈھن بہرائچی علیہ الرحمۃ

حضرت مخدوم سیّدنا بڈھن بہرائچی :- آپ بہرائچ شریف کے صاحب ولایت و سلطان طریقت اولیائے نامدار سے ہیں۔ آپ پیدائشی ولی تھے، آپ جب اس دار فانی سے بہرائچ کے موجودہ محلہ شیخیا پورہ کے ایک معزز اور علمی گھرانے میں جلوہ گر ہوئے تو آپ کے بال مبارک سفید اور دندان پاک نکلے ہوئے تھے۔ نیز آپ مسکراتے ہوئے پیدا ہوئے۔ اسی وجہ سے آپ کا نام مخدوم سیّد بڈھن بہرائچی مشہور ہوا۔

بیعت و خلافت :- آپ کو متعدد سلسلوں کی خلافت و اجازت حضرت سیّدنا مخدوم جلال الدین بخاری سے حاصل ہوئی۔

خصوصیت :- سلسلہ قادریہ میں شیخ کا سلسلہ صرف سولہ واسطوں سے حضور سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے اور سرکار غوث بغداد سے صرف سات واسطوں سے جا ملتا ہے۔ آپ صحیح النسب سادات بہرائچ سے ہیں اور آپ کا شمار رہبران طریقت و شریعت میں سے ہوتا ہے۔ بزرگی کا یہ حال ہے کہ عرصہ گذر گیا مگر اہل بہرائچ کے قلوب میں آپ کی عظمت کا سکّہ جما ہوا ہے۔ اور ہر فرد آپ کی بزرگی اور کرامت کا قائل ہے۔

خلفاء :-آپ کے مشہور خلیفہ حضرت درویش محمد میر قاسم اودھی متوفی ۱۶ محرم الحرام ۸۹۶ھ بہت ہی باکمال صاحب تصرف بزرگ گذرے ہیں۔ جن کا مزار شریف فیض آباد اجودھیا میں مرکزعقیدت ہے۔

مزار پاک:-آپ کا مزار شریف ریلوے اسٹیشن جاتے ہوئے چوراہے سے داہنے ہاتھ کی طرف پورب کی سمت لب سڑک تقریباً ۲۰۰ گز چلنے کے بعد بلندی پر واقع ہو کر انوار، تجلیات کا مرکز ہے۔

تعلیم :-آپ کی تعلیم کا خلاصہ اس شعر میں ملاحظہ فرمائیں۔

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی ‏ ‏ ورنہ ہمچو چرخ سرگرداں شوی

(ضیاءالقلوب ۶۳ سالک السالکین صفحہ ۴۲۵)

حضرت میاں عنایت علی شاہ وغلام علی شاہ سہروردی

علیہما الرّحمۃ والرّضوان

یہ حضرات سلسلۂ سہروردیہ کے مقتداء و پیشوا صاحب کمالات صوری ومعنوی ہوئے ہیں۔ مزار پاک :- خانقاہ بڑی تکیہ جو درگاہ شریف روڈ پر چھاؤنی چوراہے سے جاتے ہوئے تقریباً ۵۰۰ گز کے فاصلے پر محلّہ غلام علی پورہ و منصور گنج کے درمیان بائیں جانب پچھم کی طرف ایک عظیم الشان شاہی گیٹ کے اندر واقع ہے جہاں پر سلسلۂ سہروردیہ کے امانت داروں کے مزارات کا پرانوار منظر ہے۔ حضرت سیّدنا میاں عنایت علی شاہ ملتان سے درّہ خیبر کے راستے بارہویں صدی ہجری کے درمیان میں تشریف لائے۔ اور رشد و ہدایت کے لئے ایک خانقاہ مبارک کی بنیاد ڈالی جو بڑی تکیہ کے نام سے مشہور ہے جہاں کثیر تعداد میں اہل اللہ کے مزارات مبارکہ پائے جاتے ہیں جو عظیم عظیم گنبدوں میں جلوہ گر ہو کر شہر بہرائچ کی زینت و رونق ہیں۔ یہ خانقاہ مبارکہ عرصہ دراز تک اہل تصوف کی قرارگاہ رہی ہے فیض کا چشمہ آج بھی جاری ہے۔

بیا اے شیخ درخمخانۂ ما ‏ ‏ شرابے خور کہ درکوثر نباشد ‏ ‏ حافظ

حضرت حافظ حیرت شاہ مجذوب علیہ الرّحمۃ

حضرت حافظ حیرت شاہ محبوب بارگاہ خدائے لم یزلی ھیں.

خصوصیت :- آپ کا شمار صاحب جذب بزرگوں میں ہوتا ہے۔ مگر اس حالت میں بھی قرآن مجید نہایت ادب واحترام کے ساتھ تلاوت فرماتے۔ خلوت وجلوت میں قرآن عظیم کو اپنے ساتھ رکھتے۔

کرامت :- کرامات کا تو یہ حال تھا کہ جس فرد کے لئے جو فرما دیتے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں اس کو پورا فرما دیتا۔

مزار پاک :- آپ کا مزار مبارک درگاہ روڈ پر ریلوے لائن پار کر کے لگ بھگ ۲۰۰ سو گز چلنے کے بعد پچھم کی طرف لب سڑک ایک چہار دیواری و گنج شہدائے اسلام کے متصل واقع ہے آپ کو خلوت پسند تھی۔ ہجوم ناس سے دور رہتے تھے اور زبان حال سے یہ فرماتے

خوش است خلوت اگر یار یار من باشد　　نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

حضرت بسم اللہ شاہ چشتی علیہ الرّحمۃ

حضرت سیدنا بسم اللہ شاہ چشتی کرمانی پنڈوی خورشید شہر ہدایت وصاحب تجرید بزرگ ہیں۔

آپ شہر بہرائچ شریف میں بغرض زیارت حضور سلطان الشہداء تشریف لائے۔ پھر یہ مقام کچھ اس قدر بھایا کہ عالم خواب میں سالار مسعود نے قیام کا اشارہ فرمایا۔ آپ نے اذن سالار اعظم پا کر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ خلق خدا آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے لگی۔ اوراق پارینہ کے مطابق آپ کا وصال ۱۴ر جمادی الاخریٰ ۱۲۱۸ھ کو خانقاہ چھوٹی تکیہ میں ہوتا ہے۔ آپ کا سلسلۂ طریقت اس طرح درج ذیل ہے۔

خلفاء :- آپ کے خلفاء میں حضرت صفا شاہ کو کافی شہرت حاصل ہوئی و حضرت صفا شاہ کے خلفاء میں حضرت وفا شاہ و حضرت مرحبا شاہ اولیاء کاملین سے ہوئے ہیں جن کے مزارات بھی خانقاہ چھوٹی تکیہ میں ہیں۔

کرامت :- آپ کی کرامت میں مشہور کرامت جو آج بھی دیکھی جاتی ہے خانقاہ میں ہزاروں کی تعداد میں کبوتر جو تمام گنبدوں پر نظر آتے ہیں مگر حضرت بسم اللہ شاہ کے مزار پر بیٹھنا تو در کنار اوپر سے پرواز بھی نہیں کرتے ہاں کبھی بیماروں کو شفا کے لئے ادھر ادھر بیٹھا دیکھا جاتا ہے۔ ھذا فضل اللّٰہ علیہ

مزار پاک :- آپ کا نورانی گنبد متعدد گنبدوں کے ساتھ خانقاہ چھوٹی تکیہ میں جو محلّہ چکی پورہ چھاؤنی کے درمیان واقع ہے جو بلا تخصیص مذہب وملّت زیارت گاہ خلق ہے۔

آپ کا عرس پاک مخصوص طریقہ پر ہر سال اسی تاریخ پر منایا جاتا ہے۔ خانقاہ شریف کا سارا انتظام سجادہ نشین کے ذریعہ ہوتا ہے۔

ثواب روزہ وحج قبول آنکس بُرد   کہ خاک میکدۂ عشق راز یارت کرد (حافظ)

حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ بہرائچی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا شاہ نعیم اللہ صاحب رضی اللہ عنہ جامع علوم عقلیہ و ماہر علوم نقلیہ ہیں۔

وصال :- ۵ صفر المظفر ۱۲۱۸ھ

بیعت وخلافت :- حضرت سیّدنا مظہر جان جاناں شہید دہلوی رضی اللہ کے ارشد ترین خلفاء میں سے آپ کا شمار ہوتا ہے۔ جن کا سلسلۂ طریقت معروف ہے۔

ولادت :- بلد الشہداء شہر بہرائچ کے محلّہ تنخیاپورہ کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔

خلفاء :- آپ کے مشہور ترین خلیفہ حضرت مولوی [1] مراد اللہ بہرائچی صاحب تصرف بزرگ گذرے ہیں۔

تصنیفات :- آپ کی تصنیفات میں بشارات مظہریہ کو کافی شہرت حاصل ہوئی جسمیں راہ سلوک کے تمام منازل اور مقامات کا ذکر خاص طور سے مرقوم ہے۔

مزار شریف :- آپ کا مزار پاک موجودہ مولوی باغ قبرستان کے پچھمی دیوار کے باہر ایک بہت بڑے میدان میں لب سڑک املی کے ایک ہیکل درخت کے پاس بلند چبوترے پر ایک خوبصورت

[1] مولوی مراد اللہ بہرائچی کا مزار جھتیا باغ لکھنؤ میں واقع ہے ہر سال دھوم دھام سے عرس منایا جاتا ہے۔

چہار دیواری کے اندر فیوض و برکات کا سر چشمہ ہے۔ وصال کی تاریخ پر شان وشوکت سے عرس منایا جاتا ہے۔

مسجد مونسری موجودہ محلہ تخیا پورہ میں یہ پرشکوہ مسجد واقع ہے جس کے متصل ہی وہ مکان ہے جو حضرت علامہ شاہ نعیم اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مسکن و مولد خاص ہے۔ اور اسی کے متصل ایک بوسیدہ خانقاہ کے کھنڈرات پائے جاتے ہیں۔ جس میں علامہ موصوف کے مرشد اعظم سیدنا میر مرزا مظہر جان جاناں شہید رضی اللہ بغرض رشد و ہدایت تشریف فرما ہوئے تھے۔ اہل خاندان نے نہ جانے کیوں اس مقام کو بے یار و مددگار چھوڑ رکھا ہے۔

پانچو پیر علیہم الرحمۃ ضلع کاراگار (جیل) کے پشت پر یعنی پچھم کی طرف ایک بہت بڑا چبوترہ ہے اور اسی چبوترے پانچ قبریں جو کہنہ حالت میں پائی جاتی ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ حضرات ایک ساتھ ہی تشریف لائے تھے پھر یہ مقام بہت پسند آیا اور یہیں وصال فرما گئے۔ بعد وصال کرامتوں کی شہرت کی بنیاد پر پانچو پیر کہلائے جو آج تک لوگوں کی زبان پر جاری ہے مگر تاریخی حیثیت سے کوئی ثبوت ولادت و وصال و مسکن کا نہ۔کا صرف یہی کہا جا سکتا ہے زبان خلق کو نقارۂ خدا کھئے

تکیہ حضرت چھٹرے شاہ چاند پورہ چوراہے سے جاتے ہوئے جھنگہا روڈ پر ایک فرلانگ چلنے کے بعد آزاد انٹر کالج کی پرشکوہ عمارت کی چہار دیواری ختم ہونے کے بعد ایک راستہ دکھن کی طرف جاتا ہے۔ تقریباً ایک سو گز چلنے کے بعد ایک بہت بڑا قبرستان داہنے ہاتھ پر ملے گا اس قبرستان میں شاندار محرابوں کے درمیان حضرت میاں چھٹرے شاہ علیہ الرحمۃ کا مزار مبارک ہے۔ آپ بھی بارہویں صدی ہجری کے آخر میں حضرت بسم اللہ شاہ چشتی بنڈوی علیہ الرحمۃ کے ساتھ تشریف لائے اور بہرائچ شریف کو اپنے مستقل قیام کے لئے پسند فرمایا مزار پاک زیارت گاہ خلق ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

****

عارف باللہ حضرت بابا منڈاشاہ علیہ الرحمۃ

شہ مسا شریف ضلع بہرائچ شریف

مخدوم الملت شاہ جلوۂ لم یزلی حضرت سیّد شاہ محمد رمضان علی عرف منڈا شاہ ولی علیہ الرحمۃ ضلع بہرائچ (یوپی) کے مشہور عارف باللہ بزرگ ہیں۔ آپ رمضان المبارک ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ء بروز جمعہ بعہد شاہان مغلیہ معین الدین اکبر شاہ ثانی کے تخت نشینی کے سال سرزمین رکھونا بازار ضلع سیتاپور (اودھ) میں آغوش مادر میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے والد محترم حضرت سیّد محمد ہاشم علیہ الرحمۃ نے آپ کا نام محمد رکھا لیکن رمضان المبارک میں ولادت کی مناسبت سے رمضان علی کہہ کر پکارتے تھے۔ سر مبارک میں بال نہ ہونے کی وجہ سے آگے چل کر بابا منڈا شاہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ مادرزاد ولی ہیں جس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں دن کو آپ نے اپنی مادر مشفقہ کا دودھ نوش نہ فرمایا اور زمانۂ شیر خوارگی ہی میں رمضان المبارک کا احترام برقرار رکھا۔ آپ کے آباء واجداد قصبۂ زندان ضلع سیندر گڈھ واقع صوبۂ پنجاب کے سادات کرام میں سے ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ سیّد عبدالغفور عرف بابا زندانی علیہ الرحمۃ کا مزار مقدس آج بھی قصبۂ زندان میں مرجع خاص وعام ہے۔

سیّد عبدالغفور صاحب کے دو صاحبزادے سیّد عبدالستار اور سیّد عبدالنور علیہم الرحمۃ موصوف کے وصال فرمانے کے بعد ہجرت فرما کر قصبہ خانپور ضلع سیتاپور (یوپی) تشریف لائے۔ کچھ دنوں وہاں قیام پذیر رہ کر چھوٹے بھائی سیّد عبدالنور مع اہل وعیال قریب کی دوسری بستی قصبۂ رکھونا بازار میں رونق افروز ہوئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی حتیٰ کہ وہیں وصال فرمایا۔ قبر مبارک قبرستان رکھونا بازار میں ہے۔ یہی وہ بزرگ ہیں جنھیں حضرت بابا منڈا شاہ کے پردادا ہونے کا شرف حاصل ہے۔ سیّد عبدالنور صاحب کے بڑے بھائی سیّد عبدالستار صاحب تاحیات قصبۂ خانپور ہی میں مقیم رہے اور وہیں وصال فرمایا۔ قبر مبارک عیدگاہ خانپور

کے متصل جانب جنوب واقع ہے۔ حضرت منڈا شاہ بابا کے پردادا سیّد عبدالنور صاحب ان کے صاحبزادے سیّد غریب اللہ صاحب ان کے صاحبزادے سیّد محمد ہاشم صاحب ہوئے جنکے صلب مبارک سے خالق کائنات نے حضرت بابا منڈا شاہ کو پیدا فرمایا۔ حضرت بابا منڈا شاہ علیہ الرحمۃ جب پانچ سال کے ہوئے تو آپ کو ظاہری تعلیم کے لئے مکتب بھیجا گیا بروایت صوفی علی احمد صاحب قادری ابوالعلائی دس سال کی مختصر سی عمر میں آپ حافظ قرآن ہو گئے۔ حافظ قرآن ہو نے کے بعد مزید ظاہری تعلیم کی طرف سے دل اچاٹ ہو گیا کیوں کہ تلاش جستجو بچپن سے ہی کسی ایسے مکتب، ایسی درسگاہ کی تھی جہاں کتابوں کی الٹ پلٹ دوات وقلم کا تکلف عمارت و بلڈنگ کا غرور ماوشما کی بھیڑ بھاڑ وغیرہ کچھ نہ ہو۔ جہاں گھنٹے دار تعلیم و تعلم، رخصت وفرصت کی حد بندیاں نہ ہوں، جہاں سالانہ تعلیمی خاکے تعطیلاتی نقشے مرتب نہ کئے جاتے ہوں۔ بلکہ مکتب و درسگاہ ہو تو ایسی ہو جہاں بلا کتاب و کاغذ بے دوات وقلم وہ نقوش لوح دل پر نقش کئے جاتے ہوں جس میں محبت والفت کی جلوہ نمائی حقیقت ومعرفت کا نکھار ہو۔ ایسا مکتب مکتب عشق ہی ہو سکتا ہے۔ اور اس کی شروع سے ہی تلاش تھی اور یہ چیزیں ظاہری تعلیم میں آپ کو نظر نہ آتی تھیں۔

والدین نے آپ کے رجحان طبع کو تعلیم کی طرف نہ پایا تو گھر میں پلی بکریوں کی چرواہی پر مقرر کر دیا۔ حکم کے مطابق آپ بکریوں کو لے کر جنگل جانے لگے۔ لیکن عشق الٰہی کی غیبی سوزش جس سے آپ کے جامۂ حیات کا تار تار سلگ رہا تھا چین نہ لینے دیتی تھی۔ ولولۂ عشق مولیٰ جب اپنی طرف کھینچتا تو بکریوں کو چرتا ہوا چھوڑ کر سکون قلب کی تلاش میں کسی طرف نکل جاتے اور تنہائی میں محو ذکر وفکر ہو کر دل ونگاہ کی تپش وخلش کا علاج کرتے۔ کچھ عرصہ اس طرح گذار کر ترک وطن کی ٹھانی اور رکھونا بازار کو خیر باد کہا۔ اکیس سال تک وطن واپس نہ ہوئے۔

اسی دوران سیاحت میں سلسلۂ عالیہ ملبغوریہ مداریہ کے مشہور عارف باللہ حضرت حافظ سیّد محمد مراد میاں علیہ الرحمۃ مین پوری سے بیعت حاصل کی مرشد برحق سے دولت معرفت وخلافت حاصل کرنے کے بعد ۱۲۵۳ھ بعمر ۳۲ سال پھر وطن واپس ہوئے اور ورثہ میں ملی

جائیداد کا اکثر حصہ راہ خدا میں صرف فرمایا۔ اور باقی ماندہ اپنی ہمشیرہ کو سپرد فرما کر پھر مراجعت فرمائی اور کبھی وطن واپس نہ ہوئے۔ اس مراجعت کے بعد ایک مدت مدید وعرصہ بعید تک جنگل بیابان میں گھومتے پھرتے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرتے رہے۔

روایت معتبرہ متواترہ کے مطابق یہ زمانہ تمیں سال کا ہے۔ راجہ دیوی بخش سنگھ والی ملاّ پور اسٹیٹ (یوپی) کے زمانۂ ریاست میں شہ مسا شریف تشریف لائے۔ مقام مذکورہ ریاست ملاّ پور اسٹیٹ۔ آپ کے تشریف آوری کے وقت یہ مقام بالکل غیر آباد جنگل ہی جنگل تھا۔ شہ مسا شریف کی موجودہ بستی آپ کے تشریف لانے کے بعد آباد ہوئی۔ سابق جنگل کا کچھ حصہ بطور نمونہ آج بھی آستانہ عالیہ کے گرداگرد موجود ہے۔ اسی جنگل میں پکڑیا کا وہ قدیم درخت بفضلہٖ تعالیٰ اب تک باقی ہے۔ جس کے نیچے ایک عرصہ تک فروکش رہ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ اور یہیں راجہ دیوی بخش سنگھ والی ملاّ پور اسٹیٹ کو پہلی بار آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ راجہ مذکور نے اپنی ریاست میں مستقل سکونت کے لئے استدعا کی اور جنگل کا یہ ٹکڑا بطور نذر پیش کیا۔ چنانچہ آپ حیات ظاہری کے آخری لمحات تک یہیں قیام پذیر رہے۔ بالآخر ۲۹؍شعبان المعظم ۱۳۰۳ھ بروز چہار شنبہ (بدھ) بوقت شام ۸۲ سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ درمیان صحرا ایک سو چھ سال سے آپ کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کی ولایت و بزرگی کا ایک زمانہ معترف ہے۔ حاجت مندوں کی ایک بھیڑ لگی رہتی ہے۔ جو بھی آتا ہے اپنی مراد پاتا ہے۔ آپ کا آستانہ ایک مرکزی آستانہ ہے۔ آپ کی کرامات بے شمار ہیں جن میں چند یہ ہیں۔

(۱) باذن اللہ مردے کا زندہ فرمانا (۲) دریائے گھاگھرا کو اس کی قدیم جگہ سے ہٹا کر دو کوس دور پہونچانا (۳) مرے ہوئے بیل کا زندہ فرمانا (۴) بے موسم آم کے پیڑ میں آپ کے حکم سے آموں کا پایا جانا (۵) دریائے گھاگھرا پیدل عبور فرمانا (۶) مدفون ہاتھی کو زندہ فرما کر سواری کرنا (۷) شیر پر سواری کرنا (۸) چور کا آپ کی توجہ سے درخت میں چپک جانا وغیرہ وغیرہ۔

غرض آپکی ذات بابرکات عجائبات قدرت کا نمونہ تھی جسکا مشاہدہ آج بھی کیا جا سکتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما

آپ کا سالانہ عرس مبارک (میلہ) بیساکھ کے شروع مہینے کی نومی، دسمی، ایکادشی کو ہوتا چلا آرہا ہے۔ کثرت سے لوگ حاضر درگاہ ہوکر فیض حاصل کرتے ہیں۔

استغاثہ بدرگاہ حیدر کرار علی مرتضیٰ شیر خدا جد اعلیٰ

حضور سلطان الشہداء

بے مددگارم منم حضرت حیدر مدد ے — دست قدرت مددے فاتح خیبر مدد ے

باعث رحمت حق مظہر الطاف نبی — حامی دین متین نفس پیمبر مدد ے

تشنہ لب آمدہ ام بردرت اے آب حیات — بحر بخشش مدد ے قاسم کوثر مدد ے

چوں در پاک تو شد مامن ملجائے جہاں — حامل خلق نبی با من مضطر مدد ے

شارب ادنیٰ غلامے بدرت استادہ
شاہ قنبر مدد ے مالک وسرور مدد ے

منقبت بارگاہ سلطان الشہداء

مفتی محمد رجب علی قادری نانپاروی

عطا ہاجائے یا سالار غازی — بھلا ہو جائے یا سالار غازی

ہر انخل خزاں دیدہ کرم سے — ہرا ہو جائے یا سالار غازی

سعادت مند وہ دل ہے جو تم پر — فدا ہو جائے یا سالار غازی

گرا چاہ مذلت میں جو تم سے — جدا ہو جائے یا سالار غازی

دل بیمار کو چشم کرم سے — شفا ہو جائے یا سالار غازی

مرے سرکار والا بہر امت — عطا ہو جائے یا سالار غازی

غلام آستان قید مہم سے — رہا ہو جائے یا سالار غازی

جو ہو جائے تمہارا دل ہے اسکا — خدا ہو جائے یا سالار غازی

رجب سالار کے خانۂ دل میں کرم کی
ضیا ہو جائے یا سالار غازی

غازیٔ ہند

مولانا اسمعیل اطہری بستوی

غازیٔ ہند تجھے رب نے بنایا غازی
ہند میں تجھ سا نہیں آج تک آیا غازی

وقت شاہد ہے کہ تغلق سے شہنشاہوں نے
تیری سرکار میں بھی سر کو جھکایا غازی

بگڑیاں لاکھ بنتی ہیں سنورتی ہیں جہاں
میری بگڑی بھی اسی در سے بنایا غازی

لا دوا کتنے مریضوں نے شفا پائی ہے
دیدیا مردہ دلوں کو بھی شفا یا غازی

تیرے عاصی نے بھی تو آس لگا رکھی ہے
کیجئے اس پہ بھی اب اپنی عطا یا غازی

سیکڑوں ولیوں نے بھی انسے درولایت پاکر
ہند میں کتنے مسلماں بنا یا غازی

اطہر خستہ جگر آپ کی رحمت پہ نثار
عاشق زار اسے اپنا بنایا غازی

منقبت

محمد عمر قدوائی لکھنوی ایڈمنسٹریٹر درگاہ شریف بھرائچ

ہوئے بیگانہ کون و مکاں سرشار غازی کے
پڑے ہیں مے کدہ کا میکدہ مے خوار غازی کے

مٹا کر اپنی ہستی کو مزے ہستی کے لیتے ہیں
کسی کے دل پہ کھل جاتے ہیں جب اسرار غازی کے

علاج دردمنداں ان کے در پہ روز ہوتا ہے
مسیحا سارے عالم کے بنے بیمار غازی کے

غم دنیا ہمیں کیوں ہو، غم عقبیٰ ہمیں کیوں ہو
ہمارے ہو گئے سالار ہم سالار غازی کے

نہیں ذوق شہادت تھا کفن بردوش آئے تھے
ہوئے قربان راہ عشق میں انصار غازی کے

ہماری جھولیاں خالی ہیں ان کو بھر کے جائیں گے
بھکاری بن کے آئے ہیں یہاں سرکار غازی کے

ذرا دیکھے تو کوئی اے عمر چشم بصیرت سے
خجل ہیں چاند سورج دیکھ کر انوار غازی کے

مسعود غازی

جری اور دلاور ہیں مسعود غازی
شجاعت کا پیکر ہیں مسعود غازی

ہدایت کی ضو پاشیاں جس نے بخشیں
وہ ماہ منور ہیں مسعود غازی

جواں مرد مومن، مجاہد، مبلغ
رہ حق کے رہبر ہیں مسعود غازی

جو ٹھکرائے غزنی کا تاج حکومت
وہ رب کے قلندر ہیں مسعود غازی

طلب سے سوا ہر سوالی کو بخشا
غنی اور تونگر ہیں مسعود غازی

کیا دین کو سرخرو اپنے خوں سے
شہادت کے اختر ہیں مسعود غازی

قطعہ

کریں کیا وصف اور بتلائیں کیا مسعود غازی ہیں
دل و جاں علی و فاطمہ مسعود غازی ہیں

جزاک اللہ بہتر جاں نثاروں کی طرح اکبر
حسین ابن علی کی اک ادا مسعود غازی ہیں

غزنوی نوجواں

از عبرت بہرائچی

فخر ہندوستاں سلام علیک
یعنی غازی میاں سلام علیک

لالہ و گل کی جاں سلام علیک
نازش گلستاں سلام علیک

رہبر کارواں سلام علیک
محسن محسناں سلام علیک

تاجدار شہاں سلام علیک
غزنوی نوجواں سلام علیک

آپ کے دم سے شہر بہرائچ
دار امن و اماں سلام علیک

کر گئے سر غرور نیچا
آپ غازی میاں سلام علیک

کون خالی گیا ہے چوکھٹا سے
اے سخیٔ زماں سلام علیک

کہہ رہا ہے بصد خلوص ادب
عبرت خستہ جاں سلام علیک

دیار سیّد سالار میں

ب کو ملتا ہے دیار سیّد سالار میں — فیض کے بہتے ہیں دھارے سیّد سالار میں

ن غازی اور شہادت اور ولایت بالا پن — خوبیاں ہیں سب ہمارے سیّد سالار میں

ن رحمت کا سایہ اس کے سر پر ہو گیا — جو بھی آ پہونچا دیار سیّد سالار میں

غ جنّت کی ہوا طیبہ سے ہو کر ہر گھڑی — روز آتی ہے مزار سیّد سالار میں

آرزو لے کر کے اللن حاضر دربار ہے
اپنا بھی دامن پسارے سیّد سالار میں

منقبت

حضرت سیّدنا ابراہیم بارہ ہزاری استاذ سلطان الشہداء

جام شہادت:- ۱۵/رجب المرجب سنہ ۴۲۴ھ

دیکھئے تو دیکھئے کیا شان ابراہیم ہے — سامنے وہ وار د فیضان ابراہیم ہے

اللہ اللہ یہ شراب معرفت کی مستیاں — ہر کوئی مست مے عرفان ابراہیم ہے

آئے ہیں مسعود غازی خنجر و عالم شہید — آستاں پر مجمع خاصان ابراہیم ہے

گرمیٔ بحر حوادث سے وہ کیا گھبرائے گا — جو بھی زیر سایہ دامان ابراہیم ہے

چاند بھی شرما رہا ہے دیکھ کر حسن و جمال — سامنے جو عارض تابانِ ابراہیم ہے

آستانے پر حضوری کا شرف حاصل ہوا
ہم پہ اے اصغر بڑا احسان ابراہیم ہے

قطب بہرائچ

حضرت سیدنا امیر ماہ کی بارگاہ قدس میں

سید اصغر بہرائچی

جو ہے وہ فرش راہ تیری رہگذر میں ہے
اللہ جانے کتنی کشش سنگ در میں ہے

ہر ذرّہ تیری راہ کا ایک آفتاب ہے
کتنا بڑا شرف یہ تیری رہگذر میں ہے

چشم کرم نے راز یہ مجھکو بتا دیا
تیری عطا کا راز میری چشم تر میں ہے

تم سے اگر نہ مانگوں تو آخر میں کیا کروں
منگتا ہوں در کا پاس عقیدت نظر میں ہے

حضرت امیر ماہ نگاہ کرم اٹھے
انسانیت گھری ہوئی طوفان شر میں ہے

غازی میاں کے خون مقدس کا فیض ہے
یہ شہر شر سے پاک ہے اہل نظر میں ہے

اصغر ہے اتنا محو مدینے کی یاد میں
محسوس یہ کر رہا ہے کہ جیسے سفر میں ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بشکل کرامت بارگاہ مسعودی سے جاری ہے۔ کوڑھی کو کایا، اندھوں کو آنکھیں، بانجھ کو اولاد اس در کی کرامت ہے۔

تاجدار بہرائچ

کی بارگاہ میں

مولانا سید عارف رضوی نانپاروی

ترے کردار پر عقلِ بشر حیران ہے غازی

زمینِ ہند پر تیرا بڑا احسان ہے غازی
یہاں کے ذرّے ذرّے میں ترا فیضان ہے غازی

مٹائی ظلمت بالکل اجالا حق کا پھیلا دیا
تری ہر ادا میں شوکتِ قرآن ہے غازی

فروغِ دیں کی خاطر جوانی تو نے قرباں کی
ترا ذوقِ شہادت کس قدر ذیشان ہے غازی

نمازیں ہوں اذانیں ہوں مساجد ہوں مدارس ہوں
یہاں جو کچھ بھی ہے ترا ہی تو فیضان ہے غازی

حیاتِ چند روزہ کو لٹا کر راہِ مولیٰ میں
تو باغِ سرمدی کا دیدہ و ریحان ہے غازی

جنابِ خضر کو دیکھا ہے یوں گلیوں میں تیری اکثر
نہ جانے کس بلندی پر ترا ایوان ہے غازی

فقیر آئے غنی جائے مریض آئے شفا پائے
ترے دربارِ عالی کی یہ شان ہے غازی

ترا روئے منور ہے حریمِ قدس کا جلوہ
ترے کردار پہ عقلِ بشر حیران ہے غازی

دکھا دو چاند سا چہرہ مجھے بھی خواب میں آقا
دلِ عارف کا مدت سے یہی ارمان ہے غازی

المرکز الاسلامی دارالفکر بہرائچ شریف

۱۔ اہل اسلام کی آرزوں کا تکملہ

۲۔ سرکار غازی میاں کے مشن کی امانت دار

۳۔ عقائد حقہ مذہب اہلسنت والجماعت کا نگہبان

۴۔ اہل بدعت و بد مذہب کے لئے شمشیر برہنہ

۵۔ سعادت مند بچوں کی بے مثال اسلامی و مذہبی و اخلاقی تربیت گاہ

۶۔ اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا اہم ترین مرکز

آؤ اس کی امداد ہر طرح سے فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور برکات دارین حاصل کریں

رابطہ کا پتہ

براہ اعلیٰ المرکز الاسلامی دارالفکر

قادری مسجد غازی نگر درگاہ روڈ بہرائچ شریف

یہ وہ قبہ مبارک ہے۔جس کے سایہ میں سلطان الشہداء سیدنا سالار مسعود غازی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار سال سے آرام فرما ہیں۔
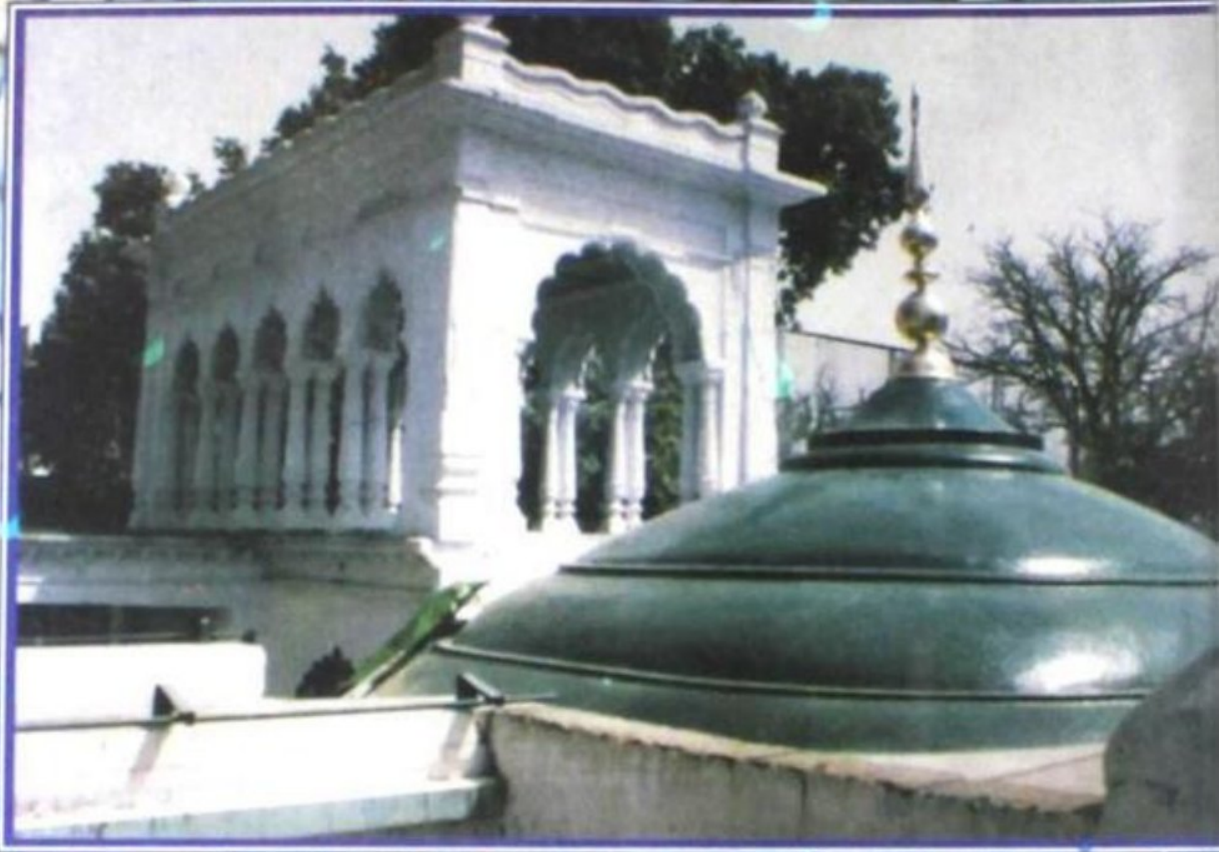
درگاہ شریف کا سنگی قلعہ جسکے اندر حضرت سیف الدین نشان بردار،
سگ سانگل اسپ نیلی مدفون ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی عصری علوم پر مشتمل شمالی ہند کی عظیم الشان درسگاہ و دانش گاہ
المرکز الاسلامی دار الفکر درگاہ روڈ بہرائچ شریف یوپی

درس نظامیہ — درس عالیہ — شعبہ حفظ و قرأت

مسلمانان ہند کی عظیم تربیت گاہ

غازی مشن مسلک اعلی حضرت کی اشاعت کیلئے ہر ممکن تعاون فرمائیں

لفقیر ابوالحسن محمد صدیق حسن قادری بانی وسربراہ اعلیٰ المرکز الاسلامی دار الفکر درگاہ روڈ بہرائچ شریف